

# کراماتِ اہلِ حدیث

عولانہ عبدالحمید بن عبد رزاق

ترتیب: دوم

محمد الکریم بن رزاق



## فہرست مضامین

21	عرض ناشر
26	پیش گفتار
38	حضرت مولانا عبدالحجید سوہدروی
46	ابتدائیہ
48	کرامت کی حقیقت
49	خرق عاوت
51	کرامات و استدراج میں فرق
52	اولیاء اللہ کی پہچان
54	کرامت کی شرعی حیثیت
57	اہل حدیث اور ولی
	(۱)
	کرامات حضرت مولانا عبدالرحمن نکھوی
61	(۱) بھنگی چر سی راہ راست پر آگیا
63	(۲) آپ کا جان لیوا آپ کو دل دے کیا
65	(۳) آپ کی دعا کی برکت
67	(۴) آپ کی بے پناہ روحانی طاقت



بزم حق کرامت برائے علم و سیرت و شریعت

ناشر: مکتبہ دارالعلوم دیوبند  
مدیر: حکیم مسعود اویسی فاروقی

کتاب خانہ

دارالاسلام

کتاب و سنت کی روشنی میں  
پیش کردہ اسلامی تعلیم و ترویج  
فصل اول: مکتبہ دارالعلوم دیوبند



پیدا آفیس: پست بک: 22742، فون: 11418، سونی سب

فون: 4023982، 4043432، 4090811، فیکس: 4021600

ایمیل: darulislam@naseer.com، پتہ: 4514483

پتہ: فون: 6807153، فیکس: 6807153، 6807153

شمار فون: 6807153، فیکس: 6807153

پاکستان: (0) 6807153، (0) 6807153، (0) 6807153

ایمیل: darulislam@naseer.com، فون: 6807153

(0) 6807153، (0) 6807153، (0) 6807153

فون: 6807153، فیکس: 6807153

ایمیل: darulislam@naseer.com، فون: 6807153

Website: http://www.dar-ul-islam.com

ایڈیشن: (۱)، فون: 6807153، شمار: 1100

مکتبہ دارالعلوم دیوبند، پتہ: 4514483



(۵) آپ کا ایک السلام

68

(۲)

کرامات حضرت مولانا غلام رسول قلعہ میہاں سنگھ

(۱) آپ کا کشف

70

(۲) آپ کا ایک اور کشف

72

(۳) آپ کی ایک زمیندار کے حق میں پیش گوئی

72

(۴) آپ کا ایک اور کشف

73

(۵) ہندو عورت اسلام میں داخل ہو گئی

74

(۶) سکھ عورت مسلمان ہو گئی

75

(۷) سکھ مسلمان ہو گیا

75

(۸) بلاوا کا بن داس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا

76

(۹) آپ کے بتائے ہوئے وظیفے کی تاثیر

76

(۱۰) آپ کی روحانی قوت

77

(۳)

کرامات حضرت قاضی محمد سلیمان صاحب منصور پوری

(۱) آپ کی ترجیح کی تاثیر

79

(۲) آپ کی نگاہ کی تاثیر

81

(۳) آپ کا جنات میں احترام

82

(۴) آپ کی زبان کی تاثیر

82

82

(۵) آپ کا کشف

83

(۶) آپ کا ایک اور کشف

84

(۷) آپ پر عالم بیداری میں انوار کی بارش

84

(۸) آپ کا گیندے شاہ پر اثر

85

(۹) آپ اور ایک مجذوب

86

(۱۰) آپ کا ایک اور کشف

87

(۱۱) آپ اور ایک مشرک پیر

88

(۱۲) آپ کی مومنانہ فراست

89

(۱۳) آپ کی فراست پر ایک اور شہادت

89

(۱۴) آپ پر اقیاء

90

(۱۵) آپ کا ایک کشف

91

(۱۶) آپ کی پیش گوئی

91

(۱۷) امام مسجد نبوی کا خواب

91

(۱۸) آپ کا مقام بلند

91

(۱۹) آپ کا مرزا کو کامیاب چیلنج

92

(۲۰) ایک مریض کو قاضی صاحب کی ہدایت

93

(۲۱) آپ کا پرتا شیر و غلہ

93

(۲۲) آپ بکسر محفوظ رہے

۴

کرامات حضرت مولانا عبد اللہ غزنوی

- (۱) آپ کا روحانی مقام 96  
(۲) آپ کی مجلس روحانیت 96  
(۳) آپ کی لاجانی کرامت 96  
(۴) دور و دیوار سے ذکر کی آواز 97  
(۵) نماز کی کیفیت 97

۵

کرامات حضرت مولانا محمد سلیمان روڑوی

- (۱) آپ کی روحانی تاثیر 99  
(۲) آپ کا رویائے صادقہ 100  
(۳) آپ کا کشف 101  
(۴) آپ کا ایک اور کشف 101

حصہ دوم

۶

کرامات مولانا محی الدین کھوی

- (۱) ایک زندہ کرامت 102  
(۲) دعا کی قبولیت 102  
(۳) دم کی برکت 103

۷

کرامات حافظ عبد اللہ محدث روپڑی

- (۱) آپ میں کشش وجاذبیت 103  
(۲) آپ کا تقویٰ و فہمیت 104  
(۳) قرآن سے شغف 104

۸

کرامات مولانا سید عبد الجبار غزنوی

- (۱) روحانی قوت 105  
(۲) دم اور دعا کی تاثیر 105  
(۳) دیدار پیغمبر علیہ السلام 106

۹

کرامات مولانا سید داؤد غزنوی

- (۱) آپ کی بابرکت مجلس 106  
(۲) دودن غزنوی کا روشن ستارہ 107  
(۳) گاڑی بال بال بچ گئی 107  
(۴) ایک مخالف اور اس کا ازالہ 108

۱۰

کرامات حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

- (۱) عظیم کرامت 110



کرامات حضرت مولانا عبدالحمید سوہدروی  
(۱) دعا کی برکت

122	
125	(۱) پوروں سے ذکر الہی کی آواز
126	(۲) حیران کن واقعہ
126	(۳) وظائف کی تاثیر
127	(۴) اولاد کی بہار
127	(۵) روح پرور محفل
128	(۶) دم کی برکت
128	(۷) آسیب کا کھوج لگالیا
129	(۸) آپ کو دست شفا ملا تھا
130	(۹) جنات مقتدی اور شاگرد
131	(۱۰) پانچ ہزار جنات
131	(۱۱) زبان کی تاثیر
132	(۱۲) دو جملوں سے کیا پلٹ گئی
133	(۱۳) زبان و بیان کی اعجاز آفرینی
134	(۱۴) نگاہ کی حیرت انگیز تاثیر

(۲) ایک اور کرامت و فضیلت  
(۳) آپ کا تقویٰ اور استغناء

110	
110	
112	(۱) آپ کی ایک کرامت
113	(۲) ایک اور کرامت
114	(۳) قرآن کی برکت
114	(۴) ایک بہت بڑی کرامت

کرامات حضرت مولانا محمد ابراہیم میرسیا لکھنوی

کرامات حضرت مولانا غلام نبی الہیانی سوہدروی

115	(۱) تقویٰ کی معراج
116	(۲) آئین جواں مردان ....
116	(۳) بے نماز سے نفرت
117	(۴) گائے نے دودھ دینا شروع کر دیا
118	(۵) آپ کے دم کی تاثیر
118	(۶) جنات آپ کی شاگردی میں
119	(۷) پادری کا انجام
120	(۸) آپ کی سرزنش کی تاثیر
122	(۹) بارش نے جل تھل کر دیا

کرامات حضرت مولانا حافظ محمد یوسف سوہدروی

(۱) آپ کی انسانوں میں قدر

(۲) آپ کا جنوں میں احترام

(۳) ایک عجیب واقعہ

(۴) دعا کی قبولیت

(۵) آپ کی ایک کرامت

(۶) نگاہ کی پاکیزگی

(۷) دعا میں تاثیر کے بنیادی اسباب

(۸) جانور بھی بات مانتے تھے

(۹) چند عجوبات

(۱۰) رب آپ کی خواہشات کا خیال فرماتا

(۱۱) آپ اور قرآن

(۱۲) نماز سے محبت

(۱۳) علاقے کا سب سے بہتر اور نیک انسان

(۱۴) آپ کو خراش تک نہ آئی

(۱۵) آپ کے وظیفے کی برکت

(۱۶) امتحانی سادگی

(۱۷) عبادت و ریاضت

(۱۸) زہد و استغناء

(۱۹) ایثار و قربانی

(۲۰) آپریشن کے دوران تلاوت قرآن

(۲۱) اوراد و وظائف

(۲۲) رات کی تاریکی میں نور کی شعلہ

(۲۳) ایک مقدمہ کا فیصلہ

(۲۴) وفات پر عجیب اشارے

(۲۵) تبسم پر لب اوست

کرامات استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث وزیر آبادی

(۱) کرامات ہی کرامات

(۲) سبحان رحمت اللہ آیا

(۳) دریائے حفاظت کی

(۴) اللہ کی خاص حمایت

(۵) حیرت انگیز و محیر العقول واقعہ

(۶) پانی کی ٹپکی خود بخود بھر جاتی

(۷) باوفا جنات

(۸) آپ کا روحانی مرتبہ اور ایک واقعہ



161

(۱۲)

کرامات حضرت صوفی عبد اللہ ماموں کا بجن

(۱) رب نے آپ کی خواہش پوری کر دی

(۲) ایک مسئلہ فوراً حل ہو گیا

(۳) آپ کی کرامت

(۴) کیموں نے قیام اہل شاہ کی

(۵) وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ

(۶) ایک تاجر کے لئے عجیب دعا

(۷) حضرت صوفی صاحب اور میاں شیر محمد شرقپوری

(۸) بارش تھم گئی

(۹) جوڑے پیدا ہونے لگے

(۱۰) کشتیاں پیدا ہونے لگیں

(۱۸)

کرامات حضرت میاں محمد باقر جھوک دادو

(۱) زندہ کرامت

(۲) ولایت کی جلوہ آرائیں

(۳) آپ کی ایک کرامت

168

170

170

(۱۹)

کرامات مولانا عتیق اللہ صاحب ستیانہ بنگلہ

(۱) قابل تقلید شخصیت

(۲) آپ کی کرامت

(۲۰)

کرامات شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی

(۱) آپ کی تابندہ کرامات

(۲) آپ کی چند کرامات

(۲۱)

کرامات مولانا عبدالغنی چک رجاوی

(۱) آپ کی زندہ کرامت

(۲۲)

کرامات کیلانی بزرگان

(۱) گاڑی رک گئی

(۲) شرک کی جڑ کٹ گئی

(۳) شرک کا صفایا ہو گیا

(۴) مثالی تقویٰ

172

173

174

175

176

178

179

180

181

۴۳

### کرامات حضرت حافظ عبدالحی صاحب کوٹ شاہ محمد

- (۱) حضرت حافظ صاحب کی دعا کی برکت 181  
(۲) آپ کی لافانی کرامت 182  
(۳) شاندار کرامت 184  
(۴) دریا کی دلدل میں پھنسی گھوڑی نکل آئی 185  
(۵) تدفین پر خوشبو پھیل گئی 186  
(۶) بکثرت ذکر الہی 186

۴۴

### کرامات مولانا حکیم عبدالواحد داربرٹن

- (۱) ہندو بہمن مسلمان ہو گیا 187  
(۲) عجیب واقعہ 187

۴۵

### کرامات مولانا محمد ادریس کیلانی

- (۱) توحید و سنت کی تاثیر 188  
(۲) دعا کی طاقت پر داز 189  
(۳) آپ کی ایک اور کرامت 189

۴۶

### مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ

- (۱) اللہ تعالیٰ نے ہاتھ تھاما 191  
(۲) انعامات کی بارش 191  
(۳) آپ کی ایک اور کرامت 192  
(۴) آپ کی تابندہ و درخشندہ کرامات 193

۴۷

### کرامات مولوی کمال دین صاحب

- (۱) اللہ نے خاتون کو پیدا دیا 194  
(۲) قحط سالی دور ہو گئی 194  
(۳) بھینس نے آپ کی بات مان لی 195  
(۴) دریا کا رخ بدل گیا 195  
(۵) آپ کا روحانی کمال 196  
(۶) دعا کا حیرت انگیز اثر 196

۴۸

### کرامات حضرت مولانا عبدالحق ماڑی مصطفیٰ (بھارت)

- (۱) ازبے مقدر 197  
(۲) وعاسے دن پھر گئے 198  
(۳) نورانی خواب بابرکت تعبیر 199



(۴۹)

کرامات حضرت مولانا حافظ محمد محدث گوندلوی

- (۱) آپ کا پایہ 200  
(۲) آپ کا روحانی جلال 201  
(۳) کلمہ طیبہ کے درد کی خوشبو 201

(۵۰)

کرامات مولانا ابوالبرکات احمد مدرا سی

- (۱) جامعہ اسلامیہ کو چار چاند لگا دئے 202  
(۲) ہردلعزیزی 203  
(۳) بارش رک جاتی 204

(۵۱)

کرامات حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری

- (۱) قبولیت دعا 204  
(۲) آپ کی ایک خصوصی دعا 205  
(۳) بارش کا خطرہ ٹل گیا 206  
(۴) ایک عجیب وظیفہ 206  
(۵) توکل کی برکت 206  
(۶) آپ کا مرتبہ 207  
(۷) آپ کے تکیا جان مولانا محمد صالح کا تذکرہ 207

(۴۲)

کرامات مولانا محمد حسین شیخوپوری

- (۱) بادل پھٹ گئے 208  
(۲) بارش رک گئی 208

(۴۳)

مجاہدین کی کرامات

- (۱) اللہ کی نصرت 210  
(۲) اللہ کی حفاظت 210  
(۳) مجاہدین کی فراست 211  
(۴) نقید المثال جذبہ 211  
(۵) گولیوں کی بوچھاڑ میں کارنامہ سرانجام دیا 212  
(۶) دعا کی برکت 212  
(۷) غیبی مدد کا ایمان افروز واقعہ 213  
(۸) خصوصی حفاظت اور مدد 213  
(۹) اللہ نے مجاہدین کو مستور کر دیا 214  
(۱۰) بہترین اور ایمان افروز کامیابی 214

## عرض ناشر

یہ ”کرامات الہدیہ“ کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ کتاب پُر حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی رضی اللہ عنہ کی تصنیف لطیف ہے جو آپ کے عقوان شباب کی کاوش ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس جھوٹے الزام کو دور کیا جائے جو جماعت الہدیہ پر لگایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ ان میں کوئی ولی نہیں ہے نہ کوئی صاحب کرامت بزرگ ہے۔ کتاب پُر امیں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے جماعت الہدیہ میں کثیر اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔ اور ان میں سے بہت سے صاحب کرامت بھی ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس کتاب میں ایسے بیسیوں اولیائے کرام کی بہت سی کرامات جمع کر دی گئی ہیں۔

کتاب ”کرامات اہل حدیث میں حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی نے اولیاء کی ۳۳ کرامات جمع کی ہیں۔ آپ کے پوتے محترم مولانا محمد ادریس فاروقی حفظہ اللہ نے اس میں ۲۷ اولیاء کی مزید ۳۳ اور مولانا عبد اللہ غزنوی کی ۲ اور کرامات جمع کر کے کتاب پُر کو سرچند معلومات افزاء اور کار آمد بنا دیا ہے۔ یعنی اب اس کتاب میں ۳۲ اولیائے کرام کی ۷۹ کرامات جمع کر دی ہیں۔ جیسا کہ آپ خود مطالعہ فرمائیں گے۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

محترم مولانا فاروقی رَحْمَةُ اللّٰہِ بِطَوْلِ حَیَاتِہِ نے آخر میں نئے عنوان ”مجاہدین کی کرامات“ کے تحت مجاہدین کی نمونہ اوس کرامات کا بڑی خوبصورتی سے ذکر کیا ہے جن کے مطالعہ سے لطف اور بڑھتا اور ایمان میں دگرگوں اضافہ ہوتا ہے۔

اسلامی کتاب خانہ سیالکوٹ کا کوئی کتب فروش مولوی پرانی ”کرامات الہدیہ“ کی فوٹو کاپی پرنت کروا کر پتہ نہیں کیا مطلب حل کرنا چاہتا تھا۔ امید ہے آئندہ وہ یہ جرأت نہیں کر سکے گا۔ کیونکہ اب اس بے چارے کا مطلب حل نہیں

## اطلاع عام

اولیائے اہل حدیث یا مجاہدین کی اور کرامات اگر کسی دوست کو معلوم ہوں تو ہمیں صاف کاغذ کی ایک جانب خوشخط لکھ کر بھیج دیں۔ ہر کرامت سچی اور ثابت شدہ ہونا ضروری ہے۔ ہم انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں مرسل کا حوالہ دے کر کتاب پُر امیں شامل کر دیں گے۔



ہو سکے گا۔

”کرامت“ کے لفظی معنی عزت کے ہیں۔ کسی ولی اللہ کے لئے یہی عزت بہت کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اور معلوم ہے صحیح دوست وہ ہوتا ہے جو دوست کی ہر بات ماننا ہو اور اس کے ساتھ سب سے بڑھ کر محبت رکھتا ہو۔ ایسے ہی بلند بخت لوگوں کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (یعنی اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غم کھائیں گے)

دوسرے مقام پر فرمایا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُمُ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ

”اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا دوست ہے وہ انہیں اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا ہے۔“

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا کہ اللہ کے محبوب و معزز فرشتے ان کے پاس آکر کھتے ہیں:

أَلَا تَحَافِظُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ○  
نَحْنُ أَوْلِيَاءُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ

”تمہیں ہر سال اور عملگین ہونے کی ضرورت نہیں تم جنت کی بشارت سنو۔ وہ جنت جس کا تم سے وعدہ کیا گیا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت بھی تمہارے ساتھی ہیں۔“

اندازہ فرمائیے کہ اولیائے کرام کا کتنا بلند مقام ہے؟

”کرامات الہدیث“ میں یہ بتایا گیا ہے کہ اولیاء برحق ہیں۔ اور ان کا مقام بہت بلند ہوتا ہے۔ وہ ایمان و تقویٰ کی معراج پر فائز ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کے اور اس

کے ملائکہ کے محبوب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ وہ مشکل کشاء حاجت روا، فریاد رس اور حاضر و ناظر ہوتے ہیں۔ اور دور و نزدیک سے پکار سنتے ہیں۔ اور ہر آن اپنے سرید کے پاس ہوتے ہیں وَغَيْرَ ذَلِكَ مِنَ الْخَيْرِ أَفَابِتْ۔

ارباب توحید اور ایسے ”دوستوں“ میں ایک فرق تو یہ ہے کہ الہدیث ہر اس شخص کو دلی مانتے ہیں جو ایمان اور تقویٰ کی اعلیٰ معراج پر فائز ہو۔ اور جو اس معیار پر پورا نہ اترے وہ اسے ولی نہیں مانتے۔ مگر ”دوست“ اگر ناراض نہ ہوں تو ہم یہ کہنے کی جسارت کرتے ہیں کہ ان کے لئے ”ایمان و تقویٰ“ کی شرط کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتی۔ وہ جسے چاہتے ہیں ولی بنا دیتے ہیں۔ اور پھر اپنے مروجہ ولی کو بلا جھجک تقریباً کل الہی صفات تفویض کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم انہیں معبود جان کر نہیں پکارتے لہذا ہمارا اولیاء کو کسی بھی طرح کی مدد کے لیے پکارنا شرک کے ذیل میں نہیں آتا۔ اور انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ بزرگ زندہ ہو یا مردہ۔ بلکہ وہ ”مردہ“ کو زندہ ہی مانتے ہیں۔ اور زندہ سے زیادہ متصرف اور صاحب کرامات جانتے ہیں اور جو شخص اس بارے میں ان کی ہمنوا کی اختیار نہ کرے وہ اسے جھٹ اولیاء کا گستاخ اور منکر کہہ دیتے ہیں۔

الہدیث کے نزدیک ولی کے لئے کرامت اعزاز ہے مگر شرط نہیں۔ شرط وہی ہے جو قرآن مجید نے بیان کی ہے یعنی ایمان اور تقویٰ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر کسی ولی اللہ سے کرامت سرزد نہ ہو اور بے شک ساری زندگی سرزد نہ ہو تو اس کی ولایت میں کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن اگر وہ نعمت ایمان و تقویٰ سے محروم ہو تو وہ ولی نہیں ہو سکتا۔ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ سب جانتے ہیں ولی کا معنی ہے اللہ کا دوست۔ اور وہ بھلا اللہ کا دوست کب ہو سکتا ہے جو نہ ایمان رکھتا ہو نہ تقویٰ؟ ولی کی بابت ہمارا نظریہ یہ ہے کہ اللہ کا ولی خلاف شرع چلتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ بولتا نہ سنتا ہے۔ اس کا



عقیدہ و عمل قرآن و سنت کے مطابق ہوتا ہے، عین مطابق۔

الہدیث کے نزدیک "کرامات" کا عنوان خاص اہمیت اور دلچسپی میں رکھتا۔ کیونکہ ان کے نزدیک کرامت جب دلی کے لئے شرط ہی نہیں تو نظر بظاہر اس موضوع کی ضرورت ہی نہ رہی۔ نیز الہدیث کے مطابق خواہ کس قدر احتیاط برتی جائے کمزور عقیدہ آدمی کرامت سے بہک سکتا ہے۔ یا کرامت اس کے ضعیف استدلال کے لئے تھوڑی بہت قوت کا باعث بن سکتی ہے۔ بخلاف اس کے "دوستوں" کا زیادہ زور ہی کرامت پر ہے، ارباب بریل ہی نہیں اصحاب دیوبند بھی اس لائن میں کافی آگے ہیں۔ ان دونوں کی بیان کردہ کرامت میں کوئی بہت زیادہ اور نمایاں فرق نہیں۔ وہ قریب قریب ایک جہتی ہی ہیں۔

یہ جان لینا چاہئے، دین کا اصل مرکز و محور قرآن و سنت ہے۔ جو کرامت قرآن و سنت کے خلاف ہو اسے اختیار کرنا یا اس سے استدلال کرنا ممنوع ہے۔ اور ان سے شرکیہ عقائد کا ثبوت لانا حرام ہے۔ یہ بہت محتاط دادی ہے، اس میں ممکن احتیاط کی ضرورت ہے۔

اگرچہ دو چار احباب نے ہمیں "کرامات الہدیث" کی اشاعت سے رک جانے کا مشورہ دیا مگر ہم نے اسے محض اس نقطہ نظر سے شائع کیا ہے کہ ایک تو اولیائے الہدیث کا تعارف ہو جائے کیونکہ جب کسی کا صحیح تعارف ہو جاتا ہے تو اکثر نفرت میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔ دوسرے معترضین کی ایک گونہ تشفی ہو جائے اور وہ مطالعہ فرمائیں کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الہدیث جماعت میں بے شمار اولیاء موجود ہیں اور ان میں اچھے خاصے بزرگ اور صاحب کرامت لوگ ہو گزرے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم سے اب بھی موجود ہیں۔ اور حقیقت میں دلی بھی وہی ہے جو صحیح معنی میں حامل قرآن و سنت ہو۔ اور شاید "کرامات الہدیث" کے مطالعہ کے بعد

الہدیث سے نفرت اور بغض میں کچھ کمی واقع ہو کر فضا بہتر ہو جائے۔ اس کتاب کی اشاعت کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ عوام و خواص میں اولیائے عظام اور بزرگان کرام سے محبت و عقیدت پیدا ہو۔ نہ صرف پیدا ہو بلکہ اس میں دگرگوں اضافہ ہو۔ کیونکہ فی زمانہ اس میں خاصی کمی آرہی ہے۔

ہم محترم مولانا محمد ادریس فاروقی کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے اپنی عدیم الفرستی کے باوجود اپنا قیمتی وقت نکال کر اور بھی بہت سے بزرگان الہدیث کی کرامت کتاب ہذا میں شامل فرمادی ہیں۔ فَجْزَاهُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ۔ زیادہ نہ سہی یہ کتاب کم از کم تاریخی حیثیت سے تو ضرور پہنچانی جائے گی۔ اور انشاء اللہ تاریخ و میر کے باب میں خوشگوار اضافہ کا باعث ہوگی۔

نجم المجید سوہدروی

اسسٹنٹ ڈائریکٹر مسلم پبلی کیشنز لاہور / سوہدروہ



## پیش گفتار

جس طرح آسمان کی تزئین ستاروں سے ہے اسی طرح زمین کی آرائش عظیم و باکمال لوگوں سے ہے۔ باکمال اور یگانہ روزگار لوگوں میں اصحاب علم و فضل اور مقربین بارگاہ رب العزت کو ہمیشہ ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل رہا ہے۔ اس کتاب میں ایسے ہی اختیار و ابرار ہستیوں کا مبارک ذکر ہے۔

”کرامات الہمدیث“ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ کی اولین تصانیف میں سے ہے جس سے ان کا مقصد اس مقالے کو دور کرنا تھا کہ جماعت الہمدیث میں کوئی ولی نہیں، نہ ان میں کوئی صاحب کرامت بزرگ ہوا ہے۔ موصوف نے کتاب ہذا میں پانچ اولیاء کرام رحمہ اللہ کی ۴۳ کرامات بطور نمونہ جمع فرما کر بتایا ہے کہ بجز اللہ جماعت الہمدیث میں نہ اولیاء کی کمی ہے اور نہ کرامات کی۔ بلکہ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ اولیاء ہیں ہی جماعت الہمدیث میں۔ اور جو الہمدیث نہیں وہ ولی ہی نہیں۔ آپ کا یہ دعویٰ ”کافی حد تک ہی ٹھیک“ نہیں بالکل ٹھیک ہے۔ کیونکہ دراصل الہمدیث کہتے ہی اس شخص کو ہیں جو قرآن و حدیث کا حامل و عامل ہو۔ اور **قَالَ اللَّهُ وَقُلْ الْمُؤْمِنُونَ كَمَا يَكُونُونَ** کے سوا کوئی بات نہ کرتا ہو۔ اس کا ایک ہی امام ہو اور وہ ہیں امام الانبیاء علیہم السلام۔ اور ایک ہی سلیبیں ہو اور وہ ہے کتاب ہدی۔ الہمدیث قرآن اور صاحب قرآن کے بغیر ایک قدم چلنے کے لئے تیار نہیں۔

اب خود ہی بتائیے کہ کوئی شخص قرآن و حدیث سے کنارہ کش رہ کر بھلا کیونکر ولی اللہ بن سکتا ہے؟ نیکے کی بات سمجھ لیجئے جو شخص قرآن و حدیث کے جس قدر

زیادہ قریب ہو گا وہ اسی قدر اللہ اور اس کے رسول کے زیادہ قریب ہو گا۔ اور جو اس سے جس قدر دور ہو گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے اسی قدر دور ہو گا۔ چونکہ اس نکتہ حقیقت طراز کو سمجھنا ضروری تھا اس کو سمجھے بغیر بات آگے نہیں چل سکتی تھی اس لیے اس پر زور و وضاحت سے روشنی ڈالی جا رہی ہے۔

دین میں حجت، دلیل اور برہان صرف حضرت محمد ﷺ ہیں، سب ہستیوں کو آپ ﷺ کے تابع کیا جائے گا، آپ ﷺ کو کسی کے تابع نہیں کیا جائے گا۔ اور حقیقی شان رسالت ہے بھی یہی۔ **إِذَا جَاءَ نَهْرُ اللَّهِ بَطَلَتْ نَهْرُ مَعْقِلٍ**۔

آپ ﷺ اس وقت ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن آپ کی تعلیمات ہم میں موجود ہیں۔ آپ کا اپنا ارشاد گرامی ہے: **تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَفْشِلَا مَا تَشَكُّمُ بِهِمَا كِتَابُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ**

اسی بات کو اقبال نے یوں ادا کیا ہے۔

اصل دیں آمد کلام اللہ معظم داشتن

پس حدیث مصطفیٰ بر جاں مسلم داشتن

مطلب یہ ہے کہ دین کی اصل و بنیاد محض قرآن و حدیث ہے۔ جسے قرآن و حدیث مل گیا اسے علم و آگہی، ہدایت و معرفت، تہذیب و تمدن، عروج و ارتقاء، شان و عظمت، سب کچھ مل گیا۔ پس ہر قول، قیاس اور کرامت کو قرآن و حدیث پر پرکھا جائے گا، لیکن قرآن و حدیث کو کسی پر نہیں پرکھا جائے گا۔ قرآن و حدیث نائب ہے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کا۔ اس کا ادب اللہ اور رسول اللہ کا ادب ہے۔ اس کی توہین اللہ اور رسول اللہ کی توہین ہے۔

اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھئے کہ قرآن مجید کا وہ مفہوم لیا جائے گا جو حدیث نے لیا۔ اور حدیث کا وہ مطلب صحیح سمجھا جائے گا جو خلفائے راشدین و



صحابہ کرام نے سمجھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس مفہوم کو اور بحیثیت و افضلیت حاصل ہوگی جو انہوں نے خلفائے راشدین یا اہل علم و فقہ صحابہ سے سمجھا۔ اگر ہم ان باتوں کی پابندی یا پرواہ نہ کریں گے تو اسلام کا حلیہ بگڑ جائے گا۔ جملہ صحابہ تابعین اور اتباع تابعین اور ائمہ دین رحمہم اللہ اور ائمہ حدیث و سنت اسی راہ پر چلے۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم بھی اسی راہ پر چلیں۔

”کرامات“ غیر انبیاء محبوبین رب علامہستیوں سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ ان کا انکار درست نہیں۔ قرآن و حدیث سے ان کا ثبوت ملتا ہے۔ البتہ خود تراشیدہ کرامات پیش کرنا غلط ہے اور اسے منبروں پر بیان کرنا یا کتابوں میں بھردینا اور بھی غلط ہے۔ اس سے بچائے فائدے کے نقصان ہوتا ہے بہت بڑا نقصان۔ لوگوں کے عقائد بگڑتے اور نبوی مشن کو دھچکا لگتا ہے۔ بھلا ان جعلی کرامات سے قرآن و حدیث کے پیش کردہ اہل عقائد کیسے بدل سکتے ہیں؟ کبھی نہیں ہرگز نہیں۔ ارباب اقلید و جمود ہمارے بھائی ہیں مگر ہمیں ان سے یہ گلہ ہے کہ وہ قرآن و حدیث کے خلاف کرامات بیان کرنے کی جسارت کر جاتے ہیں۔ ہم برملا کہتے ہیں کہ ہم ہر اس قول کو تسلیم نہیں کرتے جو نصوص قرآن و سنت کے خلاف ہو اسی طرح ہم ہر اس کرامت کو نہیں مانتے جو قرآن و حدیث سے متضاد ہو۔ کتنا صاف، سچا اور سیدھا ہے یہ مسلک۔ کیا ہے کوئی دو سرا مسلک جو ڈسکے کی چوٹ یہ اعلان کرے جو ہم کرتے ہیں؟ ابھی تک تو ہم نے ابجدیث کے علاوہ اور کوئی ایسا مسلک نہیں دیکھا جو ایسے اعلان کی جرأت رکھتا ہو۔ اللہ کرے سب کی یہی آواز ہو جائے۔ پھر جھگڑا اور اختلاف ہی ختم ہو جائے اور سب ایک ہو جائیں۔

یہ ڈیزڈ ڈیزڈ اہل سنت کی مسجد یہ الگ الگ مدارس یہ جدا جدا مذاہب اسلام کی قوت و شوکت کے لئے خطرناک ہیں اور خطرات۔ ہم پوری دنیا کے اسلام کی

خدمت میں باادب عرض کرتے ہیں کہ اللہ اپنے اپنے مذاہب و مسالک کی آیاری نہ کریں بلکہ مسلک قرآن و سنت کی آیاری کریں۔ اسی میں عزت و عظمت ہے اور اسی میں قوت و شوکت ہے۔

کتاب ہذا کا موضوع کرامت ہے۔ کرامت بزرگی اور عظمت کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے کسی محبوب بندے کی بزرگی اور عزت آشکارا کرنے کے لئے اسے کرامت کا مظہر بنا دیتا ہے۔ لیکن اس کے لئے چند باتیں جان لینی چاہیں۔ آدمی ان سے درخور اعتناء کر کے گرداب فکر میں پھنس جاتا ہے اور بسا اوقات فکر صحیح سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے وہ باتیں یہ ہیں:

- (۱) کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی اللہ کے اختیار میں ہوتی ہے۔
- (۲) کبھی ولی کو کرامت کی خبر بھی نہیں ہوتی کہ مجھ سے صادر ہو رہی ہے۔ مگر وہ سب کو اس کی خبر ہوتی ہے۔
- (۳) کرامت (جو خرق عادت ہوتی ہے) عموماً آتی اور وقتی ہوتی ہے دائمی نہیں ہوتی۔ لہذا اس سے کوئی دلیل پکڑنا درست نہیں۔
- (۴) کرامت ولی کے لئے شرط نہیں۔ ولی کے لئے ایمان اور تقویٰ شرط ہے۔
- (۵) ولی اپنی کرامت کا پرچار نہیں کرتا۔ نہ پرچار کو پسند کرتا ہے۔ صحیح ولی ہر اپنے بجز و نیاز اور پروپیگنڈے سے گریزا ہوتا ہے۔ اگر اس کے برعکس ہو تو سمجھ لیجئے وال میں کالا کالا ضرور ہے۔
- (۶) کرامت کا تعلق عموماً ولی کی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے وفات کے بعد نہیں ہوتا۔ ہاں اس کے کارنامے ضرور بعد میں رہتے ہیں۔
- (۷) ”ولایت“ کا کوئی سرٹیفکیٹ نہیں ہوتا جو کہیں سے جاری ہوتا ہو۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کون ولی ہے



اور کتاب بڑا دلی ہے۔ جن لوگوں نے اپنے پاس سے ویوں کی NUMBERING اور DEFINATION کر رکھی ہے وہ درست نہیں، شریعت میں اس پر کوئی دلیل نہیں۔

(۸) جس طرح جھوٹی حدیث، جھوٹا قول اور جھوٹا خواب بیان کرنا گناہ ہے، ٹھیک اس طرح جھوٹی کرامت بیان کرنا بھی گناہ ہے۔

(۹) کرامت اور استدراج میں فرق کرنا بہت ضروری ہوتا ہے۔ ورنہ گمراہی کا شدید خطرہ ہے۔ کیونکہ ”استدراج“ اولیاء الشیطان سے سرزد ہوتا ہے۔ جبکہ کرامت اولیاء الرحمن سے ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اور استدراج کو کرامت سمجھنے کا صاف مطلب یہ ہوا کہ شیطان کے دوستوں کو رخصت کا دوست سمجھ لیا گیا ہے۔ جبکہ شیطان کو ولی سمجھنا سراسر گمراہی ہے۔

(۱۰) ولی کے لئے عمر، خاندان، نسب اور خطہ کی کوئی قید نہیں، کسی عمر اور کسی خاندان اور علاقے میں بھی ولی اللہ ہو سکتا ہے۔ (ذلک عشرۃ کمالہ)

ہمارے ہاں جمالت کا عالم یہ ہے نہ ولی کی تعریف کی خبر نہ اس کی شرائط کا علم، نہ استدراج سے آگاہی، نہ کرامت کے آداب سے واقفیت، نہ تفصیلات کا پتہ نہ، القاء، الہام، کشف، وحی اور ان کی اقسام کی اطلاع۔ جس کو چاہتے ہیں ولی بنا دیتے ہیں۔ جس کی چاہتے ہیں کرامت گھڑ لیتے ہیں۔ اور پھر ان کرامات سے جو جی چاہتا ہے استدلال کر لیتے ہیں۔ قرآن، حدیث اور مسلک اہلسنت کو گلدستہ طاق نسیان بنا دیتے ہیں۔ اور بے مقصد کتابیں لکھ لکھ کر سینکڑوں صفحات سیاہ کر دیتے ہیں۔ نہ اللہ کا ذکر نہ آخرت کی پرواہ، بس لکیریں جارتے ہیں۔ اور اپنے اپنے خود ساختہ مذاہب کی آبیاری کر رہے ہیں۔ اس طرح خود بھی گمراہی کے غار میں جا رہے ہیں اور دوسروں کو بھی تو قعر مذلت میں کرا رہے ہیں۔ بمطابق حدیث صَلُّوا فَاَصْلَحُوا کا

مصدق بن ربیع ہیں۔۔۔ اللہ ہمارے ارباب علم و فضل کو بصیرت عطا فرمائے کہ جس سے وہ کام لے کر عوام کا الانعام کو صحیح سمت لے جائیں۔

افسوس! آج ہمارا دین..... کون سا دین؟ روایتی دین جو جلسوں، جلوسوں، جھنڈیوں اور جھلکیوں کی رسومات میں مرکوز ہو کر رہ گیا ہے۔ کون سا دین؟ وہ دین جو کبھی آدمی دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ وہ دین جو بادل کی گرج، رعد کی گڑگڑ، بجلی کی چمک، آندھی کا جلال، چاندنی کا جمال، شبہم کی فحش، چمن کی طراوت، خلق نبوی کی شیرینی لے کر آیا تھا، آج وہ..... گھروں میں نظر آتا ہے نہ بازاروں میں، منڈیوں میں دکھائی دیتا ہے نہ درباروں میں۔ آستانوں میں نظر آتا ہے نہ مدارس میں۔ بلکہ مساجد میں بھی کم ہی نظر آتا ہے الا ماشاء اللہ۔ کیا کہیں دل شق ہوتا ہے۔ کلیجہ منہ کو آتا ہے، وہ عظیم دین، وہ رفیع دین، وہ پر شکوہ دین، وہ رب کا دین، وہ سب کا دین، وہ کامل دین، وہ اکمل دین، وہ مفرد دین، وہ شان جامعیت و اکملیت کا حامل دین، جس کی رعد آسا کوند سے دستان قیصر و کسریٰ لرزتے لگ جاتے تھے..... آج غریب الدیار اور اجنبی کی طرح، نحیف و نزار، تنکان سے چور، لڑکھڑاتا کبھی ادھر آ رہا ہے کبھی ادھر جا رہا ہے، لیکن اس سے عقیدت و محبت تو رہی درکنار کوئی اسے اپنے گھر کے باہر بچے ہوئے رنج پر بٹھانے کے لئے بھی تیار نہیں۔۔۔ جو حال مسلم بن عقیل کا دیار کوفہ میں ہوا، آج وہی حال اسلام کا دیار اسلام میں ہو رہا ہے۔ فَلْيَبْلُغْ مَنْ تَكُنْ بَاكِتًا۔

اسلام نے پہلے عقائد کی بنا رکھی، پھر اس پر اعمال کی عمارت استوار کی۔ امام ہدایت صلوٰۃ اللہ علیہ نے تیرہ (۱۳) برس تک عقیدے کو پختہ کیا، جیسے عمارت کی بنیاد کو روزی سیسٹ ڈال کر کوٹا جاتا ہے، پھر سرے کا جال بچھا کر اوپر مسالے اور بھرتی کا آمیزہ ڈالا جاتا ہے۔ جتنی بڑی عمارت بنانا مقصود ہو اسی قدر مضبوط بنیاد بنانا پڑتی ہے۔ چونکہ یہ دین قیامت تک کے لئے تھا اور سب کے لئے تھا، اس لئے اس



کے عقیدے کی بنیادیں بھی اسی قدر مضبوط پائیدار اور طاقتور بنانا چاہئے تھیں چنانچہ اسی طرح مضبوط اور پختہ بنائیں۔

بے شک کرامات کتاب و سنت سے ثابت ہیں اور جو کرامات قرآن و حدیث میں وارد ہیں ان کا انکار جائز نہیں۔ ان کا انکار اسی طرح ہے جس طرح قرآن کا انکار ہے۔ لیکن وضعی اور خود ساختہ کرامات کی نشر و اشاعت اور پرچار کرنا بھی ناجائز و حرام ہے۔ کرامت گھرنا بھی برا ہے۔ مگر اس کو کتابوں میں لانا اور پبلک میں مشہور کرنا اور بھی برا ہے۔ امید ہے علمائے ذی وقار و ہر خصوصی توجہ فرمائیں گے۔ آج کل ان کرامات کے ذریعے انصوح قرآن و سنت کی انجانے میں تردید و تعلیظ ہو رہی ہے جو حد و رجا گھناؤنا جرم ہے۔

چچی کرامات کی تعداد کوئی حد سے زیادہ نہیں اور جو اللہ کے دوست ہوتے ہیں وہ ان کرامات کی تشہیر قطعاً ناپسند جانتے ہیں۔ بلکہ جس کسی نے ان کی کرامت دیکھی ہو تو اسے منع کرتے ہیں کہ ہرگز کسی سے بیان نہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ کرامات کا ماننا کوئی اسلام کا حکم نہیں نہ یہ ایمانیات میں داخل ہے۔ بالفرض اگر کوئی شخص ماسوائے قرآن و حدیث میں وارد شدہ کرامات کے اور کرامت کو نہیں مانتا اور چاہے وہ چچی کرامات ہی ہوں ان کا انکار کر دیتا ہے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا نہ اس کے ایمان میں کوئی فرق پڑتا ہے۔ وہ بفضلہ تعالیٰ مسلمان کا مسلمان ہی رہتا ہے۔ قرآن و حدیث کی شرط ہم نے اس لئے عائد کی ہے کہ قرآن و حدیث کی بیان کردہ کرامات کے انکار سے دراصل قرآن و حدیث کا انکار لازم آتا ہے جو مغنی الی الکفر و کفر میں لے جانے والا اسی نہیں بلکہ صریح کفر ہے۔

اب غور کیجئے 'چچی کرامات کی آڑ میں جھوٹی کرامات بیان کرنا ایک جرم ہے۔ جھوٹی کرامات کو کتابوں میں جمع کرنا اور پھر منبروں اور اسٹیجوں پر بیان کرنا دوسرا جرم

ہے۔ اور پھر ان جھوٹی کرامات سے شرکیہ عقائد ثابت کرنا تیسرا جرم ہے۔ اب یہ تین فرد ہائے جرم عائد ہو گئیں یہ اللہ تعالیٰ کو کس قدر غضبناک کرنے والی باتیں ہیں 'آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ اور یہ کس قدر وحشتانی ہے کہ اس مسلک کا نام 'مسلک الہست رکھا ہوا ہے۔ اور ذرا نہیں سوچتے کہ یہ قرآن و حدیث کے سراسر مخالف مسلک 'آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضوانہ اللہ علیہم اجمعین کا مسلک کیسے ہو سکتا ہے؟ ہم یہ باتیں کوئی دل جلانے کے لئے یا خوشی سے نہیں کر رہے بلکہ بڑے دکھ اور تکلیف سے کر رہے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہم سب مسلمانوں کو صحیح معنی میں الہست بننے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بات کوئی پیچیدہ نہیں بجز اللہ بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ اور وہ یہ ہے اولیاء اللہ سے مراد اللہ کے دوست ہیں۔ اور ان کی دو علامات ہیں 'الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ' (یونس: ۶۳) پہلی علامت ایمان ہے 'دوسری تقویٰ۔۔۔۔۔ ایمان میں پہلا نمبر اللہ اور رسول پر ایمان لانا ہے۔ اور تقویٰ پرہیز گاری کو کہتے ہیں۔ پرہیز گاری میں پہلا پرہیز شرک سے بچنا ہے۔ جو آدمی دنیا جہان کے گناہوں سے بچتا ہے مگر شرک (جسے اللہ اور رسول ﷺ نے سب سے بڑا جرم قرار دیا) سے نہیں پرہیز کرنا وہ کیونکہ پرہیز گار کہلا سکتا ہے؟ ایسے شخص کو متقی کہنا اور ولی اللہ مشہور کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ ایسے شخص کو متقی کہنا اور ولی اللہ مشہور کرنا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بغاوت کے مترادف ہے۔

اب اللہ! خود ہی انصاف سے فرمائیے کہ جس شخص کا عقیدہ توحید و رسالت ہی متزلزل ہو اور وہ شرک کی دلدل میں گھٹنے گھٹنے تک نہیں 'گلے گلے تک پھنسا ہوا ہو 'بھلا وہ ولی اللہ کیسے ہو سکتا ہو؟ قطعاً نہیں 'بالکل نہیں اور جو ولی اللہ ہی نہیں اس سے کرامت کا کیا سروکار؟ اگر ایسے شخص سے پھر بھی کوئی خرق عادت اور



عجیب و غریب بات دیکھیں تو وہ کس طرح کرامت کہلا سکتی ہے؟ وہ شعبہ ہو گا یا جادو ہو گا یا کسی جتاتی عمل کا نتیجہ ہو گا۔ کرامت نہیں ہوگی۔ اور یہ بات ہم نہیں کہتے۔ سب جید علماء کہتے ہیں کہ جس کا عمل توحید و سنت کے مطابق ہو وہ اس کی کرامت نہ ہوگی بلکہ استدراج ہو گا۔

دنیا میں ہر چیز کی اصل بھی ہے نقل بھی۔ جیسے شد، شربت، عرق، جو ہر دودھ، گھی وغیرہ۔ اسی طرح اولیاء میں بھی یہ دونوں اقسام پائی جاتی ہیں ایک اصلی اولیاء، دوسرے نقلی اولیاء۔۔۔ اصلی اولیاء کو اولیاء الرحمن کہتے اور نقلی اولیاء کو اولیاء الشیطان کہتے ہیں۔ ان دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے بہت ضروری۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

حق و باطل میں تو رکھ پہچان اے اہل تمیز!

سکھیا مصری کے دھوکہ میں نہ کھانا چاہئے

سکھیا اور مصری میں صورۃ مماثلت ہے لیکن ماہیت و خاصیت کے اعتبار سے مغایرت ہے۔ سکھیا مسلک جان ہے جبکہ مصری مفرح جان۔ یہاں سے اولیاء کی مثال سمجھئے۔ ”اولیاء الشیطان“ مسلک ایمان ہیں اور اولیاء الرحمن مفرح ایمان۔ یعنی جھوٹے اولیاء کے پاس بیٹھنے سے ایمان غارت ہوتا ہے جب کہ سچے اولیاء کی بابرکت مجلس نشینی سے ایمان کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ سچے اولیاء تکلف، تصنع اور پردہ داری سے کوسوں دور رہتے ہیں۔ انہیں دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے۔ ان کے ایک ایک عمل سے سنت کی خوشبو آتی ہے۔ وہ اللہ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں۔ ان میں حد درجہ عجز و انکسار اور فروتنی ہوتی ہے۔ وہ شریعت کے نہایت پابند، نبوی مشن کے دلدادہ، قرآن و سنت پر فریفتہ، غایت درجہ عابد و زاہد، حسب جاہ اور حسب دنیا سے یکسر لاتعلق۔ حقوق اللہ کے

علاوہ حقوق العباد کی ادائیگی میں پیش پیش، اکل حلال اور صدق مقال میں یکنائے زمانہ، خدمت خلق کے جذبہ صادق سے سرشار، توحید و سنت کے علمبردار، شرم و حیاء کے نقیب، اکتساب علوم نبوی کے لیے بیتاب، مکہ و مدینہ منورہ کے والد و شیدا، مریدان باوصفا کی اصلاح میں منہمک، انکے ذاتی اور گھریلو احوال و کوائف میں اسوہ رسول کا رنگ، ان کی اولاد انکی ہم رنگ، ان کا انگ انگ الذین ینساز غون فی الخیرات اور والذین ہم عن اللغو مغر ضون کی عملی تفسیر۔۔۔ تقویٰ ان کا اور حنا، اخلاص ان کا بچھونا۔۔۔ مختصر یہ کہ ان کی پوری زندگی قرآن و سنت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی ہوتی ہے۔ ایسے بزرگان باوصاف ہماری آنکھوں کا تارا اور ہمارے سر کا تاج ہمارے سیل مرد محبت کا مرکز اور آباد گاہ ہیں۔ اور یہ ضروری نہیں کہ یہ با عظمت و بابرکت لوگ الگ تھلگ رہیں اور صاف پہچانے جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ عام لوگوں میں ہی ہوں۔ عام کاروبار زندگی میں، مصروف پائے جائیں۔ اور کئے پھنے یا اعلیٰ عمدہ لباس میں ہوں ایسے لوگ اگر کہیں پائے جائیں تو ان کی ضرور مجلس کریں۔ ان سے بہر صورت رابطہ رکھیں۔ ان کی جس قدر عزت کریں کم ہے۔ انکی جس قدر خدمت بجالائیں تھوڑی ہے۔ ان سے مشورے لیں۔ ان کی رہنمائی میں چلیں۔ یہ اللہ کے صحیح محبوب ہیں۔ یہ نہایت عزت و احترام کے قابل لوگ ہیں۔ ہم سب بزرگان دین و ملت کو احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور دعا گو ہیں اللہ سب کو اپنے قرب سے لذت آشنا فرمائے، مگر اتنا ضرور عرض کریں گے کہ کسی کی کرامت کو دیکھنے یا سننے سے پہلے خود اس کی جانچ پرکھ کر لیں کہ آیا وہ ولی ہے بھی یا نہیں؟ گویا کرامت کے صدق و کذب کا انحصار ولایت کے صدق و کذب پر ہے۔ اگر ولایت سچی ہے تو کرامت بھی سچی ہے۔ اور اگر ولایت جھوٹی ہے تو کرامت بھی جھوٹی ہے۔



جیسے ہر چیز میں درجہ بندی ہوتی ہے۔ مثلاً یہ 'بستر' 'بسترین'۔ اسے اصطلاح میں تفضیل کہتے ہیں۔ تفضیل نفسی، تفضیل بعض اور تفضیل کل۔ اسی طرح ایمان و تقویٰ کے بھی مدارج ہیں 'بلند درجہ' 'بلند تر درجہ' 'بلند ترین درجہ'۔ اولیاء اللہ کے تینوں مدارج ہیں۔ مگر جو پہلے درجے پر فائز ہو گا وہ بھی ذی مرتبہ دلی ہو گا۔ اور جو اس سے اوپر کے درجے پر ہو گا وہ رتبہ میں اس سے بھی بلند ہو گا۔ اس سے اونچے درجے والا اس سے اونچے درجے پر ہو گا۔

لیکن یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اولیاء کا ایمان و تقویٰ بے شک دیکھیں، لیکن اس کی مابقی تول شروع نہ کر دیں۔ کیونکہ اولیاء اللہ کے حدود و اربعہ کا جانچنا پانا یا تو لٹائیہ ہمارا کام ہے نہ منصب۔ یہ اللہ کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون کس معیار ایمان و تقویٰ کا حامل بزرگ ہے۔ پہلے درجہ کا ہے یا دوسرے درجہ کا یا تیسرے درجہ کا۔ کرامت بزرگی کو کہتے ہیں اور بزرگی کا انحصار عقیدہ، اخلاص اور عمل پر ہے۔ عقیدہ و اخلاص اندر کی کیفیات ہیں۔ جو ہم صحیح طور پر نہیں جان سکتے نہ یہ جاننا ہماری ذمہ داری ہے۔ رہا عمل 'یہ اگرچہ خارجی کیفیت کا نام ہے لیکن اس کا انحصار بھی اخلاص اور عقیدہ پر ہے۔ اور یہ دونوں اندرونی کیفیات ہیں۔ اور جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ کسی کی اندرونی کیفیات کو بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ ہاں یہ باتیں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو بتا دے تو یہ اور بات ہے۔ لیکن اس طرح عام اور اکثر نہیں ہوتا بہت قلیل ہوتا ہے۔ اور قاعدہ ہے الْقَلِيلُ كَالْمُعْذُومِ یعنی کسی چیز کا قلیل مقدار میں ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔

ان تمام باتوں کا ماحصل یہ ہے کہ صحیح دلی کی پہچان اور کرامت کی شناخت کرنا اتنا آسان کام نہیں کہ جس قدر سمجھا جاتا ہے۔ اگر آدمی یہاں پھسل گیا تو سمجھ لیجئے کہ دور جاگرا۔ ہمارے ہاں عام طور پر تنگ دھڑنگ 'نماز روزہ سے دور' قرآن و

سنت سے نفور لوگوں کو دلی سمجھ لیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان میں اور ولایت میں مشرق و مغرب کا فاصلہ ہوتا ہے۔ ایسے ہی لوگوں کو دیکھ کر کسی نے کہا ہے۔

کار شیطان سے کند نامش دلی

گر دلی اس است لعنت پر دلی

جب ہم شرابیوں کبابیوں اور اس قماش کے لوگوں کی ولایت و حکیم سے انکار کرتے ہیں یا ان کے استدراجات کو کرامت نہیں کہتے، یا انہیں خدائی اوصاف سے متصف نہیں مانتے تو بعض لوگ غصے میں آکر ہمیں دلیوں کا گستاخ اور بے ادب کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ ناروا جملہ ہے۔ سن لیجئے۔ ہمیں سب کچھ منظور ہیں مگر ہم کسی صورت ایسے لوگوں کی ہم نوائی اختیار نہیں کر سکتے۔ اور بے دین لوگوں کو دلی نہیں کہہ سکتے ہیں۔

جن لوگوں نے لاعلمی و جہالت کی وجہ سے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ ابھدیوں میں نہ کوئی دلی ہے نہ صاحب کرامت۔ وہ براہ کرم ضد کا چشمہ اتار کر دیکھیں اور کتاب ہذا کا کھلے دل سے بغور مطالعہ کریں اور پھر خود ہی فیصلہ کریں کہ ان بیچاروں کے قول میں کہاں تک صداقت ہے؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتاب ہذا کے مصنف، پبلشر اور ادارہ مسلم پبلی کیشنز لاہور / سوہدرہ کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے اس کتاب کو شائع کر کے بہت سے اعتراضات کا نہ صرف اندفاع کیا ہے۔ بلکہ مسلک توحید و سنت کا پرچم بلند کرنے کی بڑی شاندار کوشش کی ہے۔ فَجْزَاهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ

مخلص

محمد اور یس فاروقی، سوہدرہ، ضلع گوجرانوالہ



## (۳) حضرت مولانا عبد المجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ

(م ۴/ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ / نومبر ۱۹۵۹ء)

مولانا عبد المجید خادم رحمۃ اللہ علیہ جنوری ۱۹۰۱ء / ۱۳۸۱ھ میں سوہدرہ میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی (م ۱۳۳۰ھ) کے بیٹے مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی (م ۱۳۵۸ھ) کے پوتے اور استاذ الاساتذہ شفیق پنجاب مولانا حافظ عبد المنان صاحب محدث وزیر آبادی (م ۱۳۳۳ھ) کے نواسے تھے۔ مولانا عبد المجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ نجیب الطرفین تھے۔ ۱۰ سال کے تھے کہ آپ کے والد مولانا عبد المجید کا انتقال ہو گیا۔ اس لئے آپ کی پرورش آپ کے دادا مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی۔ ذرا ابتدائی تعلیم بھی آپ نے انہیں سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (م ۱۳۷۵ھ) کے مدرسہ سے مروجہ علوم و فنون کی تعلیم حاصل کی۔

تبلیغ و دعوت

مولانا عبد المجید ۲۰/۱۸ سال کی عمر میں مروجہ درسیات سے فارغ ہوئے اور واپس سوہدرہ آ کر توحید و سنت کی اشاعت میں مشغول ہو گئے۔ اس سلسلہ میں آپ کو زیادہ وسعت نہ کرنا پڑی۔ اس لئے کہ آپ کے دادا محترم حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے قبل توحید و سنت کی زمین کو بہت زرخیز کر دیا تھا اور اس کی آبادی میں آپ کو زیادہ محنت نہ کرنا پڑی۔

رسالہ مسلمان

تبلیغ کا ایک ذریعہ اخبار بھی ہے۔ چنانچہ مولانا عبد المجید رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار کو ذریعہ تبلیغ بنایا اور ۱۹۲۱ء میں آپ نے "مسلمان" کے نام سے ایک ماہنامہ جاری کیا اور اس سے سمجھ بھٹی تبلیغی و دینی کتابوں کی اشاعت کے لئے "مسلمان کمپنی" کے نام سے ایک

اشاعتی ادارہ قائم کیا جس نے تحت بیسیوں کتابیں شائع کیں۔ ماہنامہ "مسلمان" ۱۹۲۸ء تک ماہانہ رہا۔ اس کے بعد اس کو ہفت روزہ کر دیا گیا۔

جریدہ المجددیت

جماعت اہل حدیث کا مقبول ترین اخبار شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۶ھ) کا اخبار اہل حدیث امرتسرتھا۔ جو نومبر ۱۹۰۳ء میں جاری ہوا اور اگست ۱۹۳۷ء تک برابر ۳۴ سال بڑی کامیابی سے جاری رہا۔ تقسیم ملک کے وقت یہ اخبار بند ہو گیا۔ حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تجدید سوہدرہ سے کی۔ اور ۳/ شعبان المعظم ۱۳۶۸ھ / یکم جون ۱۹۴۹ء کو "جریدہ اہل حدیث" جاری کیا۔ جو ۳۱ اکتوبر ۱۹۵۹ء تک آپ کی ادارت میں شائع ہوتا رہا اور پھر آپ کے قریب ایک سال بعد تک آپ کے بڑے صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی ادارت میں حسب سابق دعوت و تبلیغ میں مصروف رہا۔ (۱) اور "مسلمان" دوبارہ ہفت روزہ سے ماہنامہ ہو گیا۔ جس کا آخری شمارہ اکتوبر ۱۹۵۹ء میں شائع ہوا۔

سیاسی دلچسپی

مولانا عبد المجید مرحوم ایک بلند نظر عالم شعلہ نوا خطیب اور مانتے ہوئے منتظم تھے۔ اعلیٰ پایہ کے ادیب اور صحافی تھے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ آپ کا شمار برصغیر کے مقبول ترین خطباء اور اہل قلم میں ہوتا تھا تو بے جا نہ ہوگا۔ مسائل کی تحقیق میں گہری نظر تھی۔ سیاسیات سے بھی اچھی دلچسپی رکھتے تھے ملکی اور عالمی خبروں پر آپ کی پوری نظر ہوتی تھی۔ آپ باقاعدگی سے متعدد اخبارات کا مطالعہ کرتے تھے۔ اہم خبروں پر سرخ نشان لگا لیتے

(۱) حضرت مولانا عبد المجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف علیہ الرحمۃ نے جریدہ اہل حدیث جاری کر دیا جو ۴/ جمادی الاول ۱۳۸۰ھ / نومبر ۱۹۶۰ء کو جاری ہوا اور ۶/ یقعد ۱۳۸۶ھ تک جاری رہا۔ ۱۹۶۳ء تک خیانتِ مہر کی سے اسلام کی اشاعت و ترویج میں مصروف



تھے۔ اس وقت دو بڑی جماعتیں تھیں۔ ایک مسلم لیگ دوسری کانگریس۔ آپ شروع میں کانگریس سے وابستہ رہے بعد میں مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی۔ اور تحریک پاکستان کے سلسلہ میں بھی آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۳۸ سال تک صحافتی دنیا سے تعلق رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری رہا۔ مولانا مرحوم ایک اعلیٰ پایہ کے طبیب بھی تھے اور طب کو ہی ذریعہ معاش بنایا۔

### طبی کارخانہ

طبی دواخانہ قائم کیا جس کا نام "طبی کارخانہ" رکھا۔ حتیٰ کہ یہ ادارہ پاک و ہند میں مشہور ہو گیا اور طب کی اشاعت کے لئے ۳۰ کے قریب طبی کتابیں لکھیں۔ اور ایک ماہنامہ "طبی میگزین" کے نام سے نکالتے رہے۔ جو بڑا جامع میگزین تھا۔

### وفات

حضرت مولانا عبد المجید مرحوم اگست ۱۹۵۸ء میں ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہوئے۔ علاج معالجہ ہوتا رہا مگر اتفاق نہ ہوا۔ علاج کے سلسلہ میں لاہور میں مقیم تھے۔ جہاں آپ نے ۶ نومبر ۱۹۵۹ء / ۳۰ جمادی الاول ۱۳۷۹ھ کو انتقال کیا۔ آپ کی نعش سوہدرواہی گئی۔ آپ کے گرامی قدر صاحبزادہ مولانا حافظ محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو آپ کے بندہ امجد حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

### قومی و ملی خدمات

حضرت مولانا عبد المجید خادم سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی قومی و ملی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ شروع میں کانگریس سے وابستہ رہے مگر جب کانگریس نے اپنی ہندو نواز پالیسی پر زیادہ زور دینا اور مسلمانوں کو دہشت گردانہ نقصان پہنچانا شروع کر دیا تو بہت سے مسلمان زعمائے کرام نے کانگریس سے علیحدگی اختیار کر لی۔ اور مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔ آپ نے بھی مسلم

لیگ میں شمولیت اختیار فرمائی۔ مسلم لیگ میں شامل ہونے کے بعد آپ نے تحریک پاکستان میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور تحریک پاکستان کے حق میں اخبار مسلمان میں پشتر مطالبین لکھے۔ اور قریب قریب چار عوام کو تحریک پاکستان سے روشناس کرایا اور انقلاب آفرین تقاریر کے ذریعے ان میں اک روح پھونک دی۔

### ذاتی حالات

#### سراپا

مولانا عبد المجید سوہدروی کا قد میانہ و مناسب، جسم دو ہرا رنگ کھلتا ہوا گندی مائل پہ سپیدی ناک ستوان آنکھیں بڑی، مجموعی حیثیت سے سراپا بڑا دلکش تھا۔ بدن بہت گندھا ہوا اور مضبوط اور اعصاب طاقتور تھے۔ ساری عمر علمی مشاغل اور دماغی کاموں میں گزری تھی۔ طبیعت میں استقلال اور عزم تھا۔ جسمانی مشقت خوب کرتے تھے۔ خوب ذرخندہ رو، صحت مند اور بڑے چاق و چوبند تھے۔ گلی بازار میں آرام سے چلتے۔ مگر جب اپنی زمین میں جاتے تو بہت تیز چلتے۔

#### لباس

لباس سادہ مگر صاف ستھرا زیب تن کرتے تھے۔ شلوار قمیض، شیر وانی اور تر کی ٹوپی پہنتے تھے۔ بکڑی کا استعمال بھی کرتے تھے اور موسم گرما میں تہہ بھی استعمال کر لیتے تھے۔ جب آپ باہر تشریف لے جاتے تو اچھے لباس میں ہوتے۔ جس میں آپ بہت چمکتے تھے۔

#### کھانا

کھانے کا اچھا ذوق تھا۔ البتہ کوئی خاص اہتمام نہ تھا۔ جیسا مل جاتا کھا لیتے۔ لیکن آپ کے گھر میں کھانا معیاری اور بہت خوش ذائق پکاتا تھا۔ مسمی پھلوں کے خصوصاً آم کے بہت شوقین تھیں۔ خوش خوراک تھے۔ اور خوراک خوب سیر ہو کر کھاتے تھے۔



### سادگی اور نقاست

آپ طبعاً سادہ اور تکلفات سے بے پروا تھے۔ آپ کو صاف ستھری زندگی پسند تھی۔ تکلفات ان کے ذوق کے خلاف تھیں۔ اس لئے بہتر ضرورت ممکن بہت صاف ستھرا اچھا اور معیاری سامان رکھتے تھے۔

### فضائل و اخلاق

فضائل و اخلاق کا پیکر تھے۔ حلم و حقومت و عفو و بخشیدگی تواضع و انکساری ان کے صحیحہ اخلاق کے جلی عنوانات تھے۔ طبعاً بڑے نرم خور اور متحمل مزاج تھے۔ البتہ ناچائز اور ناگوار بات سننا پسند نہیں کرتے تھے۔ اور غصہ آتا تو چہرے کے اظہار تک محدود رہتا۔ اور اثر ضرورت پڑتی تو ذانت بھی پلا دیتے۔ اور منہ پر بات کر دیتے تھے۔ غیرت اور جلی قضا پسند تھی۔ اگر کسی سے سیاسی یا علمی اختلاف ہوتا تو زبان سے اظہار نرم الفاظ میں کرتے تھے اور درشتی ان کے مزاج کے خلاف تھی۔ بڑے مدبر و مہذب۔ عالی ظرف و عالی دماغ اور خوش خصال تھے۔ لوگ انہیں اوصاف و کمالات کی وجہ سے آپ کا نہایت احترام کرتے تھے۔

### مساکنت و کم سخن

حضرت مولانا عبدالحمید سوہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا کہ آپ کے دینی تھے۔ "فشیو مطلب کی کرتے تھے۔ ان کی مجلس بڑی دلچسپ ہوتی تھی کہ ہر ذہن کا آدمی اس سے لطف اٹھاتا تھا اور ان کی مجلس سے انھیں کمال نہیں چاہتا تھا۔

### اعتماد و حسن ظن

باہمی محبت حسن ظن اور اعتماد ان کا اصول زندگی تھا۔ ان کا قول تھا کہ میں ہر شخص کو اچھا سمجھتا ہوں جب تک وہ اپنے آپ کو بد اخلاقت نہ کرے۔ محبت اعتماد اور احترام میرا دستور العمل ہے۔ چنانچہ جب سے میں نے یہ اصول اپنایا اس وقت سے مجھے زندگی کے ہر روز میں کامیابی ہوئی ہے۔ آپ ساتھیوں کو بھی باہمی احترام و محبت اور حسن ظن کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔

### ذوق مطالعہ

آپ کو شروع ہی سے کتب بینی اور مطالعہ کا شوق تھا۔ آپ سفر میں بھی مطالعہ میں مصروف رہتے اور مطالعہ کے لئے جو پروگرام بنایا ہوا ہوتا کبھی بھی اس کے خلاف نہیں کرتے تھے۔ اور جو کتاب پڑھتے بڑے اشتہاک سے پڑھتے۔ اور باہر کتاب پر خوشی اور نوٹ لکھتے تھے۔ آپ مذہب اور تاریخ و جغرافیہ اور معارف عامہ کا کچھ تھے۔ علاوہ ان میں ملکی بلکہ عالمی سیاست پر پوری نظر رکھتے تھے۔ پاک و ہند کے اخبار زیر مطالعہ رکھتے تھے۔ اخبارات کے مطالعہ پر زیادہ وقت نہیں لگاتے تھے۔ بس کام کی خبریں دیکھتے تھے۔

### درس و تدریس کا ذوق

آپ نے تکمیل تعلیم کے بعد اسلام کی اشاعت کے لئے زبانی و عطا و تذکیر کے علاوہ اخبار کو ذریعہ بنایا اور ملک بھر میں جگہ جگہ درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ ہمارے محلہ میں ملک عنایت اللہ عراقی مرحوم کے گھر کئی سال صبح کے وقت آپ نے قرآن و حدیث کا درس دیا۔ اس درس میں آپ نے قرآن مجید اور حدیث کی کتابوں میں مشکوٰۃ المصابیح و ریاض المسائل قرطبی اور نسائی کا درس دیا۔ اس کے بعد دوبارہ قرآن مجید کا درس شروع کیا کہ آپ پڑھتے اور یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ کا درس بڑا شاندار اور جاندار ہوتا تھا جس میں کافی حاضری ہوتی تھی۔ مردوں کا کمرہ الگ تھا عورتوں کا الگ۔ لوگ آپ کے درس کے منتظر ہوتے تھے۔

### معمولات

حضرت مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ علیہ بڑے لوگوں کی طرح معمولات کے پابند تھے۔ ان کا معمول عموماً یہ تھا کہ نماز فجر کے بعد اپنی زمین پر چلے جاتے اور وہاں دو تین گھنٹے کام کرتے۔ اس کے بعد واپس آ کر درس دیتے۔ ۹ بجے فارغ ہوتے تماشہ کرتے اور اس کے بعد ظہر تک دفتر میں کام کرتے۔ ظہر کی نماز کے بعد دوبارہ دفتر میں عصر تک کام کرتے اور عصر کی نماز کے بعد پھر زمین پر چلے جاتے اور مغرب کے قریب واپس آتے۔ اور کھانا



کھانے کے بعد عشاء کی نماز تک مطالعہ میں مصروف رہتے۔ ظہر عصر یا مغرب کی نماز کے بعد تقریباً چاندہ بیس منٹ نمازیوں میں مجلس جم جاتی۔ اس سے لوگوں کی بے حد بالیدگی ہوتی۔ جس سے عوام بڑا لطف اٹھاتے۔

### معاصرین اور احباب

آپ کے کاموں کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ علم و ادب مذہب و سیاست تعلیم و تدریس تصنیف و تالیف بیرونی عوامی جلسے غرض ہر میدان میں آپ کے کارنامے ہیں۔ اس لئے ان کے تعلقات کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا۔ ان کے ممتاز معاصرین میں مشکل ہی سے کوئی ایسا شخص ہوگا جس سے ان کے تعلقات نہ رہے ہوں آپ کے ہر مکتب فکر اور ہر لائن کے بڑے لوگوں سے روابط تھے۔ ان سب کا ذکر و ثناء بھی ہے اور غیر ضروری بھی۔ اس لئے یہاں صرف خاص ان لوگوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ جن سے آپ کے تعلقات بہت زیادہ تھے۔

### علماء و اصحاب علم و فضل سے روابط

علماء میں مولانا سید محمد داؤد غزنویؒ، مولانا محمد اسماعیل السلفیؒ، مولانا احمد الدین گکھرویؒ، مولانا حافظ عبد اللہ محدث روپڑیؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا قاضی سلیمان منصور پوریؒ، مولانا نور حسین گجر جاکھیؒ، مولانا شاہ اللہ امرتسریؒ، مولانا ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا میر محمد بھانیزیؒ، مولانا حنیف ندویؒ، مولانا عطاء اللہ حنیفؒ، سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا محمد صائمؒ، حافظ اسماعیل روپڑیؒ وغیرہم سے خاص تعلقات تھے۔

### احباب خاص

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے آپ کے تعلقات کا دائرہ بہت وسیع تھا البتہ قصبہ موہدرہ میں احباب خاص صرف چند تھے۔ اور ان احباب میں بزرگ بھی شامل تھے۔ اور آپ کے ہم عمر بھی اور آپ سے چھوٹے بھی۔ مثلاً:

ملک نیاز علی عراقیؒ، ملک نواب خان نوشہرویؒ، ملک حاجی محمد حسینؒ، ملک عبد الغنی ولد ملک تاج الدینؒ، ملک غازی محمد بشیرؒ، ملک کرامت اللہ انورؒ، ملک حاجی عبدالکریمؒ، مولوی ابو الحسن و بدایت اللہؒ، مولوی حاکم الدینؒ، ملک رحمت اللہؒ، ملک حافظ محمد یاقوبؒ، ملک غلام باریؒ، ملک عبد اللہ کھنڈرہ والاؒ، ملک عبد اللہ دکاندارؒ، ملک عبدالرحمنؒ، واسطیؒ، ملک مراد علیؒ، ملک عبد اللہ خان عراقیؒ، حکیم عنباتؒ، نسیمؒ، ملک مراد علیؒ، ملک عبد الحقؒ، ملک امام خان نوشہرویؒ، حکیم عبد اللہ خان نصر محمدؒ، ان کے علاوہ محلہ اراٹیاں، محلہ چوہدریاں، محلہ مہاراجاں، محلہ قاضیاں، محلہ تیلیاں، محلہ اٹواناں اور نیلے کے علاقہ کے خاص خاص لوگ آپ کے عقیدت مند اور جانثار اور بڑے اچھے ملنے والے تھے۔ ان سب کے صرف نام ہی لکھے جائیں تو کئی صفحات درکار ہیں۔

### تصنیف و تالیف

ہمیشہ سے کتب کو علم کی روشنی پھیلانے کا بہترین ذریعہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے کتب تصنیف فرما کر اسلام کی خدمت میں نمایاں کردار اختیار فرمایا۔ آپ نے عوام و خواص مردوں عورتوں بچوں بڑوں غرض سب کے لیے کتابیں لکھیں۔ اور تقریباً ہر موضوع پر لکھیں۔ جو بہت پسند کی گئیں۔ آپ کی چند کتابیں یادگار کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مثلاً رہبر کامل بچوں کے لیے حدیث کی کتابیں، سیرت الامم، سیرت عائشہ صدیقہ، سیرت فاطمہ الزہراء، دولت مند صحابہ، سیرت آزاد استاد، حجاب، سیرت ثنائی، تفسیر سورہ فاتحہ، ہندو شعرا کا تنقید کا ام نمبر۔

علاوہ ان میں آپ اپنے وقت کے بہترین طبیب بھی تھے۔ چنانچہ آپ نے مختلف طبی موضوعات پر متعدد کتب تصنیف فرما کر ملک و قوم کی بہترین خدمت سر انجام دی۔ آپ کی ملین کتابوں کو بھی قبول عام حاصل ہوا۔ جن میں پانچ بڑا بڑا مجربات عورتوں کا حکیم، طبی حکیم، انمول حکیم، ویسالی حکیم، اسرار ہی نسخے، گھریلو نسخے، آسان نسخے، حیوانی نسخے، خواص بادیاں، آسیہی مجربات وغیرہ کتب بہت مشہور و مند اول ہوئیں۔



ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اہل حدیث سے زیادہ سنت نبوی کا پابند اور رسول اکرم ﷺ کا محب اور کون ہو سکتا ہے؟ آپ نام کے اہل حدیثوں کو نہ دیکھئے کیونکہ فی زمانہ تو کثرت سے ایسے ہی اہل حدیث کھلانے والے ہیں جو ”بدنام کنندہ ٹکونائے چند“ ہیں یا ”عکس نمند نام زنگی کافور“ کے مترادف ہیں۔ میرا تو دعویٰ ان مخلص بے ریا، عامل بالحدیث، محب رسول لوگوں سے ہے جو صحیح معنوں میں اہل حدیث تھے۔ اللہ کے پیارے تھے۔ رسول پاک ﷺ کے دار سے تھے۔ نہ سب اہل حدیث ایسے ہیں کہ وہ قابل اصلاح ہوں۔ اور نہ سب ایسے ہیں کہ وہ اولیاء اللہ کے رتبہ کو پہنچ چکے ہوں۔ بہر حال کسی اہل حدیث کو دیکھنے اور جانچنے کے لیے ضروری ہے کہ یہ دیکھ لیا جائے کہ اس کا تعلق نبی ﷺ سے کتنا ہے۔ اور وہ سنت کا کہاں تک پابند ہے۔ پس جس شخص کا حضور نبی اکرم ﷺ سے جتنا گہرا تعلق ہو گا اور اسے آپ ﷺ کی سنت سے جس قدر زیادہ پیار ہو گا، وہ اتنا ہی زیادہ مقبول یا رگاہ ربانی ہو گا۔ اور ولی اللہ کھلانے کا حق دار ہو گا۔

میں اس مضمون میں پہلے بزرگوں کا تذکرہ نہیں کروں گا کیونکہ ان کے ذکر خیر  
کے لئے وفات درکار ہیں۔<sup>(۱)</sup> بلکہ دور حاضرہ کے اہل حدیث حضرات کا نمونہ پیش  
کروں گا۔ جن میں سے اکثر کو آپ جانتے اور پہچانتے ہیں کہ وہ اہل حدیث تھے اور  
وہ صاحب کرامت بھی تھے۔ اور یہی ہیں اس مضمون میں ثابت کرنا چاہتا ہوں۔

عبدالمجید خادم۔ عفی عنہ

عبد الباقی خادم عفی عنہ

(۱) علامہ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ہندی اور فارسی تہذیبیں جو مغربی تہذیب سے آراستہ ہو

ہمارے لیے آپ کی یہ دعا بہت قیمتی ہے۔



اور جو ظاہری اسباب سے علیحدہ ہو کر کسی خاص مصلحت اور حکمت کے اقتضاء سے ظاہر ہو گا وہ خرق عادت عامہ میں داخل ہو گا۔

اور یہی خرق عادت عامہ جب کسی رجل عظیم کے دعویٰ نبوت اور تحدی کے بعد اس سے صادر ہو تو وہ معجزہ ہو گا جو من جانب اللہ اس کے دعویٰ کی فعلی تصدیق ہے۔ لیکن اس کے مشابہ جب کوئی خرق عادت امر کسی نبی کے دعویٰ نبوت یعنی بعثت اور تحدی سے پہلے ظاہر ہو تو اس کو ارباب کتبہ کہتے ہیں۔

اور اگر کسی غیر نبی کے ہاتھ پر اتباع نبی کی برکت سے اس قسم کی خارق عادات علامات دکھائی جائیں تو اس کا نام کرامت ہوتا ہے۔

اور جب یہی علامات کسی ایسے شخص سے صادر ہوں جو کافر ہو یا خلاف شرع امور کا مرتکب ہو تو اسے استدراج کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ امور شیطانی اثر سے صادر ہوتے ہیں۔ جب کوئی انسان شیاطین کے ساتھ تعلق پیدا کر لیتا ہے یا جہلی (پیدائشی) مناسبت ان کے ساتھ رکھتا ہے تو شیطان اسے اپنا آلہ کار بنا لیتے ہیں۔ اور مختلف صورتوں میں اس کی مدد کرتے ہیں، کبھی:

(۱) اسے دور دراز کی باتیں بتلاتے ہیں۔

(۲) دوسروں کے مالی الضمیر سے آگاہ کرتے ہیں۔

(۳) اس کے دشمن اور مخالفین کو تکلیف پہنچاتے ہیں۔

(۴) اس کی حاجات جو ان شیاطین کی طاقت میں ہوتی ہیں پوری کرتے رہتے ہیں۔

(۵) اس کی مالی مدد بھی کرتے ہیں۔

(۶) گاہے اسے ہوا میں اڑا کر لے جاتے ہیں۔

جب عوام یہ باتیں دیکھتے ہیں تو وہ اسے بھی ولی کہنے اور سمجھنے لگتے ہیں۔

حالانکہ وہ اس کی کرامت نہیں ہوتی، بلکہ استدراج ہوتا ہے۔ جو ہر منکر اسلام اور کافر یا مشرک بھی کسی خاص ریاضت و کسرت یا کسی بدقصد علم کی بناء پر حاصل کر لیتا ہے۔ اسی لیے بعض صوفیاء اور اہل اللہ نے کہا ہے۔ ”کہ اگر کوئی شخص تمہیں آگ پر چلتا اور ہوا میں اڑتا ہوا اور پانی پر چلتا دکھائی دے تو جب تک اسے قرآن و سنت کا قبیح نہ پاؤ اسے ولی نہ سمجھو۔ اِنَّ لَيْسَ بِوَلِيٍّ اِنَّ شَيْطَانَ وَہ ہرگز ولی نہیں وہ شیطان ہے۔“

### کرامت اور استدراج میں فرق

کرامت اور استدراج بادی النظر میں بعض وقت مشتبہ اور متشابہ ہو جاتے ہیں۔ ان میں فرق صرف متصف اور منشا کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ کرامت کا متصف ولی اللہ، مومن اور محب و قبیح سنت ہوتا ہے۔ اور استدراج کا متصف گمراہ، فاسق، قاجر، کافر اور مشرک ہوتا ہے۔ کرامت میں بشریہ و شیطانیہ کے علاوہ قوی ہوتے ہیں۔ اور استدراج میں قوی طبعیہ و شیطانیہ ہوتے ہیں۔ اور سمجھنے والوں کے نزدیک ان دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ ایک نجیب الطرفین مولود اور ولد الزنا میں۔ کہ بظاہر دونوں بچے یکساں شکل و صورت رکھتے ہیں۔ اور کسی طور پر دونوں ایک ہی طرح کی حرکت و عمل کا نتیجہ ہیں۔ اگر محض اس لیے کہ ان میں سے ایک بچہ فعل حرام کا نتیجہ اور دوسرا عمل مشروع و طیب کا ثمرہ ہے۔ ہم پہلے کے تولد کو مذموم اور قابل نفرت اور دوسرے کی ولادت کو محمود اور موجب مسرت و انبساط سمجھتے ہیں۔

نحیک اسی طرح جو ”خوارق عادت عامہ“ اتباع رسول ﷺ اور معبود واحد و یکتا کی پرستش کا نتیجہ ہوں وہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں۔ جن کے مبارک و محمود ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ اس کے بخلاف جو ”خوارق“ اتباع شیطان، فسق و فجور، و طائف شرکیہ کے ثمرات سے ہوں ان کا نام استدراج اور فعل شیطانی ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## کرامت کی حقیقت

کرامت کی تعریف ”شرع عقائد“ میں یوں مرقوم ہے:

ظُهُورُ أَمْرِ خَارِقٍ لِلْعَادَةِ مِنْ قِبَلِهِ غَيْرِ مُقَارِنٍ لِدَعْوَةِ النَّبُوَّةِ فَمَا لَا يَكُونُ مُقَارِنًا بِالْإِيمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ يَكُونُ اسْتِذْرَاجًا.

”یعنی کرامت اس امر خلاف عادت عامہ (یا خلاف قانون قدرت عامہ) کو کہتے ہیں جو کسی دلی کی طرف سے ظاہر ہو نہ کہ نبی اور کافر کی طرف سے۔ جو نبی سے بصورت تحدی ظاہر ہو اسے معجزہ کہتے ہیں۔ اور جو کافر سے صادر ہو اسے استدراج کہتے ہیں۔“

پس ”معجزہ“، ”کرامت“، ”استدراج“ خرق عادت عامہ ہونے میں مشترک ہیں یعنی بظاہر تینوں خلاف قانون قدرت عامہ نظر آتے ہیں۔

حافظ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ”معجزہ“ (جسے شرع شریف میں ”آیت“ (یعنی نشان) کہتے ہیں) کے لیے یہ شرط قرار دی ہے کہ وہ امر ایسا ہو جس کو جن وانس نہ کر سکیں۔ تحدی کی شرط کو انہوں نے اڑا دیا ہے۔ ”استدراج“ یعنی جو امر کسی کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہو اور وہ عادت عامہ (قانون قدرت عامہ) کے خلاف ہو اس کا منشا اور مصدر قوائے انسانی اور شیطانی کو قرار دیا ہے۔ پس معجزہ اور استدراج بالکل الگ الگ چیزیں ہیں۔

کرامت کے لیے یہ شرط نہیں کہ وہ ایسی ہو کہ جسے جن وانس نہ کر سکیں۔ کرامت میں یہ شرط ہے کہ اس کا مصدر واصل (یعنی واقع یا پیدا ہونے کی جگہ) قوائے الہیہ اور ملائکہ ہوں یا انسانی قویٰ ہی کو اس طرح کر دیا جائے جو عام معمول سے ہٹ کر ہوں جن سے صاحب کرامت کا اعزاز و اکرام سمجھا جائے۔

## خرق عادت

خرق عادت عرف عام میں خلاف قانون قدرت کو کہا جاتا ہے۔ درحقیقت ہم اپنے قلیل علم کی وجہ سے اسے یہ نام دے رہے ہیں۔ ورنہ کوئی چیز بھی ایسی نہیں جو خلاف قانون قدرت ہو۔ ہم محض اس لیے اسے ”خلاف قانون قدرت“ کہہ دیتے ہیں کہ ہم خود ”قانون قدرت“ کا پورا پورا علم نہیں رکھتے۔ جو چیز ہمارے علم اور فہم میں آگئی اسے ہم نے قدرت سمجھ لیا۔ اور جس کو نہ جانا اسے خلاف قانون قدرت قرار دے دیا۔ پس صحیح بات یہ ہے کہ جہاں میں کوئی بھی چیز خرق عادت یا خلاف قدرت نہیں ہے۔ حتیٰ کہ معجزات کے لیے بھی اسباب خفیہ ہوتے ہیں۔ جنہیں ہم نہیں جانتے۔ چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

”خرق عادت سے عادت عامہ کے خلاف ہونا مراد ہے۔ بعض صورتوں میں ان کے اسباب خفیہ کا وجود عقل کے دائرہ علم میں آجاتا ہے اور بعض صورتوں میں ان کے اسباب کی تک پہنچنا بجز نور نبوت اور عطا الہی کے ناممکن ہوتا ہے۔ عوام کے نزدیک یہ دونوں خلاف عادت مجہولات الاسباب ہیں۔ عقلاء کے نزدیک فرق ہے۔ عرفاء کے نزدیک دونوں عادت الہیہ کے موافق ہیں۔ اس لیے خرق عادت کو لفظ ”خرق عادت عامہ“ کے ساتھ تعبیر کرنا چاہئے۔“

پس قدرت کا جو فعل عام سنن مبیعہ کے سلسلہ میں ظہور پذیر ہو گا وہ تو اس کی عام سنت اور قانون قدرت کہلائے گا۔



پس اب نتیجہ کے طور پر ہمیں صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ کرامات سے ولی نہیں پہچانا جاسکتا بلکہ ولی سے کرامات کی شناخت ہوتی ہیں۔ یعنی عرف عام میں یہ مشہور ہے کہ جس سے کرامات کا صدور ہو وہ ولی ہے یہ غلط ہے۔ ہاں اگر وہ موحّد اور متبع سنت ہو اور عقیدہ و عمل اور تقویٰ سے ولی ثابت ہو جیسا کہ قرآن و حدیث میں اس کی پہچان آئی ہے تو پھر اس سے جو خرق عادت عامہ صادر ہو گا وہ کرامت ہو گی۔ یہ سمجھنا بہت ضرور کر لیں ورنہ یہ مذکور فرق اور نکتہ سمجھے بغیر استدراج اور کرامت میں آپ قطعاً کوئی تمیز نہیں کر سکیں گے۔ اور گمراہی کا غالب خطرہ رہے گا۔ جملاء یہ فرق نہیں کرتے جس کے نتیجے میں وہ دور کی گمراہی میں جا پڑتے ہیں۔ علماء کا فریضہ ہے کہ انہیں سمجھائیں اور یہ فرق کرے گا اور سمجھائے گا وہ شخص جو حق پرست ہو گا اور حق کو حق اور باطل کو باطل کرنا چاہتا ہو گا مگر اس کے برعکس روپے پیسے اور جھوٹی شہرت کا طالب ہمیشہ جھوٹ اور سچ میں گڈمڈ کرنے کو اختیار و پسند کرے گا۔

### اولیاء اللہ کی پہچان

ائمہ حدیث نے جس حدیث کو "ام الاصول" یا "ام الجوامع" کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ اس میں یہ مذکور ہے کہ جبرائیل امین نے آنحضرت ﷺ سے احسان کے متعلق سوال کیا تو حضور ﷺ نے جواباً فرمایا:

إِلَّا حَسَنًا أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَمَا أَنْتَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَبْرُكُ (صحیح مسلم کتاب الایمان حدیث ۹۳)

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ نے احسان (یعنی اخلاص) کے دو درجے بیان فرمائے ہیں۔ اعلیٰ درجہ تو یہ ہے کہ عبادت میں ایسا حضور اور دل لگی ہو کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھتا ہو۔ اسے "مشاہدہ" کہتے ہیں۔ اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ تصور اور یقین

کرے کہ اللہ مجھے دیکھتا ہے اسے "مراقبہ" کہتے ہیں۔

آج جسے تصوف اور درویشی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زبان نبوی سے اسے "احسان" کہا گیا ہے۔ عوام اور بعض صوفیاء قسم کے لوگ ظاہری احکام کو "شریعت" اور تصفیہ باطن کو "طریقت" اور مشاہدہ و مراقبہ کو "حقیقت" کہتے ہیں۔ مگر اس حدیث میں حضور ﷺ نے تینوں مقامات کا تفصیلی ذکر فرمایا دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دین اسلام میں کامل وہی شخص ہے جو ان تینوں کا جامع اور عامل ہو۔ اگر کوئی شخص پہلی پانچ باتوں پر جہا رہے اور آگے قدم نہ اٹھائے اور "احسان" کی عملی تفسیر بن کر نہ دکھائے تو وہ بھی ناقص الایمان ہے۔

پس ایک ولی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے ارکان فلسفہ کا پابند ہو۔ اور پھر اپنی سازی قوتیں عبادت میں صرف کر دے۔ عبادات میں اعلیٰ ترین درجہ نماز کو دیا گیا ہے۔ اور نماز ہی کے متعلق روایات میں آتا ہے:

قُوَّةٌ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی مسرت ہے"

اور پھر فرمایا۔ الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِينَ۔ "نماز اہل ایمان کی معراج ہے" ارشاد قرآنی ہے: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ صَلَاتُهُمْ خُشُوعٌ یعنی "وہی مومن فلاح پائیں گے جو نماز میں خشوع و خضوع سے ادا کرتے ہیں"۔ پھر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي (صحیح بخاری حدیث ۱۳۱)

"نماز ایسی پڑھو جیسی میں پڑھتا ہوں"۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے احسان (تصوف) کا تمام دار و مدار "نماز بطریق سنت" ادا کرنے پر موقوف گردانا ہے۔ پس جو شخص نماز میں خشوع و خضوع قائم نہیں کرتا طراپیت و سکون اور تعدیل ارکان کی پرواہ نہیں کرتا وہ سمجھی



ولی نہیں ہو سکا۔ خلاصہ یہ کہ آدمی رزق حلال کا اہتمام کرے۔ زہد اختیار کرے۔ اور نماز بڑے اچھے طریقے سے ادا کرے۔ جو شخص ایسے کرتا ہے۔ بس سمجھ لیجئے کہ وہ ولایت کی راہ پر ہے۔ مگر اس کے برعکس جو شخص حرام خور دولت کا پیجاری اور نماز سے غافل ہو بھلا وہ کیوں کر ولی ہو سکتا ہے؟ کبھی نہیں۔ ہرگز نہیں۔

شیخ 'مرشد' صوفی ولی کے لیے ضروری ہے کہ وہ قبیح سنت نبوی ہو اور سنت کا نہایت پابند ہو۔ اور حضور ﷺ جیسی پرسکون اور ٹھہر ٹھہر کر نماز پڑھتا ہو۔ خواہ اس سے کوئی کرامت سرزد ہو یا نہ ہو۔ یہ سب کچھ سمجھ لینے کے بعد آئیے اب کرامت کی شرعی حیثیت سمجھئے۔

## کرامت کی شرعی حیثیت

شریعت نے ولی کے لیے کرامت ضروری قرار نہیں دی۔ لہذا کرامت کو مدار ولایت نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ کرامت دلیل ولایت ہرگز نہیں ہے۔ ولایت صرف ایمان اور تقویٰ کا نام ہے۔ اسلام میں ہر مومن اور متقی ولی اللہ ہے چونکہ ایمان اور تقویٰ کے مختلف مدارج ہیں۔ اس لیے ولی کے بھی مختلف مدارج ہیں۔ اور ان مدارج کا صحیح علم اللہ ہی کو ہے۔ اور ولی اللہ کے لیے معصوم ہونا کوئی مسئلہ نہیں۔ اور نہ خطا سے بچنا اس کی ولایت کے لئے کوئی ناگزیر وجہ ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ سب صحابہ اللہ کے ولی تھے لیکن ان سے وقتاً فوقتاً خطا کا صدور بھی ہوا۔ خود حضور اکرم ﷺ ان محبوبین بارگاہ الہ کو خطاب کر کے فرماتے ہیں "مَنْ لِيَ اَبْنِ آدَمَ خَطَاةٌ وَخَيْرُ الْخَطَاةِيْنَ التَّوَابُونَ (مشکوٰۃ المصابیح)" یعنی تم سب خطائیں کرنے والے ہو اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو بکثرت توبہ کرنے والے ہیں۔ جب امت محمدیہ کے بہترین اور افضل لوگ اور اولیاء کے سرخیل و سرکنج غلطی کر جاتے تھے تو بھلا بعد کے اولیاء سے غلطی کا صدور کیوں محال و منتفع ہو سکتا ہے؟ نہ ہماری سوج و دوس۔ نہ ہم۔ نہ ہماری۔

غلطی واقع ہو گئی بحث اسے اولیاء کی صف سے نکال دیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اولیاء کو کبار کی طرح صفائے پچھا چاہئے۔ لیکن ہمیں اللہ والوں کے بارے میں سوچ سمجھ کر رائے قائم کرنی چاہیے اور غلبت سے کام نہیں لینا چاہئے۔ ہمیشہ ان کا احترام بجالانا چاہئے۔ اور ان سے ہر ممکن عقیدت و محبت کا رویہ رکھنا چاہیے۔ جو لوگ ان کی شان میں ناروا جملے بولتے ہیں وہ ناروا فعل کا ارتکاب کرتے ہیں۔

حضرت ابو علی جو زماں رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُنْ طَالِبًا لِلْإِسْتِقَامَةِ لَا طَالِبًا لِلْكَرَامَةِ فَإِنَّ نَفْسَكَ مَتَحَرِّكَةٌ فِیْ طَلَبِ الْكَرَامَةِ وَرَبُّكَ يَطْلُبُ مِنْكَ الْإِسْتِقَامَةَ.

"استقامت کے طالب بنو نہ کہ کرامت کے" طلب کرامت نفس کی خواہش ہے اللہ تعالیٰ کو تو استقامت مطلوب ہے۔"

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "شرح فقہ اکبر" میں حضرت شیخ سہروردی رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے:-

"بعض عابدین جب جان فشانی سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے حقدارین سلف صالحین رحمہم اللہ کے حالات اور ان کی خرق عادات کا ذکر سنتے ہیں تو ان میں بھی خوارق (نئی نئی اور عجیب عجیب) کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر ان کو کوئی خرق عادت علامت حاصل نہ ہو تو یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ شاید ہمارے عمل میں قصور ہے۔ اگر وہ حقیقت سے واقف ہوتے تو خرق عادت کو معمولی سمجھتے۔ اور یقین کرتے کہ بعض عابدین پر صدور خوارق کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ان کا یقین بڑھ جائے۔ زہد عن الدنیا میں ان کا ابراہہ پختہ ہو جائے۔ اور اسباب ظاہری سے دست بردار ہو جائیں۔ پس صادق راست باز کو چاہئے کہ نفس کو استقامت پر مجبور کرے۔ کہ یہی دراصل کرامت (عزت اور ان کے شایان شان) ہے۔"



امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ "الْفَرْقَانِ بَيْنَ اَوْلِيَاءِ الرَّحْمٰنِ وَ اَوْلِيَاءِ الشَّيْطَانِ" میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

"اس امر کا پہچاننا نہایت ضروری ہے۔ کہ بعض کرامات آدمی کی ضرورت کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جب کوئی آدمی ایمان میں کمزور یا کسی چیز کا محتاج ہو تو ان کرامات سے اللہ پر ایمان قوی ہو جاتا ہے اور حاجت رفع ہو جاتی ہے۔ مگر جس کا ایمان قوی ہو گا اس کو ان کرامات کی ضرورت نہ ہوگی۔ علو مراتب اور استغناء کی وجہ اس پر کرامت کا ظہور نہ ہو گا۔ یہی وجہ ہے کہ تابعین رحمہم اللہ میں بہ نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کرامات زیادہ ظاہر ہوئیں۔"

پھر امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

"خرق عادت سے بسا اوقات آدمی کا درجہ کم ہو جاتا ہے۔ اس لیے اکثر صالحین ایسی باتوں سے استغفار کرتے رہے جیسے دیگر گناہوں سے توبہ کی جاتی ہے۔ بعض پر کرامت کا ظہور ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ سے ان کے دور ہونے کا سوال کرتے اور سب کے سب اپنے ساتھیوں اور سالکوں سے یہی کہتے رہتے تھے کہ کرامات پر اعتماد نہ کرنا۔ نہ ان کو مطمح نظر قرار دینا نہ ان سے خوش ہونا۔ اگرچہ تمہارے خیال میں وہ کرامات ہی کیوں نہ ہوں۔"

المختصر ائمہ ہدئی رحمہم اللہ نے شرعی نقطہ نگاہ سے کرامت کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔ نہ اسے ولایت کا جزو قرار دیا ہے۔ کہ ہر ولی سے کرامت کا صدور ضروری ہے۔ اگر کسی شیعہ سنت 'مومن کامل اور متقی پر بیزگار سے کرامت کا ظہور ہو جائے تو اس سے انکار بھی نہیں کرنا چاہئے اور اسے ولایت کا معیار بھی نہیں سمجھنا چاہئے۔ کہ جس سے کرامت ظاہر ہو وہ ولی ہے اور جس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو 'خواہ وہ متقی پر بیزگار' محب اور متبع سنت ہی کیوں نہ ہو 'وہ ولی نہیں ہے۔ ایسا

نظریہ رکھنا ہرگز درست نہیں۔ اس سے اولیاء اللہ کی اہانت کا پہلو نکلتا ہے۔ کہ سال چھ مہینے جس میں کوئی کرامت نہ دیکھی جھٹ اس سے ردائے ولایت چھین لی اور ساتھ ہی اس کی بے دینی کا پروپیگنڈا شروع کر دیا۔ اس امت میں اگر بیسیوں اولیاء صاحب کرامت ہوئے ہیں تو ہزاروں لاکھوں ایسے اولیاء ہو گزرے ہیں جو اعلیٰ درجے کے عامل قرآن و سنت اور متبع رسول تھے مگر ان سے کسی کرامت کا مطلق ظہور نہیں ہوا۔

خلاصہ کلام یہ کہ اولیائے کرام کے لئے کرامت کو ضروری اور شرط قرار دینا بجائے خود غلطی اور اچھی خاصی ٹھوکر ہے۔ یہ نظریہ رکھنے کے بعد ہزاروں لاکھوں اولیاء کو ولایت سے خارج کرنا پڑے گا جو بڑی قہاحت اور عظیم جسارت ہوگی۔

### اہل حدیث اور ولی

جب ہم کہتے ہیں کہ ہر اہل حدیث اللہ کا ولی ہے۔ تو اس سے ہماری مراد رواجی اہل حدیث 'بے نماز' 'داڑھی منڈھے' 'سود خور اور بد عمل وغیرہ گمراہ کفر قسم کے لوگ نہیں' بلکہ وہ ہیں جو عقیدہ و عمل ہر اعتبار سے صحیح معنی میں اہل حدیث ہیں۔ اور ہر حال میں شریعت کے پابند اور اللہ سے ڈرنے والے ہیں۔ جن کی ایک ایک ادا سے سنت کی خوشبو آتی ہو۔ جو لوگ کہتے ہیں جماعت اہل حدیث میں ولی نہیں ہوتے وہ غلط کہتے ہیں۔ مگر ہم دعویٰ سے کہتے ہیں اور یہ دلائل یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ ہر اہل حدیث اللہ کا ولی ہے۔ کوئی ولی ایسا نہیں جو اہل حدیث نہ ہو۔ سلف سے لے خلف تک اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تاریخ کی ورق گردانی کر لیجئے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ کوئی ولی ایسا نہیں ہوا جو سنت کا شیدائی اور حب رسول سے سرشار نہ ہو۔ پس جب کسی کے دل میں یہ دو چیزیں پیدا ہو جائیں گی۔ تو وہ اہل حدیث نہ ہو گا تو اور کون ہو گا؟ آیہ کریمہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ



فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (سورہ آل عمران: ۳۱) میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا امتحان لیا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اولیاء اللہ ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو رسول اللہ ﷺ کا اتباع کرے گا میں اس سے محبت رکھوں گا۔ اور اسے اپنا دوست بنالوں گا۔ پھر جو شخص اللہ تعالیٰ کی محبت کا مدعی ہو رسول اکرم ﷺ کا اتباع نہ کرے تو وہ اولیاء اللہ میں سے کیونکر ہو سکتا ہے؟ پس یقین جان لیجئے کہ ولی بننے کے لیے اہل حدیث ہونا ضروری ہے اور اہلحدیث وہی ہو سکتا ہے جو قرآن و حدیث کا گرویدہ اور توحید و سنت کا علمبردار ہو۔ قرآن و حدیث سے مستغنی اور توحید و سنت سے بیزار شخص بھلا کیونکر ولی بن سکتا ہے؟

ذرا غور تو کیجئے اہلحدیث کہتے کئے ہیں؟ بعض مولویوں نے اہلحدیث کو ہوا (خوفناک چیز) بنا کر پیش کیا ہوا ہے۔ کئی بیچارے تو اہلحدیث کے سلیہ سے بھی ڈرتے ہیں۔ حالانکہ اس کے بڑے شاندار معنی ہیں۔ ”اہل“ کے معنی ”والا“ ہیں اور حدیث کے معنی ہیں قرآن اور ارشادات رسول (ﷺ)۔ ہاں ہاں قرآن کو بھی حدیث کہتے ہیں۔ خود آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے اِنَّ حَقَّيْنِ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ (مشکوٰۃ المصابیح) بے شک بہترین حدیث قرآن مجید ہے۔ جو لوگ قرآن کو بھی مانتے ہوں اور حدیث کو بھی۔ ان میں آخر خرابی کیا ہے؟

اگر قرآن و حدیث کو ماننا اپنانا اور پھیلانا جرم ہے تو پھر اہلحدیث یہ جرم تو کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔ یہ صرف حاطین مسلک اہلحدیث کی شان ہے کہ وہ بمقابلہ قرآن و سنت کسی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی دین میں حجت نہیں مانتے۔ وہ ہر شخص کے کردار اور قول کو قرآن و سنت پر پیش کرتے ہیں مگر قرآن و سنت کو کسی کے کردار اور قول پر پیش کرنا جائز نہیں سمجھتے۔ اب خود ہی بتائیے بھلا یہ نبوی دنیا کے کسی اور مسلک میں پائی جاتی ہے؟ کم از کم ہم نے تو کوئی مسلک ایسا نہیں

دیکھا۔ ہمارے کچھ دوست اپنے اپنے مخصوص و متعین بزرگوں کی پیروی کرتے ہیں اور بس۔ لیکن اگر وہ یہ تقلیدی ذہن بدل لیں۔ اور ان کا وہی ذہن ہو جو اہلحدیث جماعت کا ہے تو ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ دوبارہ سنئے۔ ہر امام کے ہر قول کو قرآن و سنت پر پیش کیا جائے گا مگر قرآن و سنت کو کسی کے قول پر پیش نہیں کیا جائے گا۔ اہلحدیث کے نزدیک قرآن و حدیث کی ماکول و تحریف اور توڑ موڑ کرنا حرام قطعاً حرام ہے۔ اگر ”دوستوں“ کا یہی مسلک ہو جائے تو آئیے ہم ایک ہیں۔ ”چشمہ روشن دل ماشا“

اب خدا را خود کہنے کیا دنیا کے تختے پر اس سے بڑھ کر صاف اور سچا کوئی اور مسلک ہے؟ یا ہو سکتا ہے؟ کیا اولیاء اس پیارے مسلک کے علاوہ بھلا کسی اور مسلک کے حامل ہو سکتے ہیں؟ کبھی نہیں۔ ہمارے لیے تو اس کا تصور بھی مشکل ہے۔ ہم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کو اللہ کا ولی مانتے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں حسن ظن رکھتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ وہ دونوں رب کے محبوب اور پیارے اور اللہ کے فضل سے اہلحدیث (یعنی قرآن و حدیث کے حامل و عامل) تھے۔ اور اہلحدیث ہی نہیں تھے بلکہ اہلحدیث گرتے تھے۔

اب ہم بتانا چاہتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث میں سے جو لوگ بھی اس منزل پر پہنچ گئے وہ ولی اللہ ہیں۔ اور ان سے وقتاً فوقتاً کرامات کا ظہور بھی ہوتا رہا ہے۔ ہم آپ کو بہت دور کے زمانہ کے لوگوں کی باتیں نہیں سنائیں گے۔ بلکہ قریب کے زمانہ کے حالات پیش کریں گے۔ تاکہ آپ ان سے سبق و مواعظ حاصل کر

(۱) دیکھئے ہماری کتاب ”تقلید پر ایک مذہبی مکالمہ“ جس میں آپ کو ایسے بہت سے شکوک و شبہات کا قتل



سکیں۔ تاکہ آپ حاملین قرآن و سنت سے بغض و نفرت کم کر سکیں۔ اور یہ کوئی ناممکن بھی نہیں ہے۔ کھلے دل سے کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے سے عمدہ اور خوشگوار تبدیلی واقع ہو سکتی ہے اور یہ کوئی ناممکن بھی نہیں ہے۔ اب اولیائے اہل حدیث کی کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے کتاب ہذا کا کھلے دل سے مطالعہ کریں۔ اور جلد بازی سے ہرگز کام نہ لیں بلکہ جہاں کوئی اشکال پیش آئے بلا تاخیر اہل علم سے رابطہ قائم کریں۔ اور قرآن و حدیث کی روشنی میں وہ الجھن حل کرنے کی مقدور بھر سعی کریں۔ انشاء اللہ ہر مسئلہ حل ہو جائے۔

### اطلاع

حضرت مولانا محمد سلیمان (روڑوی) تک حضرت مولانا عبدالحجید سوہدروی رحمۃ اللہ علیہ کی یکجا کی ہوئی کرامات ہیں۔ اس کے بعد حضرت مولانا حافظ عبدالمنان محدث و ذریعہ آبادی سے آخر تک بندہ کی جمع کی ہوئی کرامات ہیں۔ الحمد للہ ان کرامات میں کوئی کرامت وضعی، جھوٹی اور خود ساختہ نہیں ہے۔ اگر کسی کرامت کے سمجھنے میں کوئی الجھن پیش آئے۔ تو شروع سے صفحہ ۲۸ تک دوبارہ مطالعہ کر لیجئے۔ بصورت دیگر علمائے راہبین سے رابطہ قائم فرمائیں۔ اور اگر کوئی کرامت واقعی قرآن و حدیث کے معارض ہو تو اسے ترک کر دیا جائے۔ (فاروقی)

۱

### کرامات حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب لکھوی

(۱) بھنگی چری فقیر راہ راست پر آگیا

مولوی قائم الدین صاحب سکنہ چک مڑھیوالہ ضلع لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کا بیان ہے کہ جن دنوں میں مولانا عبدالرحمن صاحب کے ہاں لکھوی پڑھا کرتا

(۱) آپ مولانا حافظ محمد بن بارک اللہ علیہ صنف "تفسیر محمدی" کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ ۱۲۹۳ھ میں بمقام کلمہ کے ضلع فیروز پور میں پیدا ہوئے آپ کا نام تو عبدالرحمن تھا مگر کئی الدین کے نام سے مشہور تھے۔ سال کی عمر میں قرآن حفظ کیا اور سترہ (۱۷) سال کی عمر میں علوم دینیہ حصارف سے فراغت پائی۔ طبیعت شروع ہی سے تصوف کی طرف مائل تھی اور کسی جبر طریقت کی تلاش تھی۔ ۲۲ سال کے تھے کہ غزنی پہنچے اور حضرت مولانا عبداللہ غزنوی کی بیعت کی۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی کے عظیم تشریف لائے اور امرتسر قیام فرماتے پر نو ہزار بالوگوں نے فیض پایا۔ مگر غزنی پہنچ کر السابغون السابغون کا مرتبہ آپ ہی نے حاصل کیا تھا۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی صاحب کو آپ سے بہت محبت تھی۔ چنانچہ آپ اکثر اوقات فرمایا کرتے تھے کہ "ماہ عبدالرحمن یکبست" (یعنی ہم اور عبدالرحمن صاحب ایک ہیں)۔ پھر آپ کو مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا۔ "اور میان ماوشا مناسبت ورازل بود" (تو اسے اور تمہارے درمیان ازل میں بھی مناسبت تھی)۔ چنانچہ مولانا عبداللہ غزنوی نے آپ کو اپنا نائب بھی قرار دے دیا تھا۔ آپ کو اکثر الامام ہوا کرتے تھے جو الگ رسالہ کی شکل میں مطبوع ہیں۔ آخری عمر میں الامام ہوا۔ بِأَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اِرْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ ۝ وَاجْنِبِي مَنَازِلَ الْغِيَاثِ ۝ فَإِذَا خَلَّيْنِي لِي عِنْدِي ۝ وَإِذَا خَلَّيْنِي جَنَّتِي ۝ جس پر آپ حج کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور حدیث منون پہنچ کر بعد زیارت روضہ نبوی حضرت مرقا روق ہجر کی دعا سے



تھا۔ ان ایام کا واقعہ ہے۔ کہ ان کے پاس ایک بھنگی چڑی فقیر آیا جس کی دائر می تو صفا چٹ تھی اور مونچھیں لمبی لمبی تھیں۔ ہاتھ میں چٹا بدن پر کملی شکل صورت خلاف شرع گاتا تھا اور کہتا تھا کہ مولوی صاحب نشہ ٹوٹا ہوا ہے کچھ دلو او۔<sup>۱۱</sup> مولوی صاحب نے ایک طالب علم سے کہا کہ اسے ایک پیسہ دے دو۔ وہ بولا ایک پیسہ سے کیا بنتا ہے اگر دینا ہے تو کچھ آپ دیں۔ فقیر کا عمل ٹوٹا ہوا ہے۔ نہ بھنگ ملی ہے نہ چرس مولانا نے ایک نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ اور فرمایا: ”مجھ سے کچھ

= اَللّٰہُمَّ اِزِیْنِیْ خِدَاقَہٗ فِیْ مَسْجِدِکَ وَاجْعَلْ مَوَظِیْعَہٗ مَسْجِدَکَ خَشُوْعَہٗ خَشُوْعَہٗ سے کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ بیمار ہو گئے۔ اور ۶۰ سال کی عمر میں ۱۵ ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ کو بروز جمعہ وہیں شہادت پا کر جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔ آپ کا قلعہ تاریخ ہے۔

درمیانِ فتنہ شد قلبِ زماں صادقین را نور تابد ام

۱۱) افسوس! کئی لوگ آج کل ایسے بھنگی چڑی لوگوں کو ولی اللہ مانتے ہیں۔ اور اگر وہ فوت ہو جائے تو اس کی قبر پر گنبد اور غارت تعمیر کر کے اس کی پوجا پات شروع کر دیتے ہیں۔ اور اسے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہیں۔ اور یہ نظریہ رکھ کر اس سے حاجت طلب کرتے ہیں کہ وہ ”سرکار“ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ ہماری دعا میں رہے ہیں اور ہماری حاجت براری کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ پورا عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے۔ ایسا عقیدہ صریح شرک اور واضح کفر ہے۔ یہ گمراہ کن سلسلہ پاک و ہند میں خصوصیت سے پھیلا ہوا ہے ایسا نمونہ آپ ہر شہر اور ہر گاؤں میں دیکھ سکتے ہیں۔ گمراہ مولوی صاحبان لوگوں سے کہتے ہیں کہ یہ اولیاء اللہ ہیں۔ یہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی خدمت میں غامضی دیتے رہو ”یہ یہ ریشا لیے پھرتے ہیں اپنی آستینوں میں“ اور اگر مر جائیں تو انہیں خوش کرنے کے لئے ان کی قبروں پر نذر و نیاز دو۔ اور پڑھانے پڑھانے اور ہر جمعرات کو قوالی کراؤ۔ ماہانہ اور سالانہ عرس منعقد کرو اور یہ لوگ ان کی بھونکی کرامات مشہور کر کے اپنے ساتھ عوام کو بھی جنم میں لے پاتے ہیں۔ انا اللہ۔ (فاروقی)

لینا ہے؟“ جو نمی اس کی نظر سے سے نظر ملی۔ وہ لڑکھڑا کر گرا اور ایسا گرا کہ بے ہوش ہو گیا۔

طالب علم اسے سنبھالنے کے لیے بڑھے۔ مگر وہ ایسا بے حس پڑا تھا جیسے مردہ تین گھنٹے بے ہوش پڑا رہا۔ جب ہوش سنبھالا تو اٹھا۔ مولانا نے پوچھا۔ ”کیوں بھائی کیا لینا ہے؟“ وہ بولا۔ ”جو لینا تھا وہ لے لیا۔“ ”جو لینا تھا وہ لے لیا۔“ بس مجھے ”مسلمان“ بنا دیجئے۔ مولانا نے خجام کو بلوایا۔ اور اس کی مونچھیں اور ٹٹیں کٹوا دیں اس نے چرس بھنگ سے توبہ کر لی۔ اور حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھنا شروع کر دیا۔ مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے کہ وہ اچھا خاصا عالم اور صوفی بن گیا۔ اور اٹھارہ (۱۸) برس تک محترم مولوی صاحب کی خدمت میں رہا۔

(۲) آپ کا جان لیوا آپ کو دل دے گیا

ایک بار مولانا موصوف مدظلہ کے سر پر جو لکھنوی سے قریب ہی تھی غسل کے لیے تشریف لے گئے۔ سر کے متصل ہی ایک سڑک گزرتی تھی اس علاقے میں ایک محمود دگر نامی شخص رہتا تھا۔ جو بہت برا زمیندار اور مغرور و متکبر انسان تھا اور اسے الہادیہ سے خاص عداوت تھی۔ اس نے بار بار یہ کہا تھا کہ اگر مولوی عبدالرحمن مجھے اکیلا کہیں مل گیا تو میں اس جان سے مار ڈالوں گا۔ کیونکہ اس نے اسے سارے علاقہ میں وہابیت پھیلا دی ہے۔ ”کسی طالب علم نے مولانا سے ذکر

۱۱) اس میں محمود دگر کا انا قصور نہیں تھا جتنا گمراہ مولویوں کا قصور تھا۔ دراصل الہادیہ کی دعوت و تبلیغ سے یہ مولوی پریشان ہوتے ہیں کہ یہ ہماری ”بھیمڑوں“ کو توحید و سنت کی طرف کیوں لے جاتے ہیں؟ اس سے ان کا کاروبار ٹھنپ ہوتا ہے۔ ان کی شرک کی منڈیاں اجڑتی اور گمراہی دے دینے کے اڑے جاہ ہوتے نظر آتے ہیں۔ اس لئے وہ الہادیہ کی پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہتے ہیں۔ اور اپنی قبروں سے



کر دیا کہ محمود آپ کا اشد ترین دشمن ہے اور وہ جارہا ہے۔ مولانا نے فرمایا۔ کہ اسے بلاؤ۔ اور کہو کہ جو کچھ کرنا ہے یہیں کر لے۔ طالب علم نے آواز دی۔ کہ میاں محمود! مولوی صاحب یہیں ہیں۔ آؤ اور اپنے دل کے ارمان نکال لو۔ محمود آیا۔ گھوڑی سے اترا۔ ابھی مولانا کے سامنے ہی آیا تھا اور آنکھ سے آنکھ ملی تھی کہ اپنا پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اور ہائے ہائے کرنے لگا۔ حضرت مجھے معاف کر دیجئے۔ میری غلطی تھی۔ میں نے آپ کے خلاف بہت کچھ کہا۔ مگر اب اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہوں۔ اور معافی چاہتا ہوں۔ مولانا نے کہا۔ دل صاف کر لو۔ اور جاؤ۔ اللہ تمہیں خوش رکھے۔ وہ کہنے لگا۔ "حضور! اب کہاں جاؤں؟ ہاتھ بڑھائیے اور مجھے اپنا مرید بنا لیجئے۔ چنانچہ وہ بڑا نیک نمازی اور توحید و سنت کا علمبردار بن گیا۔ اور وہ بڑے لوگوں کو راہ راست پر لایا۔ وہ اکثر آپ کی مجلس میں آتا رہتا تھا۔ اس واقعہ کے راوی مولوی قائم الدین صاحب کا بیان ہے۔ کہ محمود ڈوگر کی آنکھ پر ایک موہک تھا۔ جو اسے بہت تنگ کرتا تھا۔ اور آنکھ ڈھانپ لیتا تھا جس سے وہ سخت تنگ آگیا تھا۔ اس نے غرض کیا۔ حضرت اس پر دم کر دیجئے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے بھی نجات دے دے۔ مولانا نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ اور اس پر لعاب لگا دی۔ محمود کا بیان

= تحریروں کا آنکھ اپنے خطبات جمعہ میں 'دوسوں اور غی محفلوں میں الہمدیثوں کو بدنام کرتے اور انہیں ان کے خلاف اکساتے رہتے ہیں۔ اور انہیں یہاں تک کہتے ہیں کہ ان دہلیوں سے میل جول نہ رکھو۔ یہ اولیاء کے دشمن اور امانوں کے گستاخ ہیں۔ رسول پاک کی توہین کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ اس طرح دن رات الہمدیثوں کے خلاف بھوتاپ دہیائیں کر کے اپنے طور پر خوش ہوتے ہیں جیسے کوئی بڑا سرکہ مارا ہو۔ لیکن حقیقت میں یہ چند گلوں کی خاطر اپنی عاقبت تباہ کر لیتے ہیں۔ یہ ہم خوشی سے نہیں کہتے دیکھ سے کہتے ہیں۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ انہیں سمجھ ملا کر دے۔ آمین (قاروقی)

ہے کہ اس کے بعد وہ سو کہ کچھ ایسا مٹا کہ کبھی ظاہر نہیں ہوا اور مجھے ہمیشہ ہمیش کے لیے اس تکلیف سے نجات مل گئی۔

(۳۳) آپ کی دعا کی برکت

موضع لکھنوی سے کچھ فاصلہ پر ایک جمیل آباد نامی گاؤں تھا۔ جہاں کا سردار جلال الدین عرف "جلو" بہت بڑا زمیندار اور کئی گاؤں کا مالک تھا۔ جلو کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوتی تھی۔ اس نے کئی بیویاں کر رکھی تھیں۔ مگر پھر بھی وہ اولاد سے محروم تھا۔

پنجاب میں یہ رواج چلا آ رہا ہے۔ کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو وہ چیروں، فقیروں، جوگیوں، مست قلندر، خاتکوں اور قبروں کی طرف رجوع کرتا ہے اور ان سے اولاد چاہتا ہے۔ "جلو بھی اسی خیال کا آدمی تھا۔ اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا تھا وہیں اٹھ دوڑتا تھا۔ ایک بار اسے پتہ چلا۔ کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل تنگ دھڑنگ رہتا ہے وہ اس کے پاس گیا۔ اور اس سے بیٹا مانگا۔ مجذوب بولا "نالائق! اگر بیٹا لینا ہے تو لکھو کی جا۔ جلو نے دل میں کہا کہ

(۱) اگر شب ہو تو کسی جمہرات کو کسی "مزار" "درہ" اور "آستانے" پر جا کر دیکھ لیجئے۔ آپ کو یہ سارے پکھنڈ وہاں نظر آ جائیں گے۔ حالانکہ اگر یہ اچھے کام ہوتے تو صحابہ کرامؓ اور ائمہ کرامؓ کو زمین شیعہ کے روضہ اقدس پر جا کر کرتے۔ روضہ کی چھائی "مقام نمک" دیکھو اور مسجد اور استاذ اور استاذ کرتے۔ مگر انہوں نے ہرگز ایسے نہ کیا۔ معلوم ہوا قبروں پر جا کر ایسے کام کرنا حرام و ممنوع اور آنحضرت ﷺ کی سنت مبارکہ اور صحابہ کرامؓ و اہل بیت اطہارؓ کے ہر سنت طریقے کے سراسر خلاف ہے۔ یقین جان لیجئے یہ طریقہ صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے اور یہ صحیح مسک اہل سنت و اجماعت کے امت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔ آمین (قاروقی)



وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں۔ بھلا وہاں جینا کیسے ملے گا؟ مجذوب نے کہا۔ نالائق۔ جانا نہیں؟ تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں سے ملے گا۔ جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھو کی پہنچا۔ وہاں چونی کے بزرگ حضرت مولانا عبدالرحمن لکھوی ہی تھے یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ مولانا عبدالرحمن صاحب نے کہا۔ میں دعا تو کر دیتا۔ مگر تو منکر قرآن ہے۔ تیرے حق میں میری دعا قبول نہیں ہوگی۔ جلو نے کہا میں نے کب قرآن کا انکار کیا ہے؟ آپ نے پوچھا۔ کہ تیری کتنی بیویاں ہیں۔ اس نے کہا کہ سات۔ آپ نے فرمایا کہ قرآن تو چار سے زیادہ کی اجازت نہیں دیتا۔ پھر تو نے سات کیوں کہیں؟ اس نے کہا۔ جو حکم ہو۔ میں اس پر عمل کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تین کو بیس طلاق دے دو۔ گاؤں میں مسجد بنوادو۔ خود نماز پڑھنے کا اقرار کرو اور دوسروں کو بھی نماز کی تلقین کرو۔ تو میں تمہارے لیے دعا کرتا ہوں۔ اس نے ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ آپ نے دعا فرمائی۔ اللہ کی قدرت۔ اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ وہ دوڑا دوڑا آیا۔ اور مولانا کو لے جانا چاہا۔ مگر آپ نہ گئے۔ اور کہا۔ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ عوام جملاء یہ سمجھتے لگیں کہ عبدالرحمن نے بیٹا دیا ہے۔ پھر اس نے عرض کیا۔ کہ حضور! آپ اس کی تردید کر دیں اور توحید کا وعظ کیں۔ تاکہ ہمارے دیہاتوں کے لوگ بھی کچھ توحید و سنت سے آشنا ہو جائیں۔ چنانچہ اس کی ترغیب پر جذبہ تبلیغ کے تحت آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور کئی دن تک وہاں وعظ فرماتے رہے اور اس علاقے کے قریب قریب سب

(۱) یہ اس علاقے میں مشہور تھا کہ اس نے اپنی عورتوں سے نکاح کیا ہوا ہے۔ یہ حضرت لکھوی نے بھی سن رکھا تھا۔ یہ نہیں کہ آپ کوئی عالم الغیب تھے "ذخیرۃ اسلام" گواہ ہے کہ عالم الغیب صرف ایک اللہ ہے اور کوئی نہیں۔ (افادہ حق)

گاؤں اہل حدیث ہو گئے۔ روانگی پر سردار نے آپ کو بہت کچھ دینا چاہا۔ مگر آپ نے ایک دانہ تک قبول نہ کیا۔"

(۴) آپ کی بے پناہ روحانی طاقت

حضرت مولانا غلام نبی الہابی سوہدروی مدظلہ کا بیان ہے کہ مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بنالوی مدظلہ نے ایک بار اپنے رسالہ "اشاعت السنہ" میں مرزا قادیانی کو چیلنج دیا۔ کہ وہ ہمارے ایک عالم بے بدل صوفی کامل کے ساتھ روحانی مقابلہ

(۱) یہ ہے سچے اولیاء کی شان۔ ان کی لوگوں کی بیبیوں پر نظر نہیں ہوتی بلکہ اللہ کی رحمت پر نظر ہوتی ہے۔ ان میں طبع لالچ نام کی کوئی بات نہیں ہوتی۔ یہ سونا چاندی ان کے نزدیک اثاثت روزے کا درجہ رکھتے ہیں۔ نیز اولیاء شریعت کے خلاف نہ چلتے ہیں نہ کسی کو چلنے دیتے ہیں۔ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ شرک پر غرین سمجھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص توحید کے پھرے لڑاتے ہیں۔ دیکھ لیجئے حضرت کی تبلیغ کی تاثیر سے گاؤں کے گاؤں مسلک حق مسلک توحید و سنت کے دلدادہ ہو گئے۔ یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ عوام کی اصلاح ہو سکتی ہیں بشرطیکہ شرک و بدعت کے "بیاد مولوی صاحبان" کچھ قربانی دیں۔ ان کی قربانی یہی ہے کہ اپنے ملوے مانڈے کو توحید و سنت پر قربان کر دیں۔ اور کم از کم ادباً توحید و سنت کی راہ میں روکائیں حاصل نہ کریں۔ ایک مرتبہ خود بندہ نے چند علماء کو ساتھ لے کر اپنے قریب علاقے میں تبلیغ و دعوت کا کام شروع کیا جسے عوام نے سراپا مگر شرک اور بدعتی مولوی صاحبان دعوت و ارشاد برداشت نہ کر سکے۔ بات وہی ہے جو ہم نے کہی ہے کہ اصل مجرم ایسے مولوی صاحبان ہیں جو برائی کے اصل موجب بنتے ہیں۔ بھلا اس سے بڑی برائی اور کیا ہو سکتی ہے کہ توحید و سنت کی آواز کو دبا دیا جائے اور اس کے برعکس لوگوں کو شرک و بدعات کے متعفن گڑھے میں و تکمیل کر انہیں جنم کی راہ دکھائی جائے۔ یعنی چارے عوام کامل بھی لوٹا جائے اور ایمان بھی۔ ان کا مال کھا کر ان کا ایمان تو رہنے دیتے۔ مگر ان کا کاروبار نے ظلم یہ نہ پایا کہ ان کے بچے ایمان نہ مال کچھ نہ رہے دیا۔ (افادہ حق)



کرے۔ اگر وہ کامیاب ہوا۔ تو ہم اس کا ساتھ دیں گے۔ اور اگر وہ ناکام ہو گیا تو اپنے دعوے سے تائب ہو جائے۔ یہ روحانی مقابلہ دونوں کو الگ الگ مکاں میں بٹھا کر سات دن تک رہے گا۔ مگر مرزا جی نے اس سے انکار کر دیا کہ میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مولانا غلام نبی الربانی صاحب کا بیان ہے کہ میں نے مولانا محمد حسین ڈالوی سے پوچھا کہ وہ کون صوفی بزرگ ہیں جن کی روحانی قوت پر آپ کو اس قدر اعتماد ہے۔ کہ مرزا جی کو ایسا اور ذمہ دارانہ الٹی میٹم دے دیا۔ مولانا محمد حسین صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ سید الاتقیا حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب لکھوی ہیں، مجھے ان کی روحانی طاقت پر اتنا اعتماد اور وثوق ہے کہ اگر مرزا مان جاتا تو یقیناً تباہ و برباد ہو کر اپنے صحیح انجام کو پہنچ جاتا کہ دنیا اس سے عبرت حاصل کرتی۔

### (۵) آپ کا ایک الہام

مولانا عبدالرحمن صاحب جب سفر حج کے لیے روانہ ہوئے۔ اور بمبئی پہنچ کر جہاز کا ٹکٹ خرید لیا۔ اور جہاز چلنے کو تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس جہاز پر نہیں جانا چاہئے۔ چنانچہ ٹکٹ واپس کر دیا گیا۔ پھر ایک ہفتہ کے بعد دوسرے جہاز کا ٹکٹ خریدا۔ جب وہ تیار ہوا۔ تو آپ نے پھر یہی فرمایا کہ اس جہاز پر نہیں جانا چاہئے۔ ہماری حیران تھی کہ حضرت کیا کر رہے ہیں۔ جان بوجھ کر روانگی میں تاخیر کر رہے ہیں۔ مگر بالآخر آپ کا کہنا مانا اور وہ ٹکٹ واپس کر دیا۔ پھر تیسرے دن جہاز پر سوار ہوئے۔ جب جدہ پہنچے۔ تو معلوم ہوا کہ پہلے دونوں جہازوں میں بیماری پھیل گئی تھی۔ اور حکومت نے انہیں چالیس چالیس دن کے لیے روک لیا ہے۔ یعنی اگر وہ لوگ بھی ان جہازوں میں سوار ہوتے تو چالیس (۳۰) دن بعد جدہ پہنچتے۔ کسی نے مولانا سے پوچھا کہ جہازوں کا آپ کو کیوں کر پتہ چلا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ الہام ہوا

تھا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی تھی۔<sup>(۱)</sup>  
نوٹ: آپ کے بہت سے الہامات اور کرامات اور بھی ہیں۔ مگر یہاں صرف انہیں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ (غلام عفی عنہ)

(۱) الہام سے مراد ہے اللہ کی طرف سے خاص اشارہ جو کہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو اہتمام کرتا ہے۔ ظاہر ہے مولانا عبدالرحمن لکھوی علیہ الرحمۃ کو آنکھ و احوال کا علم تو نہیں تھا۔ آپ کو یہ علم و آنکھی اللہ کے ہاتھ سے ہوئی۔ اور علم غیب وہ ہوتا ہے جو کسی کے بتائے بغیر اپنے آپ معلوم ہو۔ تو اصل بات یہی ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی غیب نہیں جانتا۔ چنانچہ ارشاد قرآنی ہے: قُلْ أَشَاءُ الْغَيْبُ لِلَّهِ (یونس: ۲۰) ”اے حبیبِ محمد! کہہ دیجئے کہ سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ مجھے ہوئی بات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔“ دوسری جگہ فرمایا: قُلْ لَا يَعْلَمُ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبُ إِلَّا اللَّهُ (الحمل: ۶۵) ”اے محمد ﷺ! کہہ دیجئے کہ آسمانوں اور زمینوں میں سے اللہ کے علاوہ کوئی بھی مجھے ہوئی بات نہیں جانتا۔“ ایک جگہ فوت شدگان کا ذکر ہوئے فرمایا: وَمَا يَشْعُرُونَ أَتَىٰ بِهُم مِّنْ غَفْلَةٍ (الحمل: ۲۱) ”دوسری باتیں بتاتا تو بارگزار“ ان بچاروں کو تو یہ خبر نہیں کہ انہیں قبروں سے کب اٹھایا جائے گا۔“ ظاہر ہے قبروں سے بت تو نہیں انہیں گئے انسان ہی انہیں گئے۔

یہاں یہ وضاحت کرنا اس لئے ضروری سمجھی گئی ہے کہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء سب عالم الغیب ہیں۔ لیکن ان کا یہ عقیدہ قرآن و حدیث کے سراسر خلاف ہے۔ اور صحیح عقیدہ یہی ہے کہ قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ زمین و آسمان اور کون و مکان میں مطلقاً کوئی غیب نہیں جانتا۔ اور جس نے جو بتایا اللہ تعالیٰ کے بتائے سے بتایا ہے۔ اور یہ شان اور کسی کی نہیں ہے۔ یہ قرآن مجید کا بیان کردہ عقیدہ ہے اسے اختیار کرنے میں کسی نماز کی کوئی گستاخی نہیں ہوتی۔ یہ جو بارگزار یا جاتا ہے کہ نبیوں و ولیوں کے علم غیب کا انکار ان کی گستاخی ہے یہ مروج بھوت ہے اور اس طرح کے سب غلام مفروضے ہیں، یہ بھوت پر بھوت کی بنا رکھنے کے مترادف ہے۔ اس موضوع پر ”رسالہ علم غیب“ کا مطالعہ فرمائیں۔ انشاء اللہ سب شکوک و اہام دور ہو جائیں گے۔ (فاروقی)



## کرامات حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ

### قلعہ میہاں سنگھ

(۱) آپ کا کشف

ایک بار قلعہ میہاں سنگھ میں ایک حجام آپ کی حجامت بنا رہا تھا۔ کہ اس نے یہ شکایت کی "حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے۔ جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں۔ کہ

(۱) آپ قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ میں رہتے تھے۔ ۱۲۲۸ھ میں بمقام کوٹ بھوانید اس قلعہ ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے بزرگوار مولانا رحیم بخش صاحب سے حاصل کی۔ کتاب دہشت کی لکھن پکے سی سے لگ جکی تھی۔ حدیث حضرت میاں نذر حسین صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے پڑھی۔ پھر جب ۱۲۸۸ھ میں حج پر تشریف لے گئے تو مولانا شیخ عبداللہ صاحب محدث مدنی سے بھی اجازت حاصل کی۔ روحانی فیض سید میر صاحب مرحوم کو ملے واسلے سے حاصل کیا۔ یہ مولانا سید احمد صاحب بریلوی رحمہ اللہ کے مرید تھے۔ مولانا عبداللہ صاحب غزنوی سے بھی آپ کا گہرا تعلق رہا۔ آپ صوفی منش ہونے کے باوجود مشہور داعی بھی تھے۔ اور وقت میں اتفاقاً اور سوز ہوتا تھا۔ کہ اکثر غیر مسلم و غلام بنتے ہی مسلمان ہو جاتے تھے "آپ شاعر بھی تھے "قوم کے احوال تھے ۳۳ سال کی عمر میں ۱۲۹۱ھ بروز جمعرات انتقال فرمایا۔ (انشاء) آپ کے دو بیٹے تھے جو ماشاء اللہ اپنے والد گرامی رحمہ اللہ کے طریقہ پر تھے۔ دونوں ہی عالم اور عالم تھے "جو اپنے والد کی سند علم و ارشاد کے وارث ہوئے۔ اور ان کا یہ سلسلہ پوتوں اور پوتوں میں منتقل ہوا۔ حضرت مولانا غلام رسول رحمہ اللہ کے بڑے صاحبزادے کا نام عبدالقادر اور چھوٹے کا نام عبدالعزیز تھا۔ آپ استاد پنجاب حضرت مولانا حافظ عبدالننان محدث دہلی آبادی رحمہ اللہ کے معاصرین میں سے تھے۔ آپ نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضرت حافظ صاحب کی شکردی میں سمجھا۔ مولانا عبدالقادر رحمہ اللہ نے آپ کا سوانح حیات لکھا۔ ص ۷۱۔

کہاں ہے "زندہ ہے یا مر گیا ہے! بس یہ ایک ہی بیٹا تھا اس کی فکر میں ہم تو مرے جا رہے ہیں۔ آپ تھوڑی دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا "میاں وہ تو گھر بیٹھا ہے اور کھارہا ہے۔ جاؤ بیشک جا کر دیکھ لو۔ حجام گھر گیا۔ تو حج حج بیٹا آیا ہوا تھا۔ اور کھانا کھا رہا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا۔ تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا۔ معلوم نہیں۔ مجھے کیا ہوا۔ اور کیونکر طرفہ العین میں یہاں پہنچ گیا۔"

= عبدالعزیز رحمہ اللہ کے خاندان میں علمی شعائیں آگے بڑھیں۔ اور ان کے بیٹے مولوی عبدالرحمن صاحب رحمہ اللہ کے راستے سے آگے پہنچیں۔ اور مرحوم کی علمی سند کے وارث مولوی صاحب مذکور کے بیٹے مولانا حکیم سلیم اللہ اور مولانا حافظ عبداللہ ہوئے۔ آگے یہ علمی سلسلہ مولانا حکیم سلیم اللہ صاحب کی اولاد میں منتقل ہوا۔ اس نفاذ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس علمی خاندان کی پانچ پشتوں میں علم و فضل منتقل ہوا۔ مولانا حکیم سلیم اللہ حافظ اللہ کے چار بیٹوں میں سے تین بیٹے حافظ اور عالم ہیں۔ قلند احمد اور یہ ماشاء اللہ آگے فیض بانٹ رہے ہیں آج بھی قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ کی مسجد اور مدرسہ بارونق اور آباد ہیں۔ اور اس میں خاندانی اخراجات نظر آتے ہیں۔ اللہ کرے یہ سلسلہ ابوالقادر تک رہے۔ آمین۔ (قادر دہلی)

(۲) جب یہ عقیدہ بنالیا کہ عالم الغیب اور مقام کل اللہ تعالیٰ ہے۔ تو ایسی کرامات سے ہرگز یہ دھوکہ نہیں ہونا چاہئے کہ اولیاء ہر چیز دیکھ رہے ہیں۔ بعض دوستوں کے پاس زندہ اور مردہ میں کوئی فرق نہیں۔ انکے پاس اولیاء جو چاہیں دو کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ باتیں ہرگز نہ بھولنے (۱) کہ کرامت ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ (۲) دہلی کو مستقل تقویٰ نہیں ہو جاتی۔ (۳) اور ولی کو کرامت کا حضور ہونے سے قبل کرامت کا علم نہیں ہوتا۔ قریب قریب یہی خیال مجھ سے کا ہے۔ یہاں ایک بات اور بھی سمجھ لیجئے کہ بعض لوگوں کے ساتھ جنات کا بھی رابطہ ہوتا ہے۔ مثلاً جنات ان سے پڑھتے ہیں یا ان کے پاس جوں آتے جاتے ہیں جس طرح انسان آتے جاتے ہیں۔ تو اس صورت میں ان کے کہنے سے یا ان سے کہے بغیر فیض اقدس کام جنات کو دیتے ہیں۔ جسے لوگ نہیں سمجھتے اور دوتا سمجھتے بزرگ اور ولی کو مالک و مقاد عالم الغیب اور متصرف فی الامور و نیوہ بار کرنے لگ جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں بڑے واقعات ہیں کتاب "استاد پنجاب" میں بھی ایسے عجیب و غریب واقعات درج ہیں۔ اور دو صحیح ہیں۔ نیز اگر وقت ملے تو امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی کتاب "اولیاء الرحمن" پڑھئے۔ بڑی چشم کشا کتاب ہے۔ (قادر دہلی)



## (۲) آپ کا ایک اور کشف

فضل دین نمبردار سکنہ مان خلع گوجرانوالہ کا بیان ہے۔ کہ میں نے ایک ساہوکار (تاجر) سے بارہ سو روپیہ قرض لیا تھا۔ اور وہ مجھے بہت تنگ کر رہا تھا چنانچہ ایک بار تو اس نے مجھے نوٹس دے دیا۔ اور قریب تھا کہ دعویٰ کر کے مجھے ذلیل کرتا۔ میں مولانا کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اپنی غربت اور ناداری کا ذکر کیا اور دعا کی فمائش کی۔ آپ نے فرمایا گنجراؤ نہیں۔ جاؤ چار آدمی ساتھ لے کر اس سے حساب کرو۔ صرف بائیس روپیہ نکلیں گے۔ وہ ادا کر دینا۔ فضل الدین حیران ہوا کہ میں نے ابھی تک اسے دیا لیا تو کچھ ہے نہیں! بھلا بائیس روپیہ کیسے نکلیں گے۔ آپ نے فرمایا جاؤ تو۔ بائیس روپیہ سے زیادہ نہیں نکلیں گے۔ وہ چند دوستوں کو ساتھ لے کر گیا اور ساہوکار سے کہا۔ کہ یہی کھاتہ لاؤ۔ اور میرا حساب صاف کر لو۔ ساہوکار نے یہی کھاتہ نکالا۔ تو دیکھا۔ کہ اس کے حساب میں کمیں لکھا ہے۔ فلاں تاریخ کو اتنی گندم لی۔ اتنا تمباکو وصول ہوا۔ اتنی کپاس آئی۔ علی ہذا القیاس سارا حساب جو لگایا۔ تو بتایا صرف بائیس روپیہ نکلے۔ ساہوکار حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور فضل دین بھی حیران تھا۔ مگر یہی کھاتہ کے مطابق بائیس روپیہ دے کر حساب صاف کر دیا۔

## (۳) آپ کی ایک زمیندار کے حق میں پیش گوئی

اسی فضل الدین زمیندار سکنہ مان (گوجرانوالہ) کا بیان ہے۔ کہ میرے پاس کوئی گائے بھینس نہ تھی کہ گھردالوں کو دودھ لگی مل سکتا۔ پاس کوئی رقم بھی نہ تھی۔ کہ گائے بھینس خریدی جاسکتی۔ ایک بوڑھی سی بھینس تھی۔ جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ گابھن نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی ہے۔ میں نے مولانا سے عرض کیا۔ ہم غریب لوگ ہیں۔ حضرت دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ کوئی دودھ لگی و نظام کر دے۔ آپ نے فرمایا۔ تمہاری وہی بھینس گابھن ہو چکی

ہے اور غریب بچہ دینے والی ہے۔ وہ انشاء اللہ مدت تک دودھ دیتی رہے گی تم فکر نہ کرو اللہ سب کچھ کر دے گا۔ فضل دین کا بیان ہے کہ سچ کچھ تھوڑے دنوں میں وہ بھینس دودھ دینے لگی۔ اور قریباً گیارہ دفعہ اس کے بعد سوئی (یعنی اس نے بچہ دیا) اور مدت دراز تک دودھ دیتی رہی۔<sup>(۱)</sup>

## (۴) آپ کا ایک اور کشف

میاں محمد جولاہور میں ایک مشہور سوداگر تھا۔ بیان کرتا ہے کہ میں نے بہت سے گھوڑے بغرض فروخت کشمیر روانہ کئے۔ مگر تین مہینے گزر گئے۔ کوئی گھوڑا فروخت نہ ہوا۔ میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہ حضرت دعا کیجئے بہت نقصان ہو رہا ہے۔ اور مفت کاروانہ خرچ پڑ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا میاں! تیرے گھوڑے

سالہ ان دونوں واقعات میں تشویش کی کوئی بات نہیں کہ جب ہم نے مان لیا کہ کرامت میں قدرت اللہ کی ہوتی ہے اور ذمہ دہی اللہ ہوتا ہے تو پھر یہ یمن کیوں ہوں؟ یہ جو کچھ ہوا اللہ کے کرنے اور بنانے سے ہوا۔ ورنہ وہی اپنے زور بازو یا اپنی قوت سے یہ کام نہیں کر سکتا۔ نہ علم غیب رکھتا ہے جس طرح کسی دوست کو دوست پر بلا ہو تو وہ اس کا کام خود کر دیتا ہے اسی طرح دلی کو اللہ پر ناز (امکوار) ہوتا ہے۔ اللہ اس کی طرف سے کام کر دیتا ہے۔ اور جلاہ بکھتے ہیں کہ شاید خود دلی اللہ یہ سارے کام کر رہا ہے لیکن بات نہیں ہے۔ کئی مرتبہ دلی کو خبر بھی نہیں ہوتی اور وہ کام ہو چکا ہوتا ہے۔ یاد رکھیے ایسے واقعات کرامات کے قول میں آتے ہیں۔ ان کو عام عقل سمجھ نہیں سکتی۔ لہذا ایسے واقعات سے ہمیں عقیدہ توحید کو جو قزل نہ کرنا چاہیے۔ توحید ایمانیات میں داخل ہے۔ بلکہ توحید پر ایمانیات کی بنیاد ہے۔ اگر پھر بھی ایسی کرامات پر دل نہ دے تو یہ شک نہ مانیں کیونکہ انیس مائے اللہ کا حکم ہے نہ ایمان کا جزو۔ کرامات چھوڑی جاسکتی ہیں مگر توحید نہیں چھوڑی جاسکتی۔ ان کرامات پر ایمان لانا ضروری نہیں بلکہ عقیدہ توحید پر ایمان لانا اور استقامت اختیار کرنا ضروری ہے۔ (عارفی)



والہی کشمیر نے خرید لیے ہیں۔ اور تین ہزار منافع ملا ہے۔ میاں محمد حیران ہوا۔ کہ ابھی ابھی تو خط آیا۔ کہ میاں کوئی خریدار نہیں۔ اور آپ فرماتے ہیں۔ کہ تین ہزار منافع ملا ہے۔ میاں محمد کہتا ہے کہ دوسرے روز خط آگیا۔ کہ سب کے سب گھوڑے فروخت ہو گئے ہیں اور تین ہزار منافع ہوا ہے۔

(۵) ہندو عورت اسلام میں داخل ہو گئی

شیخ عبد اللہ نو مسلم جو موضع دلاور میں رہتا تھا۔ کہتا ہے۔ کہ میں جب مسلمان ہو گیا۔ تو میری بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔ اور کہنے لگی۔ کہ میں تو کبھی مسلمان نہ ہوں گی۔ مجھے بہت صدمہ تھا اور اسی صدمہ میں میں نڈھال ہوتا چلا گیا۔ کیونکہ میں اسے بہت چاہتا تھا اور جد سے زیادہ محبت رکھتا تھا۔ تمام اقرباء بھی میرے دشمن ہو گئے اور بیوی بھی از حد نفرت کرنے لگی۔ کچھ عرصہ کے بعد میں مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دعا کے لیے فمائش کی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ اس کے بغیر میری زندگی محال ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ آرہی ہے اور مسلمان بھی ہو گئی ہے۔ چنانچہ اسی دن اس کا پیغام آیا۔ کہ مجھے آکر لے جاؤ۔ میں مسلمان ہو جاؤں گی۔

اگرچہ اولیات کے دعا مانگنے سے کام ہو جاتا ہے۔ اور یہاں اولیات ان کی خواہش کو اللہ تعالیٰ پورا فرماتا ہے۔ اور اگر اللہ چاہے تو ساتھ اشارہ بھی فرماتا ہے۔ لیکن بات وہی ہے کہ سب کچھ من جانب اللہ ہوتا ہے۔ اللہ اگر نہ چاہے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ہرے اولیات ایسے ہو گئے ہیں اور اب بھی ہیں کہ ان کی اپنی اولاد ان کے چاہنے کے باوجود علم نہیں سیکھ سکی۔ بدلت پر نہیں آ سکی۔ کئی اولیات اولاد فرین سے محروم رہے۔ کئی اولیات کی اولاد ہی نہیں ہوئی۔ کئی اولیات امراض میں گرفتار رہے اور آخر تک گرفتار رہے۔ کئی اولیات قوتِ مادی و مادیہ کمزور ہونے کے باعث اچھی طرح من سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ اچھی =

(۶) سکھ عورت مسلمان ہو گئی

محمد عمر ولد کرم الہی کا بیان ہے۔ کہ مولانا نماز صبح سے فارغ ہو کر گھر کو جا رہے تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ کہ ایک سکھ عورت ”واہ گردواہ گرد“ پڑھتی جا رہی تھی۔ آپ نے کہا۔ کہ واہ گردواہ نہیں بلکہ ”وحده“ کہو صحیح یہی ہے۔ اللہ کی قدرت وہ عورت ”وَحَدَّه وَحَدَّه“ کہنے لگی۔ اور یہ جملہ اس کی زبان پر ایسا جاری ہوا کہ ہزار کوشش سے بھی بدل نہ سکا۔ اور بالآخر وہ مسلمان ہو گئی۔

(۷) سکھ مسلمان ہو گیا

ایک بار آپ حجرات کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک سکھ ملا۔ اس نے

= طرح بول سکتے ہیں۔ کئی ایسے ہیں کہ ان کی بیوی ان کے تابع نہیں۔ اولاد ان کی جتنی چاہیں ان کی ہوا پر وہ پڑتے ہیں۔ اصل بات وہی ہے کہ دلی بھائے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ اور جب ذات اور اپنے احوال پر اختیار نہیں رکھتا تو وہ دوسروں پر کیسے اختیارات رکھ سکتا ہے؟ ہاں اصل بات یہ ہے کہ طاقت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے وہ جب چاہے جس کو چاہے جتنی طاقت عطا فرما سکتا ہے اور فرمانا ہے۔ بلاوہ ازیں اولیاء کے ساتھ انسانوں کے علاوہ ملائکہ اور جنات کا بھی رابطہ ہوتا ہے یا ہو سکتا ہے۔ ان کے بعض امور انہیں نمٹا دیتے ہیں بعض ملائکہ اور بعض جنات۔ پھر اولیاء کو ”فرست مومنانہ“ بھی نصیب ہوتی ہے۔ دل و دماغ کا آئینہ جس قدر مستفی ہو گا وہ فرست اسی قدر شاندار اور اعلیٰ ہو گی۔ محرم تو رہے ایک اولیاء کا ملین کی بعض باتیں خواص بھی نہیں کہہ سکتے۔ لہذا عقل سے بلا باتوں کے بارے میں بحث و عمار میں پڑنے اور الجھنے سے ہر فنکار پر تیز کرنا چاہیے۔ بس کرامت پر دل متکین نہ ہو بے شک نہ مانیں۔ کیونکہ کرامات و واقعات پر ایمان لانا ضروری نہیں قرآن و حدیث پر یقین رکھنا ضروری ہے۔ کرامات و واقعات کا انکار کفر نہیں مگر قرآن و حدیث کا انکار کفر ہے۔ ہر حال قرآن و حدیث کا انکار جائز نہیں ہے۔ قرآن و حدیث پر ایمان لانے میں بال برابر فرق نہیں کرنا چاہیے۔ (فاروقی)



پوچھا۔ کہ حضرت موضع ڈنگہ کا راستہ کونسا ہے۔ (ڈنگہ موضع گجرات میں ایک مشہور مقام ہے) آپ نے فرمایا کہ بھائی مجھے ”ڈنگہ راستہ“ یعنی جنم کا راستہ معلوم نہیں۔ البتہ ”سیدھا راستہ“ یاد ہے (ڈنگہ پنجابی میں شیرھے کو کہتے ہیں) اس نے ہنس کر کہا اچھا سیدھا راستہ بتا دیجئے آپ نے کہا۔ پڑھو ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“ آپ کا یہ کہنا تھا۔ کہ وہ کلمہ پڑھنے لگ گیا۔ اور وہیں مسلمان ہو گیا۔

(۸) باوا کاہن داس کی زبان پر کلمہ جاری ہو گیا

باوا کاہن داس گورداسپوری ایک بار قلعہ میہاں سنگھ آیا۔ ہندوؤں نے مل کر عرض کیا۔ بادامی! یہاں ایک مولوی صاحب ہیں۔ جن کے وعظ سے کئی ہندو مسلمان ہو رہے ہیں۔ آپ بھی بڑے دودال ہیں ذرا ان کا مقابلہ تو کیجئے۔ تاکہ ہندو مسلمان ہونے سے بچ جائیں۔ باواہی نے کہا۔ بہت اچھا۔ میں اسلام پر ایسے اعتراض کروں گا۔ کہ وہ کچھ جواب نہ دے سکیں گے چنانچہ باواہی بڑے طمطراق کے ساتھ مولانا کے پاس پہنچے۔ اور جاتے ہی کہا:

”کہ اسلام کیا ہے؟ جسے آپ لیے پھرتے ہیں۔“

مولانا نے فرمایا۔ کہ ”بادامی! آئیے میں بتاؤں اسلام کیا ہے۔ اول کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ“

ابھی آپ نے کلمہ پڑھ کر سنایا ہی تھا اور آگے کچھ کہنا چاہتے تھے۔ کہ باواہی نے خود بخود کلمہ پڑھنا شروع کر دیا اور وہیں مسلمان ہو گئے۔ یہ دیکھ کر بہت سے ہندو بھی مسلمان ہو گئے۔

(۹) آپ کے بتائے ہوئے وظیفے کی تاثیر

قلعہ میہاں سنگھ میں ایک بڑھانائی کشمیری تھا۔ جو بہت عیالدار تھا۔ مگر مفلس اور غریب تھا۔ اس نے حاضر ہو کر اپنی ناداری کی شکایت کی اور دعا کے لیے التجا

کی۔ آپ نے فرمایا۔ میاں بڑھا! بعد نماز صبح ایک بار سورہ یس پڑھ لیا کرو۔ انشاء اللہ کسی نہ کسی صورت میں تھیں ایک روپیہ روزانہ مل جائے گا۔ میاں بڑھانے یہ عمل شروع کر دیا۔ اور صبح اسی ایک روپیہ روزانہ ملنے لگا۔ کبھی کسی بہانہ سے ملتا کبھی کس بہانہ سے۔ مگر ایک روپیہ روزانہ ضرور مل جاتا۔ اس نے دل میں خیال کیا۔ کہ اگر دو بار سورہ یس پڑھوں تو شاید دو روپیہ ملنے لگیں۔ چنانچہ اس نے دوبار سورہ یس پڑھنی شروع کی۔ تو صبح دو روپیہ ملنے لگے۔ پھر اس نے تین بار روزانہ شروع کر دی۔ تو تین روپیہ ہو گئے۔ پھر چار بار پڑھی۔ تو چار روپیہ ملنے لگے پھر وہ پانچ بار پڑھنے لگے۔ تو پانچ ملنے شروع ہو گئے۔ اسی اثناء میں ایک دن مولوی صاحب آگئے۔ فرمایا کہ میاں بڑھا! اب تم بہت لالچی ہو گئے ہو۔ اب یس سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ بڑھا کہتا ہے۔ کہ اب اس کے بعد میں نے ہزار بار بھی یس پڑھتا رہا۔ مگر ایک روپیہ بھی نہ ملا۔

(۱۰) آپ کی روحانی قوت

ایک بار مولوی صاحب نے موضع فیروز والا سے ایندھن کے لیے ایک درخت لیا۔ جو بہت بڑا تھا۔ آپ نے اس کی کانٹ چھانٹ کر دو سری بیل گاڑی پر لہ دالیا۔ تاکہ اپنے گاؤں لے آئیں۔ راستہ میں اندھیرا ہو گیا ایک جگہ بیل گاڑی

(۱) یہ عیدِ ندامت ہی بھی ہو سکتا ہے۔ اس میں جنت کا مل و فحل بھی ہو سکتا ہے۔ بہر حال کرامات کی وجہ سے توحید کے معافی کوئی بات نہیں کرنی چاہئے۔ اور یہ نہیں سمجھنا چاہیے شاید مولوی صاحب کو اختیارات حاصل ہو گئے تھے۔ اور دیکھتے تھے کہ اگر پھر بھی توحید پر دل نہ ملے تو توحید کے انکار کہ بہ نسبت ایسی کرامت کا انکار کرنا بہتر ہے۔ کیونکہ توحید کا انکار تو صریح کفر ہے۔ اور ایسی کرامت کے انکار سے عقیدے یا دین کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ (انوار حق)



الٹ گئی۔ میاں بوٹا گاڑی بان کئے لگا حضرت اب گھر پہنچنے کی کوئی صورت نہیں۔ قریب کوئی آبادی نہیں کہ لوگوں کو بلایا جاسکے۔ اور بیل گاڑی سیدھی کی جاسکے۔ اب رات بیس گزرے گی اور کل کام ہو سکے گا۔ مولوی صاحب نے فرمایا۔ کہ میاں بوٹا آؤ تم اور ہم مل کر کوشش کریں۔ اور بیل گاڑی سیدھی کر لیں۔ بوٹا بولا 'منصور' یہ تو چالیس پچاس آدمیوں کا کام ہے۔ بھلا وہ آدمی کیونکر سیدھی کر سکتے ہیں؟ آپ نے ہنس کر فرمایا۔ کہ مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ آؤ کوشش کرتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ سیدھی کر دے۔ چنانچہ بوٹا کتا ہے۔ کہ میں نے تو یونہی مذاق کے طور پر ہاتھ رکھا۔ اور مولوی صاحب نے تھوڑا سا زور لگایا۔ اور گاڑی سیدھی ہو گئی۔ اور ہم جلدی ہی گھر پہنچ گئے۔ اور مولوی صاحب نے کہا۔ میاں بوٹا دیکھو یہ واقعہ کسی سے بیان نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو۔ کہ لوگ اس واقعہ کو اچھا لانا شروع کر دیں۔"

نوٹ۔ یہ چند کرامتیں محض بطور نمونہ درج کر دی گئی ہیں۔ درندہ آپ کی بہت سی کرامات زبان زد خاص و عام ہیں۔ اور آپ کی سوا عمری میں درج ہیں۔ جو چھپ چکی ہے۔ ان کو پڑھتے وقت معیار قرآن و حدیث کو رکھا جائے جو قرآن و حدیث کے موافق نظر آئے وہ ٹھیک ہے اور جو موافق نظر نہ آئے اس کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔

ملکہ دیکھ لیجئے اولیاء اپنی کرامات کو اچھا لانا پسند نہیں کرتے۔ رہی یہ بات کہ اتنی بڑی بیل گاڑی آپ نے کس طرح سیدھی کر لی۔ تو اس میں زیادہ حیرت و استحباب کی کوئی بات نہیں یہ آپ کی روحانی طاقت بھی ہو سکتی ہے۔ اور آپ کے جہالت شاکروں کی اعانت بھی ہو سکتی ہے۔ اور ہزاروں کے حالات میں ایسے واقعات ملتے ہیں۔ (فاروقی)



## کرامات حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمۃ اللہ علیہ

### (۱) آپ کی توجہ کی تاثیر

عنایت حسین پٹیالوی آپ کے بہت اچھے دوست تھے۔ انہوں نے اپنی بیٹی کی شادی شیخ فضل حق سکھہ شام کے بیٹے سے کر دی، وہ لڑکا نہایت خراب نکلا۔ شراب پیتا۔ جوا کھیلتا۔ بدکاروں کے ساتھ رہتا۔ برے کام کرتا۔ اور فارغ پڑا رہتا۔ اور گھر

(۱) قاضی صاحب موصوف شعبان ۱۸۶۶ء بروز سوموار بمقام منصور پور المعروف پٹیناں والہ ریاست پٹیالہ پیدا ہوئے۔ آپ کے والد بزرگوار قاضی احمد شاہ صاحب بن مولانا باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سال یلیت القدر میں یہ دعائیں پڑھیں۔ اُمّی! مجھے بتا دے تو ایسا دے جو عالم باعمل متقی پارسا اور دین و دنیا میں ذی عزت ہو۔ آپ کی والدہ ماجدہ نے آپ کے پیدا ہوتے ہی عہد کر لیا تھا کہ آپ کو کبھی بلا وضو و دھند نہ پلاؤں گی۔ چنانچہ اللہ نے انہیں بتا دیا اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے پائی۔ اور توحید و سنت کھنی ہی میں رہتے ہی گئی۔ عربی کتابیں مولوی سید محمد حسین صاحب رام پوری سے پڑھیں۔ حدیث کی سند حضرت دودا جان رحمۃ اللہ علیہ سے لی اور انہیں سے روحانی فیض پایا۔ ۱۸۸۳ء میں فاضل کا امتحان دیا اور پنجاب بھر میں اول رہے۔ سنہ ۱۲۰۰ھ التمام پایا۔ پھر ملازمت کا سلسلہ شروع ہوا۔ تو ترقی کرتے کرتے پٹیالہ سٹیٹ میں سیشن جج ہو گئے۔ ۲۳ مارچ ۱۹۲۳ء کو بخیر باب ہوئے۔ اٹھائے ملازمت میں بھی تدریس کا کام جاری رکھا۔ روزانہ صبح ارٹھی مسجد میں قرآن کریم کا درس دیتے اور جمعہ بھی پڑھایا کرتے تھے۔ تقریر کے علاوہ تحریر میں بھی یدِ طولیٰ رکھتے تھے۔ بلا کے ذہین تھے۔ ایک بار جس کتاب کو دیکھ لیتے دوبارہ دیکھنے کی ضرورت محسوس نہ کرتے تھے۔ بائبل، تورات اور انجیل ایسا 'قاف' قفس' متی اور یوحنا آپ کو بڑا عبور تھا۔ تاریخ میں تو امام وقت تھے۔ شاعر بھی تھے۔ کئی کتابیں لکھیں جن میں سے اکثر مطبوع اور --



بعض غیر مطہر ہیں۔ آپ کی تصنیف "رحمت للعالمین" نے اردو دنیا میں وہ نام پیدا کیا کہ کسی مکتب کو یہ شرف نصیب نہ ہو۔ تبلیغ اسلام میں بھی آپ نے بڑے بڑے کام کیے۔ آپ کو اپنی کرامات کو مشہور کرنا پسند نہ تھا۔ جو کام کر کے خاموشی سے کرتے۔ چنانچہ کئی بڑے بڑے عیسائی اور ہندو شخص آپ کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے۔ غازی محمود و خرمپال جو منہ پھٹ آریہ تھا۔ محض آپ کی تعلیم سے دوبارہ اسلام میں آیا۔ ڈاکٹر عبدالکیم بیالوی جو مرزا قادیانی کا مخلص مرید تھا اور میں ہزار روپیہ تبلیغ مرزائیت پر صرف کر چکا تھا۔ محض آپ کی تبلیغی مساعی کی بدولت مرزائیت سے جب ہوا۔ آپ سیشن جج بن گیا تھے اور عدالتی معاملات میں اپنی نظر آپ تھے۔ مدارج مجھے آپ کی عادات، اخلاق، فرائض داری، قانون دانی اور طبیعت دیکھ کر آپ پر خوش تھے غالباً ریاست بھری میں کسی افسر پر ایسے خوش نہ ہوں گے۔

ذاتی اور خانہ دانی معاملات تک قاضی صاحب کے سپرد کر دینے ہاتے اور ان کو اندرونی معاملات میں بھی حکم (ٹائٹل) بنالیا جاتا۔ مگر اس اثر و رسوخ کے باوجود آپ نے بھی ذاتی مفاد کا کبھی خیال نہ کیا۔ نہ انعام لیا۔ نہ جاگیر مانگی۔ نہ خطاب کی خواہش کی۔ اور بجز اپنی تنخواہ کے ایک پیسہ تک قبول نہ کیا۔ اگر آپ چاہتے تو لاکھوں کروڑوں کا فائدہ حاصل کر سکتے تھے۔ مگر اپنے مشاہیرہ (مہمان، تنخواہ) پر ہی اکتفاء کیا۔ تنخواہ جو ذاتی ضروریات سے بچتی وہ دواؤں کی پردریش، قیصوں کی خبر گیری اور ناداروں کی تعلیم و ترقی پر خرچ کر دیتے۔

آپ قوی اور اسلامی کاموں میں سب سے بڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اپریل ۱۹۳۰ء میں دوسرے جج پر گئے اور اپنی دعا کے مطابق گناہوں سے پاک ہو کر اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے (إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا إِلَیْہِ رَاجِعُونَ)۔ خاکسار عبدالحمید خادم پر آپ کی خاص نظر عنایت تھی اور میرے ۱۱ صاحب مرحوم سے ایک خاص روحانی تعلق تھا۔ جو صاحب ذوق اور صاحب علم ہیں۔ انکر دادا جان عزم ہو اور ملت باپکے ہیں فاروقی! آپ دو مرتبہ ہمارے قصبہ سوہرہ میں بھی تشریف لائے۔ ہندو پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔ آپ نے اپنی کتب چھاپنے کی ہندو کو اجازت دی۔ اور "تاریخ المشاہیر" ہندو کے کہنے پر لکھی۔ ہم کئی مرتبہ ایک اسٹیج پر اکٹھے ہوئے۔ اور تقریریں کیں۔ ایک وقت ایسا بھی آیا جب کہ آپ الرحمن اہل حدیث و انجیل کے صدر اور =

والوں کو تنگ کرتا۔ غرضیکہ پرلے درجے کا بے دین نکلا۔ جس سے اس کے والد عنایت حسین صاحب کو سخت صدمہ پہنچا۔ "نہ جائے ماندن نہ پائے رفیق"۔ موصوف بیچارے ہر طرح سے پھنس گئے۔ انہوں نے حضرت قاضی صاحب سے التجا کی کہ اللہ کے لیے آپ اس کا کوئی حل نکالیں میں بہت پریشان ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔ وہ آیا۔ تو آپ نے اس پر توجہ کی۔ وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا۔ تو استغفار پڑھنے لگا۔ اور تمام گناہوں سے توبہ کر لی۔ بس ایک ہی صحبت میں اس کی حالت بدل گئی۔ اور وہ نہایت نیک، صالح، دین دار بن گیا۔ اور جی لگا کر کام کرنے لگا۔

### (۲) آپ کی نگاہ کی تاثیر

شاہ نجم الدین کا بیان ہے کہ مجھے تیر بازی کا بڑا شوق تھا۔ چنانچہ شب و روز میرا یہی مشغلہ تھا۔ سب مجھے بہت سمجھاتے۔ مگر کسی کا کماؤ نہ ہوتا، ایک دن والد گرامی مجھے قاضی جی کے پاس لے گئے۔ آپ نے مجھ پر نگاہ ڈالی اور مختصر نصیحت کی جس کے بعد مجھے تیر بازی سے کچھ ایسی نفرت ہو گئی کہ میں نے آتے ہی سب تیر چھوڑ دیئے۔ اور باخبرے توڑ دیئے۔

= ہندو عالم اعلیٰ شاہ ہندو کے جن گئے چنے چند بڑے علماء سے گھرے مراسم تھے ان میں سے ایک آپ ہیں۔ اللہ آپ کے درجات بلند فرمائے۔ (اللہ ان دونوں کے درجات بلند فرمائے۔ آمین۔ عزم ہو ایہ اللہ کو یاد رہے ہو چکے ہیں۔ فاروقی! ہم نے حضرت قاضی منصور پوری رحمہ اللہ صاحب کی جامع سیرت مرتب کر رکھی ہے۔ جو بعض موانعات کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکی (خادم)۔ اثنائیں حضرات آپ کی جملہ تصانیف جو مطبوعہ ہیں دفتر مسلم پبلی کیشنز سوہرہ رگو برنوالہ اسے منکوا سکتے ہیں۔ آپ دفتر سے خط و کتابت کر کے معلومات حاصل کر سکتے۔ (فاروقی)



## (۳) آپ کا جنات میں احترام

ولایت احمد نامی قصاب کی ہمشیرہ کو جن کی شکایت تھی۔ جو کسی سے نہ نکلتا تھا بڑے بڑے عامل آئے۔ مگر کامیابی نہ ہوئی۔ آخر ولایت احمد قاضی جی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلیں۔ شائد آپ کا کمان جانے۔ آپ نے فرمایا کہ میں جنات کا عامل نہیں ہوں۔ مگر خیر تم جاؤ۔ اور اسے میرا سلام کہہ کر یہ پیغام دو۔ "قاضی صاحب کہتے ہیں۔ اب تم چلے جاؤ۔ چنانچہ ولایت احمد نے ایسا ہی کیا۔ اور کہا۔ محترم قاضی محمد سلیمان صاحب کہتے ہیں کہ اب تم چلے جاؤ۔ جن نے کہا کہ قسم کھاؤ کہ انہوں نے یہ کہا ہے۔" اس نے کہا واللہ! انہوں نے یہی کہا ہے۔ جن بولا۔ بہت اچھا لہجے۔ اب جاتا ہوں۔" چنانچہ اس کے بعد وہ جن اس کی ہمشیرہ کو ہمیشہ کے لیے چھوڑ گیا۔ اور اسے مکمل آرام ہو گیا۔ اور دوبارہ کبھی شکایت نہ ہوئی۔

## (۴) آپ کی زبان کی تاثیر

پٹیلہ میں ایک میرخان رنڈی تھی جو غرضہ دراز سے بدکاری کا پیشہ کرتی تھی۔ ایک بار آپ کی خدمت میں تعویذ لینے کے لیے حاضر ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔ تعویذ کا معنی ہے پناہ مانگنا۔ تمہارا تعویذ یہی ہے کہ بدکاری سے پناہ مانگو کہ اس غلط پیشہ سے توبہ کر اور کہیں نکاح کر کے بیٹھ جا۔ آپ کا کہنا تھا کہ وہ متاثر ہو کر اسی وقت تائب ہو گئی۔ اور پھر زندگی کے بقایا تیس سال نہایت زاہدانہ زندگی میں بسر کئے۔

## (۵) آپ کا کشف

شاہ نجم الدین کا بیان ہے کہ ایک بار میں قاضی صاحب کے ساتھ لاہور جا رہا

تھا۔ لاہوری گیٹ کے قریب ایک قبر آئی۔ جس پر آپ ٹھہر گئے۔ اور کہا۔ دیکھو شاہ جی! اس صالح مرد کی قبر سے کس قدر خوشبو آرہی ہے۔

شاہ جی کا بیان ہے کہ میں جو آگے بڑھا تو سچ سچ مجھے بھی نہایت خوشگوار خوشبو آئی۔ اس کے بعد میں بارہا اکیلا وہاں سے گزرا مگر پھر کبھی کسی خوشبو نہیں آئی۔ (یہ شخص ان کی صحبت اور روحانیت کا اثر تھا) شاہ جی کہتے ہیں کہ میں نے اس مرد صالح کا نام پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس کا نام زرداد خان چھان بتایا گیا ہے۔ جو غرضہ دراز سے یہاں مدفون ہے۔

## (۶) آپ کا ایک اور کشف

حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ جب بھی لاہور تشریف لاتے۔ تو مال روڑ پر حیات برادرز کے ہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ میاں فضل کریم بن حاجی حیات محمد مالک فرم کا بیان ہے کہ جس مکان پر آپ ٹھہرا کرتے تھے۔ اس کے قریب ہی ایک خانقاہ تھی۔ جو اجڑی ہوئی تھی۔ ایک دن آپ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی قبر ہے۔ میں نے عرض کیا۔ جی ہاں! آپ نے کہا۔ آج رات (خواب میں) ہمیں بزرگ ملے۔ اور کہا کہ قاضی جی۔ آپ اتنی بار یہاں تشریف لائے۔ مگر ہمیں ایک بار بھی نہیں ملے۔ قاضی صاحب نے پھر فرمایا۔ وہ بہت نیک اور صالح آدمی تھے۔ فلاں جگہ کے رہنے والے تھے۔ ادھر سے گذر رہے تھے۔ کہ انتقال ہو گیا۔ میاں فضل کریم کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد جب میں نے اس کی تحقیق کی تو وہ باتیں ایسی ہی ثابت ہوئیں۔ جو قاضی صاحب نے بیان فرمائی تھیں۔ یہاں تک کہ ان کا نام اور پتہ بھی قاضی

کا قصاب الماریج ہے۔ جسے بدو چشم خود دیکھا ہے۔ ایسی کیفیات کو کشف کہتے ہیں۔ یہ بدو کے اپنے اختیار میں

نہیں ہوتا۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہوتا ہے۔ اور کچھ وقت ہی کیلئے ہوتا ہے۔ اور وہ کام نہیں ہوتا۔

اللہ کشف کا معنی کھانا ظاہر ہونا ہے۔ اللہ کا ہے اپنے بندوں کو کوئی بات دکھانا ہے۔ گاہے درمیان =



صاحب نے بتا دیا تھا۔<sup>(۱)</sup>

(۷) آپ پر عالم بیداری میں انوار کی بارش

حافظ محمد حسن مرحوم لاہوری کا بیان ہے۔ کہ میں ایک بار قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کرامت کی اہمیت کے متعلق کچھ پوچھا۔ آپ نے اس مسئلہ کے مائل و معالیہ یعنی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ صحیح بات تو یہ ہے کہ کرامت اہل اللہ کے نزدیک کچھ وقعت نہیں رکھتی۔ اصل چیز تو تقویٰ اور خشیت الہی ہے۔ پھر تحدیثِ نعمت کے طور پر فرمایا:

کہ ایک دفعہ عالم بیداری میں مجھ پر انوار آسمانی کی بارش ہوئی اور میں ان آنکھوں سے دیکھ رہا تھا کہ اجرام فلکی میرے بدن پر گر رہے ہیں۔ اور ایک طرف سے داخل ہوتے ہیں اور دوسری جانب نکل جاتے ہیں۔ یہ حالت دیکھ کر میں معاً جہدے میں گر پڑا۔ اور دعا مانگی کہ ”الہی! میں ایسی چیزوں کا طالب نہیں ہوں۔ مجھے تو تیری محبت مطلوب ہے۔“ پھر فرمایا۔ حافظ صاحب! میں یہ بات آپ ہی سے کی ہے۔ کسی اور سے ذکر نہ کرنا۔

(۸) آپ کا گیندے شاہ پر اثر

چلیا۔ میں ایک گیندے شاہ نامی مستانہ فقیر تھا۔ جو ہر وقت شراب میں غرق رہتا تھا۔ جاہل لوگوں کا خیال تھا کہ اسے شراب پلانے سے حاجات برآتی ہیں۔ چنانچہ جو

(۱) اس کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) قاضی صاحب کو خواب میں تفصیلات بتادی گئی ہوں۔ (۲) قاضی صاحب فنِ توحید میں اونچا پایہ رکھتے تھے آپ نے تاریکی طور پر وہ حالات معلوم کئے ہوں۔ (۳) وہاں کے کسی واقعہ کا دیکھنے کے حالات بتائے ہوں۔ درجہ قاضی صاحب کوئی علم غیب تھا تو اسی رکھتے تھے۔ (ذاریاتی)

مخلص آتا شراب ہی لے کر اس کے پاس آتا۔ ”ایک بار قاضی جی کا ادھر سے گزر ہوا۔ وہ احترام کے طور اچھ بیٹھا۔ آپ نے فرمایا۔ ”سائیں جی۔ شراب حرام ہے۔ اس سے تائب ہو جائیے۔ اب آپ کے آخری دن ہیں۔“

آپ کی اس نصیحت کا گیندے شاہ پر ایسا اثر ہوا کہ اس نے اسی وقت توبہ کر لی۔ اور تمام شراب پھینک دی۔ پھر جو کوئی شراب لاتا پھینک دیتا اور اسے آئندہ کے لئے منع کر دیتا۔ ”چنانچہ اس واقعہ سے تین دن بعد وہ انتقال کر گیا اور شیرانوالہ گیٹ کے پاس مدفون ہوا۔

(۹) آپ اور ایک مجذوب

قاضی عبدالرحمن صاحب پٹیالوی کا بیان ہے کہ نامیہ میں ایک مستانہ فقیر تھا جو بالکل ٹنگ و ہزنگ رہتا تھا اور مجذوب تھا۔ کسی نے قاضی صاحب سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے جذبہ اصلاح کے تحت اس سے ملنے کا ارادہ کیا اور فرمایا کہ کئی چلیں گے۔ اور اس کے لیے کچھ کھانا بھی لے جائیں گے۔ چنانچہ اگلے روز جب آپ تشریف لے گئے اور ابھی اسٹیشن سے اترے ہی تھے کہ اس نے آپ کو دور سے

(۱) جو چند صورتیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) قاضی صاحب کو خواب میں تفصیلات بتادی گئی ہوں۔ (۲) قاضی صاحب فنِ توحید میں اونچا پایہ رکھتے تھے آپ نے تاریکی طور پر وہ حالات معلوم کئے ہوں۔ (۳) وہاں کے کسی واقعہ کا دیکھنے کے حالات بتائے ہوں۔ درجہ قاضی صاحب کوئی علم غیب تھا تو اسی رکھتے تھے۔ (ذاریاتی)



اپنی طرف آتے دیکھ کر کہنا شروع کیا "پہلے لاؤ پہلے لاؤ۔ ایک بزرگ آ رہا ہے اور مجھے اس سے حیا آتی ہے۔" چنانچہ قاضی جی کے پیچھے سے پہلے ہی اس نے کپڑا اوڑھ لیا۔ جب آپ پہنچے تو نہایت تکبریم سے پیش آیا۔ اور دیر تک آپ سے باتیں کرتا رہا۔ اور آپ کا پیش کردہ کھانا بھی کھایا اور کہا "جو آج کھانے کا مزہ آیا ہے۔ وہ کبھی نہیں آیا" حضرت قاضی صاحب نے اسے لباس پہننے کا کہا۔ اور فرمایا "نگار ہنا گناہ اور خلاف شرع ہے۔ چنانچہ اس نے آئندہ کبھی لباس نہ اتارا۔ اور مہذبانہ زندگی بسر کرنے لگا۔ یعنی حضرت علامہ قاضی محمد سلیمان صاحب کی وجہ سے اس کا رنگ بھی اتر گیا۔ اور رنگ بھی بدل گیا۔

(۱۰) آپ کا ایک اور کشف

مولوی حسین احمد تاجر کتب پشمالہ کا بیان ہے۔ کہ مجھے درد کمر کی شدید شکایت رہتی تھی۔ اور اسی وجہ سے میں نماز باجماعت ادا کرنے سے مجبور تھا کیونکہ اہل حدیث صبح کی نماز میں لمبی قرات کرتے ہیں اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا تھا۔ ایک دن قاضی صاحب کی مسجد میں نماز صبح کے لیے چلا گیا "قاضی صاحب سورہ آل عمران پڑھ رہے تھے۔ دو رکوع پڑھے ہوں گے کہ مجھے کمر درد شروع ہو گیا اور میں نے ارادہ کیا کہ اب نماز چھوڑ دوں مگر قاضی جی نے اللہ اکبر کہا اور رکوع چلے گئے۔ پھر

(۱۱) احمدیہ مس طرح ہر معاملے میں سنت نبوی کو پیش نظر رکھتے ہیں وہی طرح نماز میں سنت کا امتداد کرتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ احمدیہ کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہوتی ہے۔ یہ اس نماز کو نمازی نہیں سمجھتے مگر آپ کے مبارک طریقے کے مطابق ہوتے ہیں۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی نماز میں زیادہ قرات کرتے تھے اس لئے احمدیہ بھی اس نماز میں زیادہ قرات کرتے ہیں۔ اور وہ خوش اور مطمئن ہیں کہ انہیں حضرت سرور عالم ﷺ کی سنت مبارک کی توفیق نصیب ہوئی۔ **فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

دوسری رکعت میں بھی مختصر قیام کیا اور سلام پھیر دیا۔ لوگ حیران ہوئے آج اتنی مختصر قرات کیوں کی کسی نے پوچھا تو آپ نے فرمایا "بھی حضور ﷺ کا حکم ہے۔ مقتدیوں کا لحاظ رکھا جائے۔ مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ تین چار یوم کے بعد پھر ایک دفعہ میں نماز میں شامل ہوا تو ایسا ہی اتفاق ہوا، جب مجھے درد شروع ہوا اور میں جی میں یہ سوچنے لگا کہ نماز چھوڑ دوں یا نہ "تو حضرت قاضی صاحب نے قرات ختم کر دی اور نماز میں اختصار سے کام لیا، قریباً آٹھ مرتبہ آزمایا، حالانکہ میں جماعت میں کسی کے ساتھ بعد میں شریک ہوتا تھا اور حضرت قاضی صاحب نے میری آمد کا کوئی علم نہ ہوتا تھا۔ اس سے میں اندازہ لگایا کہ آپ صاحب کشف ہیں۔"

(۱۱) آپ اور ایک مشرک پیر

ایک بار آپ یوپی کے سفر سے واپس آ رہے تھے کہ آپ کو الہ آباد ریلوے اسٹیشن پر کچھ وقت کے لیے ٹھہرنا پڑا۔ آپ وینٹنگ روم میں تشریف لے گئے۔ وہاں کوئی پیر صاحب بیٹھے تھے جو اپنے مریدوں سے جگہ کر رہے تھے۔ قاضی صاحب نے جب یہ شریک حرکت دیکھی تو منات سے انہیں سمجھایا مگر وہ نہ سمجھے اور الٹا کہنے لگے کہ اچھا کچھ دیکھو یا دیکھاؤ؟ قاضی جی نے کہا کہ تمہیں دکھاؤ کیا دکھانا چاہتے ہو اس نے باہر سے بھی اپنے مرید بلائے اور سب سے کہا کہ مجھے اچھی

(۱۲) یہ بات بھی ہو سکتی ہے کہ اللہ نے آپ کو بذریعہ نظام قادیانہ۔ اور یہ بھی ہو سکتا کہ آپ کو مولوی حسین احمد کی چال کی آواز سے یا ٹھکانے سے یا بعد میں آنے کی علوت سے اندازہ ہو جائے کہ مولوی حسین احمد آپ کے ہیں۔ اب برعکس علم نبوی نماز مختصر کر دینی چاہئے اور آپ مختصر کر دیتے ہوں۔ یعنی کئی احتیاط ہو سکتے ہیں۔ ہر حال کرامات ماننا جائز ہے البتہ ان سے بے جا استدلال نہ کرنا، خصوصاً ایسے استدلال نہ کرنا جو شرک و کفر تک لے جاتے ہوں ممنوع اور حرام ہے۔ (فقار دینی)



طرح مجدد کرو۔ "قاضی جی نے کہا، بس یہی دکھانا تھا؟ اس نے کہا، ہاں۔ قاضی صاحب نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، بس ہاتھوں کا اٹھانا تھا کہ پیر صاحب ڈاڑھ و قنار روئے لگے اور کہنے لگے کہ بس کیجئے میں توبہ کرتا ہوں۔ اور مریدوں سے کہا۔ آئندہ کبھی مجھے مجدد نہ کرنا، مجدد کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے اور وہی جلالت روا اور مشکل کشا ہے (راوی صوفی حبیب الرحمن صاحب کا بیان ہے کہ مجھے ان پیر صاحب کا نام قاضی صاحب نے بتایا تھا۔ افسوس اب یاد نہیں رہا)۔

### (۱۲) آپ کی مومنانہ فراست

پروفیسر محمد ظہور الدین احمد ایم اے، ایل ایل بی، بی ای ایس، جو قاضی صاحب مرحوم کے ارشد تلامذہ میں سے ہیں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار مجھے بدھ ازم کے مطالعہ کا شوق چرایا۔ چنانچہ میں نے ان کی کتابوں کا خوب مطالعہ کیا۔ جن سے میں اتنا متاثر ہوا کہ جی چاہا بدھ مذہب اختیار کر لوں۔ اسی اثنا میں قاضی

(۱) بہت سے بچے مجدد کروا کر خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ یہ مجددے حرام اور شرک کے ذمہ میں آتے ہیں۔ اور واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض بد نصیب لوگ بوجہ مذہب شرک اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ سب ان کا اپنا نقصان ہے۔ کئی دوست کہتے ہیں کہ یہ ہم پر الزام ہے ہم کوئی مجددے نہیں کرتے۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔ مگر افسوس ایسا ہے نہیں۔ یہ لوگ زندوں کو بھی پوستے ہیں اور ان کی قبروں کو بھی۔ میں نے دو بیڑوں کو جو اپنے وقت کے مشہور و معروف تھے چشم خود مجدد کروائے دیکھا۔ اور لوگوں کو بزرگوں کی قبروں پر مجددے کرتے بھی دیکھا۔ یہ کوئی الزام نہیں۔ آپ کسی بڑی قبر جماعت کی شب کو جا کر نگاہ کریں آپ کو ہاتھ باندھ کر موزن کمرے بھی نظر آئیں گے اور مجددے کرتے بھی دکھائی دیں گے۔ اور بھی بہت کچھ کرتے نظر آئیں گے۔ لیکن ہم ان کاموں کو قرآن و سنت کے صریح خلاف سمجھتے ہیں۔ ہم ایسے لوگوں کے لیے دعائیں کر سکتے ہیں۔ (فاروقی)

صاحب کے پاس پہنچا تو آپ نے خود بخود ہی کی بدھ ازم کی حقیقت بیان کرنی شروع کر دی۔ اور علمی اور عقلی رنگ میں اس کے اتنے عیوب بیان کئے۔ کہ میرے دل میں اس سے نفرت پیدا ہو گئی اور وہ تمام شکوک و شبہات بھی رفع ہو گئے جو پیدا ہو گئے تھے۔"

### (۱۳) آپ کی فراست پر ایک اور شہادت

پروفیسر عبدالرحمن صاحب بی، اے علیگ، جو قاضی صاحب کے شاگرد رشید اور عزیز رہے ہیں۔ بیان فرماتے ہیں۔ کہ بارہا ہمارے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ جب کسی مسئلہ کے متعلق ہمارے دل میں شک و شبہ پیدا ہوتا اور ہم اعتراض کرنا چاہتے تو آپ پہلے ہی سے اس کا جواب دے دیتے۔ جس سے ہماری تسلی ہو جاتی۔ چنانچہ اس ضمن میں پروفیسر صاحب نے کئی واقعات بھی بیان کئے۔

### (۱۴) آپ پر القاء

۷۔ جنوری ۱۹۲۱ء کو جب آپ نے حج پہ جانے کے لیے ساراج کو رخصت کی درخواست دی۔ تو وہ ۱۵۔ اپریل تک منظور نہ ہوئی۔ سب کا خیال یہی تھا کہ ساراج

(۱) ہو سکتا ہے قاضی صاحب کو پروفیسر صاحب کے موجودہ مطالعہ کا پہلے سے پتہ ہو۔ اور ہو سکتا ہے قاضی صاحب نے ان کے منہ سے بدھ ازم کی حمایت میں اب یا پہلے کوئی جملہ سنا ہو، مگر پروفیسر صاحب کو اندازہ نہ ہو۔ اور اس طرح جھوٹا کار بٹا ہے۔ اور بات تمہیں تو نہیں رہتی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کسی اور نے قاضی صاحب سے پروفیسر ظہور الدین کے موجودہ دہانے ہوئے نظریات کا قصور است ذکر کیا ہو اور قاضی صاحب پروفیسر صاحب کو سمجھانے کا ارادہ رکھتے ہوں۔ کچھ بھی ہو ہر حال یہ واقعہ حضرت قاضی صاحب کی مومنانہ فراست پر ضرور دلالت کرتا ہے۔ انکا واقعہ بھی اسی طرح کا ہے وہ بھی آپ کی جہل فراست پر دلالت کرتا



آپ کو رخصت نہیں دیں گے۔ کیونکہ اس سال انہیں آپ کی خاص طور پر یہاں ضرورت ہے۔ مگر ۲۵ اپریل کو آپ نے اعلان کر دیا کہ جس جس نے ساتھ چلنا ہو تیار ہو جائے۔ احباب نے پوچھا۔ کیا درخواست منظور ہو گئی ہے؟ اور رخصت مل گئی ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اس کا تو ابھی کوئی پتہ نہیں مگر ہاں یہ پتہ ضرور چل گیا ہے۔ کہ حج کو ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ ۵۳ آدمی آپ کے ساتھ تیار ہوئے۔ جب تیاری ہو چکی اور روانگی کا دن مقرر ہو گیا تو آپ کی رخصت کا باقاعدہ اجازت نامہ بھی آگیا۔<sup>(۱۵)</sup>

### (۱۵) آپ کا ایک کشف

آپ مسجد مکی گراں میں تیس سال تک وعظ کرتے رہے۔ جب ۱۹۳۰ھ میں حج کو روانہ ہونے لگے۔ تو نماز جمعہ کے بعد فرمایا کہ دوستو! میرا آخری جمعہ ہے۔ اگر اس اثناء میں کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو کہہ دے۔ میں اس سے معافی مانگ لوں۔ چنانچہ کئی لوگ بھانپ گئے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اب آپ واپس نہیں آئیں گے۔ لگتا ہے آپ کو کسی اشارہ سے اپنی وفات کا علم ہو چکا ہے۔<sup>(۱۶)</sup> چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واپسی پر آپ جمادی میں انتقال فرما گئے اور اشارہ کیوں نہ ہوتا۔ جب کہ آپ کی دلی دعا یہ تھی:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ شَهِادَةً فِيْ سَبِيْلِكَ وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْ بَلَدٍ حَبِيْبِكَ۔ "اے

(۱۵) ایسا اشارہ خواب میں بھی ہو سکتا ہے اور بصورت احوال و السلام بیداری میں بھی۔ یا مدارج نے کسی غلط فہمی میں پوری یا نیم رضامندی کا اشارہ کر دیا ہو۔

(۱۶) کئی مرتبہ خواب میں بھی بڑے واضح اور سچ اشارے ہو جاتے ہیں کہ آدمی دھمک رہا ہے۔ ہمارے ہاں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ رہے اولیائے کرام ان کا تو مقام ہی کافی بلند ہوتا ہے۔ (قاری دہلی)

اللہ! مجھے اپنی راہ کی شہادت عطا فرما۔ اور میری وفات مدینہ منورہ میں فرما" مطلب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو منظور فرما کر آپ کو القاء کر دیا ہو۔

### (۱۶) آپ کی پیش گوئی

جب آپ حج کو جا رہے تھے۔ تو فرمایا۔ کہ عبدالعزیز کے حوالہ انشاء اللہ لڑکا پیدا ہو گا (یعنی اپنا پوتا) اس کا نام معزالدین حسن رکھنا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

### (۱۷) امام مسجد نبوی کا خواب

جب آپ حج پر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچے۔ تو مسجد نبوی کے امام آپ کی مدارات کرنے لگے۔ ایک دن آپ جواٹھے۔ تو امام صاحب جوتیاں سیدھی کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا۔ شیخ محترم! یہ کیا؟ تو امام صاحب نے کہا۔ کہ مجھے خواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے۔ "کہ سلیمان ہمارا مہمان ہے۔ اس کی مدارات میں کمی نہ اٹھا رکھی جائے۔"

### (۱۸) آپ کا مقام بلند

خلیفہ ہدایت اللہ مہنجر "رحمتہ للعالمین" کا بیان ہے۔ کہ میرے پاس برہان بنگال بہاولپور وغیرہ سے کئی ایسے خطوط آئے ہیں جن میں یہ منقول ہے۔ کہ قاضی صاحب کتاب "رحمتہ للعالمین" بھیج دیجئے۔ کیونکہ ہمیں خواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ "رحمتہ للعالمین" جو قاضی محمد سلیمان نے لکھی ہے پڑھا کرو۔

### (۱۹) آپ کا مرزا کو کامیاب چیلنج

مرزا محمد حسین صاحب سکندر راہبوں کا بیان ہے۔ کہ ۱۸۸۱ھ میں قاضی صاحب



نے جب مرزا قادیانی کی تردید میں رسالہ ”غایۃ المرام“ شائع کیا۔ تو کسی نے آپ سے پوچھا۔ کہ آپ نے یہ رسالہ کیونکر لکھا۔ جواب فرمایا۔ کہ ایک روز جمعہ کے بعد مجھے اتفاق ہوا۔ کہ مرزا جی کے متعلق ایک کتاب لکھوں۔ چنانچہ اس کا مضمون بھی مجھے بتا دیا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا۔ کہ اس کا جواب کوئی نہ دے سکے گا۔ اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا۔ کہ لو میں اب دعویٰ سے کستا ہوں۔ کہ مرزا قادیانی حج نہیں کر سکے گا۔ اور یہی اس کی بطلان و کذب کی دلیل ہے۔ چنانچہ ”غایۃ المرام“ میں بھی یہ اعلان ہوا۔ اور اس کے بعد مرزا قادیانی کئی سال تک زندہ رہا۔ مگر نہ اس رسالہ کا جواب لکھ سکا۔ نہ حج کو چاہ سکا۔

(۲۰) ایک مریض کو قاضی صاحب کی ہدایت

عبدالکریم آپ کا ایک دوست تھے۔ جو روانہ میں رہتے تھے۔ وہ بیمار ہو گئے۔ اور بست سخت بیمار ہوئے۔ آپ عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ فرمایا۔ دواؤں پر روپیہ ضائع نہ کرو۔ سب دوائی چھوڑ دو۔ اور صرف پلاؤ کھایا کرو۔ چنانچہ اس نے تمام حکیموں اور ڈاکٹروں کا علاج چھوڑ دیا۔ انہوں نے کہا کہ پلاؤ تمہارے لیے مفید نہیں۔ مگر اس نے کہا کہ قاضی صاحب کا ارشاد بلاوجہ نہیں۔ چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں وہ رو بخشت ہوئے لگا۔ اور پھر اچھا بھلا ہو گیا۔

۱۱۱۱۔ رسالہ مولانا محمد امجد اللہ صاحب مصنف "تحفۃ المسلمین" نے لکھا۔ تو خود بخود فرمایا کہ یہ رسالہ قاضی سلیمان صاحب نے نہیں لکھا۔ بلکہ اجتہاد نے لکھا ہوا ہے۔ اس لیے ان سے کہہ دینا کہ اس پر ہزواں نہ ہوں۔ اس رسالہ کے مطالعہ سے کئی لوگ مرزائیت سے تائب ہو چکے ہیں اور اس کا دوسرا حصہ تائید الاسلام بھی چھپ چکا ہے۔ جو نہایت مفید اور قابل دید ہے۔

(۲۱) آپ کا پر تاثير وعظ

راجپوتوں کے ہاں نکاح بیوگان کو نہایت معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اور وہ اسے اپنی عزت اور آن کے خلاف سمجھتے تھے۔ اور کسی صورت بھی اپنی بیوہ بیٹی یا بہو کے نکاح ثانی پر آمادہ نہ ہوتے تھے۔ آپ ایک بار ان کی بہتی بزرگ ریاست نامبھہ میں تشریف لے گئے۔ اور منشی محمد چراغ خان سررشتہ دار وغیرہ چند راجپوتوں کو جمع کر کے نکاح بیوگان کی تلقین کرنے لگے۔ ابھی آپ نے چند ہی جملے ارشاد فرمائے تھے۔ کہ سب نے اپنی رضامندی اور آمادگی کا اعلان کر دیا۔ اور اسی دن ہی ان کے ہاں سے یہ خلاف شرع رواج مٹ گیا۔ حالانکہ یہ پیشہا پشت سے برابر چلا آ رہا تھا۔

(۲۲) آپ یکر محفوظ رہے

سید عبدالرزاق صاحب کربانی کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ ہولی کا دربار تھا۔ میں قاضی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ دربار میں جانے کے لیے تیار تھے (ریاست کے درباروں میں تمام افسروں کی حاضری حکماً ہوتی تھی۔ اس لیے قاضی جی کا بھی جانا ضروری تھا) آپ سر سے پاؤں تک سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ میں حیران تھا کہ قاضی جی کے کپڑے کیونکر بچیں گے کیونکہ ہولی کے موقع پر دربار میں اہل کار اور امراء آپس میں خوب رنگ دلیاں کرتے ہیں۔ اور راستہ میں بھی ہندو لوگ کوٹھوں پر سے راہ پھلتوں پر رنگین پانی پھیلتے ہیں۔ اور اس قدر بیودگی کا مظاہرہ ہوتا ہے کہ کوئی شریف آدمی گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ مگر جب قاضی صاحب دربار سے فارغ ہو کر واپس آئے۔ تو آپ کے کپڑوں پر رنگ کا چھینٹا تک نہ پڑا تھا۔ میں نے سوال کیا۔ کیا جناب آج دربار میں نہیں گئے؟ آپ نے فرمایا تمہی تھا۔ اور کیونکر نہ جاتا؟ جبکہ وہاں حاضری دینی پڑتی ہے۔ میں نے پوچھا۔ پھر کیا دربار میں ہولی نہیں کھیلی گئی؟ آپ نے فرمایا۔ کھیلی گئی اور خوب کھیلی گئی۔ میں نے کہا پھر آپ



پر رنگ کا کوئی پھینٹا کیوں نہیں پڑا؟ آپ نے فرمایا دیکھ اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے اس نے بچا لیا۔ "ورنہ وہاں تو اودھم مچا ہوا تھا کہ بچنا محال اور ناممکن تھا۔" (۱)



## کرامات حضرت مولانا عبد اللہ صاحب غزنوی

### (۱) آپ کا روحانی مقام

آپ فرماتے تھے کہ کابل میں جب حکومت نے مجھے مورد عتاب سمجھا اور سو درے مارنے کا حکم دیا۔ تو بھی کا خیال یہ تھا کہ اب میں نہیں بچ سکوں گا۔ چنانچہ

(۱) آپ کا اصل نام محمد اعظم بن محمد شریف تھا۔ مگر آپ نے اپنا نام عبد اللہ رکھا۔ اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔ آپ کو آنحضرت ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ عبد اللہ اور عبد الرحمن سب سے بہتر نام ہیں۔ (غاروقی) آپ قلعہ ہماور خیل میں پیدا ہوئے اور موضع گہرو نواح غزنی میں رہے جو آپ کا اصل گاؤں ہے۔ آپ کے دادا اور پردادا کابل دلی تھے۔ گویا ولایت آپ کو دہلی میں ملی۔ جب علم پڑھا اور کتاب و سنت سے شناسائی ہوئی۔ تو فوراً عامل باللہ ریٹ ہو گئے۔ آمین اور دفع الیدین کلمہ کھانے لگے۔ جس کی وجہ سے آپ کو بڑی بڑی آٹھ فیض پہنچیں۔ قیدیوں کا نہیں۔ درے کھائے۔ جلاد ملے ہوئے۔ اور پانا آخر ہجرت کر کے امرتسر آ گئے۔ اور ربیع الاول ۱۲۹۸ھ میں واصل تہی ہو کر میمنہ دفن ہوئے۔ آپ سے ہزار ہا لوگوں نے روحانی فیض پایا اور آپ کی اولاد سے ایسا علم کا چشمہ جاری ہوا جس کی نظیر اور کسی خاندان میں نہیں ملتی۔ آپ سے بے شمار تراشیں صادر ہوئیں جو زبان ذوق خاص و عام ہیں۔ کیونکہ آپ کی ولایت دہلی میں کسی کو بھی شک نہیں۔ اس لیے ہم نے ان کی زیادہ کرامات درج نہیں کیں۔ صرف بطور نمونہ ایک دو لکھ دی ہیں۔ آپ کے صاحبزادوں میں مولانا عبد الباقی صاحب مرحوم بھی صاحب کشف و کرامات تھے۔ جن سے بیسیوں تھیں تھیں صادر ہوئیں۔ آپ مستجاب الدعوات بھی تھے۔ اور آپ کے شاگردوں میں سے بھی بیسیوں ولی اللہ تھے۔

(۱) یعنی جس پر رب کی رحمت کا پھینٹا پڑا ہے اس پر رحمت کا پھینٹا نہیں پڑ سکتا۔ (غاروقی)

(۲) قاضی صاحب دہلی میں جاتے تھے مگر الگ بنے کر اپنے تصنیفی و کالمی کاموں میں مصروف رہتے تھے۔ آپ نہ ان کی رحمت میں شریک ہوتے تھے نہ کوئی الجھتی رکھتے تھے۔ بلکہ اپنے کام میں لگے رہتے تھے۔ آپ باہلی مانخواستہ جاتے تھے۔ اور اس تاک میں رہتے تھے کہ جب کوئی موقع ملے انہیں کوئی نصیحت کروں۔ چنانچہ وہ لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔ اور آپ کی بات کو بلا سے غور سے سنتے تھے۔ اس طرح قاضی صاحب علمی کاموں کے علاوہ مصلح انسانیہ کا فریضہ بھی ادا کرتے۔ (غاروقی)



تین آدمی یکے بعد دیگرے درے لگاتے تھے۔ جب ایک تھک جاتا تو دوسرا آ جاتا۔ دیکھتے والوں کو ترس آ رہا تھا مگر مارنے والوں کو ترس نہ آتا تھا۔ وہ سنگدل اپنی پوری قوت سے مارتے تھے۔ مگر مجھے یہ بھی پتہ نہ چلا کہ مجھے مار رہے ہیں یا کسی اور کو۔ یعنی اللہ نے ایسی قوت برداشت دے دی کہ مجھے ذرہ بھی تکلیف نہ ہوئی۔ پھر آپ نے یہ حدیث پڑھی **مَا يَجِدُ الشَّهِيدُ مِنْ مَسِّ الْقَتْلِ إِلَّا كَمَا يَجِدُ أَحَدُكُمْ مِنْ مَسِّ الْقَرْصَةِ** ”یعنی شہید کو شہادت کے وقت اتنا درد بھی نہیں ہوتا جتنا تم میں سے کسی کو چوئی کے کاٹنے پر ہوتا ہے“۔

### (۲) آپ کی مجلی روحانیت

مولانا غلام رسول صاحب قلعہ میاں سنگھ کا بیان ہے۔ کہ ایک بار کسی امیر نے آپ کے پاس کچھ میوے بطور تحفہ بھیجے۔ تو آپ کو دور ہی سے بدبو آنے لگی۔ بظاہر چونکہ تحفہ کا رد کرنا جائز نہ تھا اسلئے آپ نے واپس نہ کئے اور گھر میں گڑھا کھود کر دفن کر دیئے۔ راوی کہتا ہے کہ آپ کی روحانی قوت اور باطن کی صفائی کا یہ حال تھا کہ آپ کو حلال اور حرام مال میں فوراً تمیز ہو جاتی تھی۔ اور آپ حرام مال سے بچ جایا کرتے تھے۔ یہ منزل بہت اونچی ہے، یہ خواص میں بھی کسی کسی کو نصیب ہوتی ہے۔

### (۳) آپ کی لاشانی کرامت

مولانا عبد اللہ المعروف غلام نبی الربانی سوہدروی ”کا بیان ہے کہ ایک بار ایک

(۱) صاحب مجددی راقم مہد المجید غلام کے جدا مجدد (۱۱۱۱) ہیں۔ جو مئی ۱۹۳۰ء کو واصل حق ہو چکے ہیں۔  
اللہم ارحمہ۔ سوہدرو میں آپ ہی نے توحید و ملت کا نچوڑا اور بزرگ بالوکوں کو فیض یاب کیا۔ حضرت جی میر حیدر صاحب و ذریہ آپادی اور حضرت مولانا عبد اللہ صاحب غزنوی سے روحانی فیض پایا اور بہت ہی جلد ترقی کی۔ آپ کے حالات کے لیے ”تذکرہ بزرگان بلوچی سوہدرو کا مطالعہ فرمائیے۔ جس میں آپ کی چھ ہفتوں کا بڑا مصلوحت (افراد) ذکر ہے۔ یہ کتاب بڑی خواصورت چھپی ہے اور پڑھنے کی جگہ ہے۔ (غادر حق)

شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ حضور! میں نے مجاہدین کو ایک چٹھی بھیجی تھی۔ جو راستہ میں پکڑ لی گئی۔ چونکہ میں سرکاری ملازم ہوں۔ اور وہ چٹھی میرے افسروں کے پاس پہنچ گئی ہے۔ اس لیے اب مجھ پر مقدمہ چلے گا۔ اور نہ صرف مجھے ملازمت ہی سے برطرف کر دیا جائے گا بلکہ سخت سزا دی جائے گی۔ اللہ سے دعا کیجئے کہ اللہ مجھے اس مصیبت سے بچالے۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ میرے سامنے حضرت مولانا عبد اللہ غزنوی نے مراقبہ کیا۔ اور کچھ غرصہ کے بعد سر اٹھایا۔ اور اپنی بغل سے وہ چٹھی نکال کر اس شخص کو دی۔ اور پوچھا کہ کیا یہی ہے؟ اس نے چونک کر کہا۔ ہاں حضور یہی ہے، جس کی بناء پر مقدمہ چل سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا، اسے جلا دو۔ اب مقدمہ نہیں چل سکے گا۔ چنانچہ جب مقدمہ پیش ہوا اور وہ افسر میری چٹھی پیش نہ کر سکا۔ تو مجھے باعزت بری کر دیا گیا۔

### (۴) درو دیوار سے ذکر کی آواز

آپ بڑے عابد و ذاکر تھے۔ آپ جب کبھی گوشہ رشتائی میں بیٹھ کر یاد الہی کرتے۔ تو آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ جب آپ ذکر کرتے تو آپ کے ساتھ کمرے کے درو دیوار بھی ذکر کرتے۔ اور ایسا دو ایک بار نہیں ہوا۔ اکثر ہوا۔

### (۵) نماز کی کیفیت

آپ جب نماز ادا کرتے تو دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو جاتے اور آپ خشوع و خضوع کی انتہائی منزل پر ہوتے۔ اور یوں لگتا جیسے آپ رب سے باتیں کر رہے ہوں۔ ایک مرتبہ آپ کے پاؤں میں کوئی پھوڑا ہو گیا۔ جس کا آپ پریشان ہونا تھا مگر وہ نہیں کرواتے تھے، ایک مرتبہ جب آپ نماز نفل میں تھے تو آپ کا آپریشن کروادیا



گیا۔ مواد نکال کر اوپر پتی باندھ دی گئی اور اس پوری کاروائی کی آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔<sup>(۱)</sup>



## کرامات حضرت مولانا محمد سلیمان روٹوی<sup>(۱)</sup>

### (۱) آپ کی روحانی تاثیر

آپ کے ایک دوست کا لڑکا نظام الدین نامی بد چلن ہو گیا۔ اور سارا وقت گانے

(۱) آپ حضرت مولانا امام عبد الجبار صاحب غزنوی بن حضرت مولانا عبد اللہ صاحب غزنوی کے مریدین میں سے تھے۔ روزی طبع ہزار میں رہتے تھے۔ اسی (۸۰) سال سے زائد عمر پائی۔ نہایت رقتیں انقلاب 'پارسا' شب زندہ دار، قمع سنت بزرگ تھے۔ پاس بیٹھے والوں پر اتنا اثر ہوتا تھا کہ خشیت الہی ظاہری ہو جاتی تھی۔ راقم الحروف کو جب زیارت کا موقع ملا تو جماعت کے موجودہ بزرگوں میں سے بس آپ ہی پہ نگاہ ٹھہری تھی۔ بڑے مسکین طبع، محب خدا، عاشق رسول، متقی، واقع ہوئے تھے۔ پہلے پہل جب بدعت کی تردید اور سنت کی اشاعت شروع کی تو بہت کام کیا۔ اور آخر عمر میں مجتہدِ اہل حق کے اور کوئی تبلیغی کام نہیں کر سکے۔ ماہم اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ کے صاحبزادے مولوی حکیم عبد اللہ صاحب جو بجائے خود طبعی لائق میں شہرہ آفاق ہیں، تبلیغی میدان میں بھی آپ کے بہترین جانشین ثابت ہوئے ہیں۔ مولوی حکیم عبد اللہ صاحب بھی صوفی منش بزرگ ہیں۔ خدا کرے کہ جماعت کو آپ سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کا موقع مل سکے۔ آپ نے پنجابی نظم میں کئی ایک کتابیں لکھی ہیں جو نہایت پر سوز ہیں۔ آپ ہمارے بڑے اچھے دوست ہیں (خادم)۔

(لیکن غرض ہوا آپ بھی اس دنیا کے ثانی سے عالم جاودانی کو مددگار رکھے۔ آپ لائق 'ذہین' مبلغ العقیدہ اور اعلیٰ پائے کے حکیم تھے۔ ملک و قوم نے آپ سے بہت استفادہ کیا اللہ تعالیٰ انھیں جزا دے اور خشتہ افارونی)

(۱) یہ دونوں کرامات نمبر ۵۵ ہیں۔ معلوم تھیں اس لیے یہ بھی ہم نے کتاب میں آپ کے بیان میں شامل کر دی ہیں۔ (افارونی)



بجائے 'ناپنے' کودنے میں گزارنے لگا۔ ماں باپ اور سارے رشتہ دار سمجھا بھگا کر تھک گئے۔ مگر وہ نہ مانا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کہ عیاش طبع انسانوں کی اصلاح بہت مشکل ہوتی ہے۔ اس کا باپ آپ کے پاس آیا۔ اور بیٹے کی حالت بیان کر کے رو دیا۔ آپ نے فرمایا۔ فکر نہ کرو۔ اللہ نے چاہا تو ٹھیک ہو جائے گا۔ ایک دن نظام الدین اتفاقاً مولوی صاحب کے پاس سے گزرا۔ آپ نے اسے پکڑ لیا۔ بس پکڑنا ہی تھا کہ اس کی کیفیت بدل گئی۔ وہ زار و قطار روتا تھا۔ اور اپنے گناہوں سے تائب ہو رہا تھا۔ چنانچہ وہی نظام الدین بہت بڑا متقی اور پارہ سار بن گیا۔

### (۲) آپ کا رویائے صادقہ

ایک روز علی الصبح آپ فرمانے لگے کہ لو بھائی آج ہمارے پیر مرشد (مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی) بہشت میں پہنچ گئے ہیں۔ میں نے رات ان کو بہشت میں دیکھا ہے۔ اور یہ مصرعہ سنا ہے 'جو میری زبان پر جاری ہو گیا ہے۔ اور آپ وہ شعر بار بار پڑھنے لگے۔ ع

لے ادبیلی، اللہ بیلی، ساڑے ہوئے چلانے

"یعنی اسے دوست! خدا حافظ ہم تو جا رہے ہیں۔" سب حیران تھے۔ کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ چنانچہ بعد میں جو اطلاعات آئیں۔ ان سے معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت اور اسی دن امام عبد الجبار صاحب کا انتقال ہوا تھا جس دن مولوی صاحب نے علی الصبح ہم سے یہ کہا تھا۔"

۱۱) دیکھا آپ نے؟ کس قدر صحیح خواب ہے۔ لیکن یہ صحیح خواب اسی کو آتے ہیں جس کی روح علی و مستفی

ہو۔ حدیث میں آیا ہے چار خواب نبوت کا چاہے سو ان صحیح ہے۔ (فاروقی)

### (۳) آپ کا کشف

تحفیل سرمہ میں ایک بڑے بڑے رئیس اور نواب تھے ان کی صاحبزادی بیمار ہو گئی۔ کئی علاج کئے، مگر اتفاقاً نہ ہوا۔ انہوں نے چاہا کہ مولوی صاحب کو بلایا جائے۔ وہ دم کریں گے تو شفا ہو جائے گی۔ چنانچہ آپ کی طرف آدمی بھیجا گیا۔ آپ جلنے کے لیے تیار ہوئے۔ سواری منگائی گئی کہ معاً آپ نے فرمایا 'اب جانا فضول ہے۔ لوہی کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ چنانچہ آدمی واپس گیا۔ تو معلوم ہوا کہ ٹھیک اسی وقت جب مولوی صاحب نے فرمایا تھا۔ اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔"

### (۴) آپ کا ایک اور کشف

مولوی عبد اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دن میرے دل میں ایک بزرگ کے ملنے کا خیال پیدا ہوا۔ اور جی چاہا کہ کچھ دن ان کے پاس جا کر ٹھہروں اور فیض حاصل کروں۔ ابھی یہ میرے جی ہی میں تھا۔ اور میں نے کسی سے اس کا تذکرہ نہیں کیا تھا۔ کہ مولوی صاحب سامنے سے آگئے۔ اور آتے ہی فرمایا کہ ذرا سوچ سمجھ کر جانا۔ آج کل دوکاندار زیادہ ہیں۔ اللہ والے بہت کم ہیں۔ چنانچہ بعد میں معلوم ہوا کہ واقعی وہ دکان دار ہی تھا۔"

(۱) یہ القاء تھا علمِ فیض نہیں تھا۔ القاء سے مراد کوئی ایسی بات ہے جو اللہ کی طرف سے دل میں ڈال دی جاتی ہو۔ اس میں اپنا دخل اور اپنی کوشش کا فرق نہیں ہوتا۔ (فاروقی)

(۲) ہو سکتا ہے اس نے کسی تیسرے آدمی سے یہ ذکر کیا ہو اور یہ بات براہِ راست یا کسی کے ذریعے مولوی صاحب تک پہنچ گئی ہو۔ اور مولوی صاحب نے اس کے سوچنے کے انداز سے وہ بات کر دی ہو یہ نہیں کہ مولوی صاحب عالمِ الغیب تھے۔ جب قرآنی فیصلے کے بموجب کائنات کے بچہ دار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی عالمِ الغیب میں تھے تو اولیاءِ عالمِ الغیب کیسے ہو سکتے ہیں؟ ایسے واقعات سن کر ناگہی سے عقیدہ و توحید کو متزلزل نہیں ہونے دینا چاہیے۔ کرامات و اوقات میں مختلف صورتیں اور احتمالات ہوتے ہیں اور ہو سکتے ہیں مگر قرآن و سنت کے اصول و تعلیم میں اور اس کے بیان کردہ عقائد میں کوئی اختلاف یا ٹکنا یا

مکمل کشف نہیں ہو سکتی۔ (فاروقی)



## حصہ دوم

۶

## کرامات مولانا محی الدین لکھوی

(۱) ایک زندہ کرامت

اللہ تعالیٰ نے لکھوی خاندان کو بڑا رتبہ دیا۔ ان کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ ان کی زندہ کرامت عظیم مدرسہ جامعہ محمدیہ اوکاڑہ ہے جس سے ہزاروں طلبہ فیض یاب ہو کر دینی خدمات بجالا رہے ہیں۔ اس طرح وہ مذہب و ملت اور مسلک توحید و سنت کا نام روشن کر رہے ہیں۔ جامعہ اوکاڑہ کا شمار ملک کے بہترین مدارس میں ہوتا ہے۔

(۲) دعا کی قبولیت

یہ سب بزرگ مستجاب الدعوات تھے خصوصاً حضرت مولانا حافظ محمد حضرت مولانا عبدالرحمن اور حضرت مولانا محی الدین (برادر اکبر مولانا معین الدین لکھوی) کا روحانی رتبہ کافی بلند تھا۔ فی الوقت مولانا معین الدین لکھوی بھی اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ اور اپنے اصناف کی عمدہ جانشینی کر رہے ہیں اللہ کرے یہ سلسلہ جاری رہے۔ آپ رب تعالیٰ سے جب عجز و الخاج کے ساتھ دعا کرتے تو ایک اور ہی سماں ہوتا۔ آپ جو دعا کرتے اللہ تعالیٰ وہ پوری فرما دیتا۔ آپ کی دعا سے بہت سے بے اولاد

لوگوں کو رب نے اولاد دے دی۔ بہت سے مصیبت میں پھنسنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے سائل مراد تک پہنچا دیا۔ آپ سنت کے اس شدت سے پابند تھے کہ اس کی مثال کم ہی ملے گی۔

(۳) دم کی برکت

یہاں سوہدرے ہماری حویلی میں جنات کی شکایت تھی۔ آپ کو بلایا گیا۔ آپ نے دو دن سوہدرے ہمارے ہاں قیام فرمایا دم کیا۔ پانی دم کر کے چھڑکا۔ اس کے بعد کوئی شکایت نہ رہی۔ لوگوں نے بھی مختلف تکالیف کے لیے دم کروایا، بفضلہ سب کو آرام آگیا۔

فرائض تو فرائض رہے آپ نے زندگی میں کوئی نقلی نماز تہجد اشراق تک نہ جانے دی۔ ہر دم ذکر الہی میں مگن رہتے تھے۔ قرآن بہت سوز سے پڑھتے تھے۔ تقریر کا ایک خاص انداز تھا۔ جس کا الگ ہی سماں ہوتا تھا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَہٗ

۷

## کرامات حافظ عبداللہ محدث روپڑی

(۱) آپ میں کشش و جاذبیت

آپ روپڑ (ہندوستان) میں تھے تو وہاں آپ کے ہزاروں شاگرد تھے۔ اور جب تقسیم ملک پر پاکستان تشریف لائے تو پھر بھی ہزاروں شاگرد تھے۔ آپ کی خدمت میں علماء اور طلباء کا ٹھکانا رہتا۔ آپ بے سروسامانی کے عالم میں پاکستان تشریف لائے۔ مگر رب تعالیٰ نے آپ کی وہ دہشگیری فرمائی کہ مرکز کے طور پر آپ کو چوک والگراں جیسی بہترین اور کشادہ ترین جگہ عطا فرمائی۔ آپ کی مسجد میں جمعہ اور نمازوں میں اتنا رُش ہوتا کہ حیرت ہوتی تھی۔ اور آپ کے فیض تربیت نے آپ



کے بھتیجوں حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی کو وہ مقام بخشا کہ سبحان اللہ! برصغیر پاک و ہند میں ان کا طوطی بولتا تھا۔ آپ کی اعجاز آفریں پر تاثیر نگاہ نے بہت سے لوگوں کو شرک و بدعت کے خارستان سے نکال کر توحید و سنت کے چمنستان میں لاکھڑا کیا۔ ہندو، سکھ، عیسائی سب آپ کی تکریم کرتے اور آپ کے علم و فضل کا لوہا مانتے تھے۔ آپ کا قلوبی بہت مقبول ہے اور عام ملتا ہے جو آپ کی وسعت اور رسوخ فی العلم کا پتہ دیتا ہے۔

### (۲) آپ کا تقویٰ و للہیت

آپ ہر وقت اللہ سے ڈرتے تھے۔ آپ کی زبان ہمہ وقت ذکر الہی سے تر رہتی تھی۔ آپ زندگی بھر قرآن و حدیث پڑھتے اور پڑھاتے رہے۔ ہر بات میں ہمیشہ سنت کا خیال رکھتے۔ ہر وقت با وضوء رہتے۔ پوری زندگی بغیر تکبیر تحریمہ کے نماز ادا نہیں کی اور یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ باقاعدگی سے تہجد، اشراق اور عام نوافل ادا کرتے۔ روزانہ کئی کئی پارے تلاوت قرآن کرتے۔ چوبیس گھنٹے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے محبت میں سرشار رہتے۔ مشکوک کھانا نہ کھاتے۔ لوگوں کے پاس نہ جاتے۔ لوگوں کو ہمیشہ قرآن و سنت کی تلقین فرماتے تھے۔ قرآن و سنت سے باہر جاتے نہ کسی کو جانے دیتے۔ اکثر دوسروں کو بھی تقویٰ و للہیت کی تلقین کرتے۔ غرض تقویٰ اور پرہیزگاری آپ میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اعلیٰ اللہ تعالیٰ شفاعت

### (۳) قرآن سے شغف

حضرت محدث روپڑی رحمہ اللہ کے علم و تقویٰ اور شغف بالقرآن والہدیت کا آپ کے خاندان پر بڑا اثر ہوا۔ اتنا ہوا کہ آپ کے خاندان میں دو چار نہیں بیسیوں لڑکے اور لڑکیاں حافظ قرآن ہوئے۔ بلکہ یوں کہنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کہ شاید ہی

کوئی لڑکایا لڑکی ایسی ہو جو حافظ قرآن نہ ہو۔ جسے دیکھو وہی قرآن کا حافظ ہے۔ برصغیر میں شاید ہی کوئی خاندان ایسا ہو جس میں اتنی تعداد میں قرآن کے حافظ ہوں۔  
وَذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ



### کرامات امام سید عبدالجبار غزنوی

#### (۱) روحانی قوت

آپ کا علمی و روحانی پایہ بہت بلند تھا۔ بڑے گداز سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔ دور دور سے لوگ نماز فجر آپ کی اقتداء میں ادا کرنے کو اپنی روحانی تسکین کا باعث سمجھتے تھے۔ لوگ آپ کی زیارت کرنے اور مجلس اختیار کرنے کو بڑی خوش فہمی جانتے تھے۔ آپ کے بیان میں بلا کی تاثیر ہوتی تھی۔ جسے سن کر سامعین کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے اور آنکھیں پر نم ہو جاتیں۔ آپ کی نگاہ میں بے پناہ روحانی جلال تھا۔ بقول حضرت محدث گوئد لوی جب آپ پر روحانی کیف طاری ہوتا تو سانسے سے گزرنا آسان نہ ہوتا۔۔۔۔۔ آپ سے متعدد کرامات منسوب ہیں۔ یہاں نمونہ دو ایک کرامتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:-

#### (۲) دم اور دعا کی تاثیر

شیخوپورہ ضلع کا ایک مشہور بڑا گاؤں فیروزہ ٹوٹاں ہے وہاں کے ایک شخص کی نامتیں بوجہ پولیو ناکارہ ہو گئیں۔ اس کی بنا پر وہ چلنے پھرنے سے رہ گیا۔ گھر والے بہت متفکر اور پریشان ہوئے۔ ایک مرتبہ حضرت المحترم مولانا عبدالجبار غزنوی رحمہ اللہ کا اوصاف سے گزر ہوا۔ ان لوگوں نے آپ کی خدمت میں دم اور دعا کی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے دم کیا۔ اور ٹانگوں پر ہاتھ پھیرتے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ



میں بڑے الخراج سے دعا کی۔ گاؤں والوں کا بیان ہے کہ اگلے ہی روز سے وہ مریض صحت مند ہونا شروع ہو گیا۔ اور چند ہی دنوں میں بالکل بھلا چکا ہو گیا۔ اور کئی عرصہ زندہ رہا۔ اور معمول کے مطابق سارے کام کرتا رہا۔ یہ واقعہ پورے علاقے میں مشہور ہو گیا۔

(۳) دیدار پیغمبر ﷺ

مولوی عبدالکریم فیروز آبادی کا بیان ہے کہ میں نے ایک بار حضرت امام عبدالجبار غزنوی صاحب سے پوچھا۔ حضرت! کیا آپ کو خواب میں کبھی آنحضرت ﷺ کی زیارت بھی ہوئی ہے؟ فرمایا۔ کیا پوچھتے ہو؟ واللہ! اگر کسی ہفتے یہ نعمت عظمیٰ نصیب نہ ہو تو میں بے قرار ہو جاتا ہوں یہ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ مجھے ہفتے میں ایک بار ضرور خواب میں آنحضرت فداہ ابی دای رضی اللہ عنہ کی زیارت نصیب ہو جاتی ہے۔ قَالَ حَمْدُ اللَّهِ عَلَى ذَٰلِكَ

۹

## کرامات مولانا سید داؤد غزنوی

(۱) آپ کی بابرکت مجلس

آپ کے مقام و مرتبہ سے کون آگاہ نہیں؟ آپ جس مجلس میں ہوتے اس کو چار چاند لگ جاتے۔ آپ کی مجلس بڑے ادب و احترام اور وقار کی آئینہ دار ہوتی اور اس میں یادہ گوئی کی کسی کو جرات نہ ہوتی۔ آپ کی مجلس اقبال مرحوم کے اس شعر کی آئینہ دار ہوتی۔

خوش اسے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا  
ادب پسند قہینہ ہے محبت کے قہیوں میں

اور وہاں بیٹھے لوگوں کو ایک روحانی کیف و سرور حاصل ہوتا۔ آپ کی مجلس بابرکت سے اٹھ کر وہ کیفیت پیدا نہ ہوتی۔

(۲) دودمان غزنوی کا روشن ستارا

آپ دودمان غزنوی کے روشن ستارے تھے۔ آپ جس محفل یا جلسہ میں تشریف لے جاتے اس کی شان و شوکت بڑھ جاتی۔ لوگ آپ کو ایک نظر دیکھنے کے لیے بے تاب ہوتے اور آپ کی زیارت کرنے کو اپنے لیے باعث سعادت سمجھتے۔ آپ کو یہ جاہ و جلال اور روحانی عزت و عظمت ورثہ میں ملی تھی۔ امام الاتقیاء حضرت مولانا عبداللہ غزنوی جن کا بیان گزر چکا ہے کہ توحید و سنت پر استقامت کے ”جرم“ میں حکومت کاہل نے آپ کی پشت پر کوڑے برسائے مگر وہ کوڑے آپ کو روئی کے گالے محسوس ہوتے تھے۔ حضرت مولانا عبداللہ غزنوی رضی اللہ عنہ سنت نبوی ﷺ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللَّهَ فِي كُلِّ أَحْيَانِهِ کے مطابق ہر وقت ذکر الہی میں مصروف رہتے۔ اور جب کبھی گوشہ تنہائی میں وجد میں آکر ذکر الہی کرتے تو آپ کے ساتھ در و دیوار بھی ذکر میں مصروف ہو جاتے۔ آگے ان کے صاحبزادہ مولانا عبدالجبار غزنوی کی تلاوت قرآن سننے کے لئے کئی کئی میل دور سے لوگ آپ کے پیچھے نماز فجر ادا کرنے کے لئے آیا کرتے تھے۔ یہ باپ دادا کا اثر اور خاندانی پر تو حضرت مولانا داؤد غزنوی پر بھی پڑا۔ آپ کی محفل میں جلال اس قدر ہوتا تھا کہ اس میں گفتگو کرنے سے بڑے بڑے ہٹک پاتے تھے۔ آپ کے سامنے بات کرنا بڑے حوصلے کا کام تھا۔ آپ غیر معیاری پچس پچسی اور رقیق گفتگو پسند نہیں کرتے تھے۔

(۳) گاڑی بال بال بچ گئی

میاں فضل حق علیہ الرحمۃ سابق ناظم اعلیٰ مرکزی جمعیت الہمدیہ پاکستان



بہت نیک، شریف، خدا ترس اور علماء کے قدر دان انسان تھے۔ آپ حضرت جد محترم مولانا عبدالجید سوہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ سے بندہ سے بہت شفقت فرمایا کرتے تھے، ایک ملاقات پر آپ نے مجھ سے باتیں کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا داؤد غزنوی موسم گرما میں تقریباً ہر سال خوشاب میرے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، میں نے پہاڑیوں کے اوپر صحت افزاء جگہ پر ان کے قیام کے لئے الگ رہائش گاہ بنا رکھی تھی۔ ان کے آمد اور ان کے یہاں قیام سے ہمیں دلی سکون ملتا تھا۔ میاں صاحب نے بتایا، آپ بڑے ذاکر و شاکر تھے۔ ایک روز دوران سفر ہماری گاڑی ان میلنڈ (غیر متوازن) ہو کر پھسلنے لگی۔ میں بھی اسی گاڑی میں تھا۔ ہم گھبرا گئے، کیونکہ گاڑی خطرے کی حالت میں تھی۔ مگر مولانا غزنوی نہایت پرسکون حالت میں ذکر الہی میں مصروف تھے اور اللہ سے استمداد و استعانت کر رہے تھے۔ تا آنکہ گاڑی قابو میں آکر سیدھی ہو گئی۔ میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ حضرت مولانا کی طبیعت میں ذرہ بھر فرق نہیں آیا۔ اور میاں صاحب نے یہ بھی بتایا کہ میں مولانا پر جتنا مال خرچ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مجھے بہت جلد اس سے گئی گناہ زیادہ عطا فرمادیتا ہے۔ میاں صاحب نے لیز پر کوئلے کے پہاڑ لئے ہوئے تھے ان میں بہت فائدہ ہوتا تھا، آپ نے یہ بھی بتایا کہ جس قدر مساجد، مدارس اور غریب و غریبہ پر روپیہ صرف کرتا ہوں اس سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ مجھے برکت دے دیتا ہے میں مٹی کو ہاتھ ڈالتا ہوں تو رب تعالیٰ اسے سونا بنا دیتا ہے۔

(۳) ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ

دن کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ تنگ دست ہو اور پٹنہ پرانا لباس رکھتا ہو۔ کاروبار سے دور اور دنیا سے الگ تھلگ پہاڑوں اور جنگلوں میں بسا کر رہا ہو۔ بلکہ ولی و دولت مند صاحب جائیداد، اچھے کاروبار کا حامل اور خوش لباس بھی ہو سکتا ہے۔

جیسا کہ مولانا داؤد غزنوی مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا ابراہیم میرسیا لکھنوی، مولانا قاضی سلیمان منصور پوری، مولانا عبدالجید سوہروردی مولانا محمد صدیق کرپالوی وغیرہم تھے۔ فیاض ازل نے انہیں دین و دنیا کی ہر نعمت سے نوازا تھا۔ زمانہ حال اور ماضی میں اس کی متعدد مثالیں ملتی ہیں۔ پہلے بزرگوں میں صحابہ کے بعد ائمہ دین میں امام ابو حنیفہ بڑے کاروباری تھے۔ امام نسائی کے تمول اور خوش خوراک کا یہ عالم تھا کہ روزانہ ایک مرغ کھاتے تھے، کتان یا کٹل دینکا فنی کٹی یوم دیکھو مقدمہ سنن نسائی، اسی طرح حضرت قیس اور حضرت خواجہ حسن بھری (انہیں حسن لولکوی بھی کہتے ہیں کیونکہ آپ موتیوں کی تجارت کرتے تھے) حضرت حماد، ہر سال ماہ رمضان المبارک میں پانچ سو (۵۰۰) آدمی ان کے دسترخوان پر روزہ انظار کرتے تھے۔ مصر کے امام لیث ان کی سالانہ آمدنی اسی (۸۰) ہزار پونڈ تھی۔ ربیعہ بن فروخ راقی بڑے امام اور بزرگ ہو گزرے ہیں آپ ایک تمول آدمی تھے آپ کے والد فروخ نے آپ کی تعلیم پر تیس (۳۰) ہزار اشرفیاں خرچ کیں۔ شیخ شہاب الدین سروردی جنہیں لوگ سید الاتقاء کہتے ہیں ان کے تمول و تجمل کا یہ عالم تھا کہ ان کے گھوڑے طلائی اور نقرئی میلوں سے بندھا کرتے تھے۔ حضرت یحییٰ برکی بڑے دولت مند تھے۔ ہزاروں لاکھوں روپے خیرات کرتے تھے۔ آپ علماء کو چھپ چھپ کر روپے بھیج دیا کرتے تھے۔ حضرت فضل برکی کا بھی یہ حال تھا (رحمہم اللہ) بطور نمونہ چند بزرگوں کی دولت مندی اور خوش حالی و خوش خوراک کا ذکر کرنے سے مقصد یہ بتانا ہے کہ دولت اور ولایت میں کوئی تناقض یا ضد نہیں۔ اولیائے کرام، ارباب دول اور مخیر بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض ناہنجار قسم کے لوگ جیسے ہی کسی بزرگ کو خوشحال دیکھتے ہیں جھٹ اسے دنیا دار کہہ دیتے ہیں۔ کیا متعدد صحابہ و ائمہ اولیاء مالدار اور دولت مند نہیں تھے؟ ان میں بڑے بڑے دولت مند تھے مثلاً حضرت عبدالرحمن بن



عوف، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عثمان، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت سعید، حضرت عباس، حضرت حسن، حضرت امیر معاویہ، حضرت عدی، حضرت ابو عبیدہ، حضرت سعد، حضرت ارقم<sup>(۱)</sup> (رحمہم اللہ) یہ سب عظیم لوگ مالدار بھی تھے اور رب کے پیارے بھی۔

۱۰

## کرامات شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری

(۱) عظیم کرامت

اللہ تعالیٰ نے کشمیری پنڈت خاندان کے اس فرد کو دنیائے اسلام میں وہ مقام بلند عطا کیا کہ باید و شاید۔ یہ رجل عظیم اپنے عہد کا منفرد مفسر قرآن ہونے کے علاوہ مناظر اسلام بنا۔ ایسا مفسر اور مناظر کہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی۔ یہ اپنے عہد کا عظیم و صاحب طرز خطیب اور یکمائے روزگار عالم تھا۔ آپ کو بے پناہ مقبولیت حاصل تھی۔ تمام فرقے آپ کو بنگاہ احترام دیکھتے تھے۔

(۲) ایک اور کرامت و فضیلت

آپ نے زندگی میں مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے علاوہ ہمت سے غیر مسلموں کے ساتھ مناظرے کئے۔ اور اللہ کے فضل سے ہر مناظرے میں اعلیٰ کامیابی سے ہمکنار ہوئے اور زندگی بھر کسی ایک مناظرے میں بھی مغلوب نہیں ہوئے۔ کیا یہ بات آپ کی عزت و کرامت کے لئے کم تھی کہ آپ کے مخالفین نے بھی آپ کو داد دی۔ اور باوجود آپ کا مخالف ہونے کے آپ کا لوہا مانتے تھے۔ آپ

(۱) ان کے تفسیری مقالات دیکھئے ہماری کتاب ”دولت مند صحابہ“ میں۔

نے مرزا قادیانی سے مقابلہ کیا۔ مرزے نے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۷ء کو حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کو مقابلہ کا چیلنج دے دیا۔ جسے مولانا امرتسری نے بلا توقف قبول کیا۔ اس سے ایک سال بارہ دن بعد مرزا ذلت کی موت مر گیا۔ اور حضرت مولانا اللہ کے فضل سے چالیس (۴۰) برس بعد تک بخیر و خوبی اور بصحت و سلامتی رہے۔ اسلام کا پرچم لہراتے رہے اور مرزائیت کی غمارت میں شکاف ڈالتے رہے اور بنیادیں ہلاتے بلکہ ڈھاتے رہے۔ سید سلیمان ندوی نے آپ کے بارے میں کہا۔ اسلام کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ آپ ہی ہوتے تھے۔

خالد انصاری لکھتے ہیں۔

شیر دل انسان، فاتح قادیان، ابو الوفاء  
ملت مرحوم میں اب کون ہے ہمسر ترا؟  
مولانا نور حسین گھر چاکی فرماتے ہیں۔

وہ عالم تھا، مجاہد تھا، محدث تھا زمانے کا  
وہ عالم تھا، مجاہد تھا، مجدد تھا زمانے کا  
ہندوستان کے بہت بڑے عالم مولانا داؤد راز کیا خوب لکھتے ہیں۔

خرمن بدعت کے حق میں آپ تھے برق تپاں  
اہل سنت کے لیے آپ تھے بوئے غبری!  
حجاز عظمیٰ آپ کو شہ پنجاب (پنجاب کا بادشاہ) کہتے ہیں۔

تنگتے میں تارے شبانہ ماہ عالیشان کو  
ڈھونڈتا پھرتا ہے ہندوستان شہ پنجاب کو

(۳) آپ کا تقویٰ اور استغناء

جب آپ تقسیم ملک کے وقت پاکستان تشریف لائے تو کل پچاس روپے



آپ کے پاس تھے۔ بہت سے احباب نے امداد کی کوشش کی مگر آپ نے معذرت چاہی۔ ایک صاحب نے ارادہ کیا کہ سال بھر کا غلہ بھجوا دیا جائے۔ مگر جب معلوم ہوا کہ ملاوٹ کا ہے تو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چنیوٹ کی جماعت اہل حدیث نے رقم جمع کر کے آپ کے پاس بھیجی مگر آپ نے اس اعانت کو مناسب نہ سمجھا اور ساری رقم واپس لوٹا دی۔

اس توکل، تقویٰ اور استغناء سے آپ کی شان کس قدر بلند ہوئی آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ "اگر ہمارے علماء بھی یہ مقام بلند چاہتے ہوں تو انہیں بھی یہ اوصاف اختیار کرنے ہوں گے۔ ان کے بغیر شان بلند ہو سکتی ہے نہ قدر بڑھ سکتی ہے۔"

## II

### کرامات حضرت مولانا ابراہیم میرسیا لکھنوی

آپ جماعت الہمدیث کے بڑے بلند پایہ محقق اور اعلیٰ پائے کے عالم تھے۔ ایک خالق کثیر نے آپ سے فائدہ اٹھایا۔

#### (۱) آپ کی ایک کرامت

ماہ رمضان المبارک سربر تھا۔ والدہ نے آہ سرد بھر کر کہا۔ کتنی خوش نصیب ہیں وہ ماہیں کہ جن کے سچے تراویح میں قرآن سنائیں گے۔ میرسیا لکھنوی کا زمانہ بچپن تھا۔ آپ نے ماں کی یہ بات سن لی۔ رمضان کی پہلی تاریخ تھی آپ نے قرآن مجید حفظ

(۱) آپ "بیت ثانی" مسلم پہلی کیشنر سوہدروہ کو جو انوالد کا مطالعہ فرمائیں آپ کو وہاں بہت کچھ ملے گا آپ کے بہت سے مسائل کے اور کھانا سے کتاب مذکور میں بجا کر ویسے کہئے ہیں (فاروقی)

کرنا شروع کر دیا۔ دن کو جو پارہ حفظ کرتے رات کو وہ تراویح میں سنا دیتے۔ دوسری تاریخ کو دوسرا اور تیسری تاریخ کو تیسرا پارہ سنا دیا۔ ادھر رمضان کی آخری تاریخ تھی ادھر قرآن کا تیسواں پارہ تھا۔ یعنی رمضان ہی میں قرآن یاد کر کے رمضان ہی میں سنا دیا۔ ایسی مثالیں آپ کو بہت ہی کم نظر آئیں گی۔

#### (۲) ایک اور کرامت

دوسری طرف آپ کو علم دین کا شوق پیدا ہوا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد آپ چھوٹے موٹے عالم نہیں۔ بحر العلوم بن گئے۔ اور علمی پایہ اتنا بلند ہو گیا کہ معاصرین میں چند گنے چنے علماء ہی آپ کے ہم پلہ ہوں گے۔ آپ قرآن کے مفسر بن گئے۔ درس میں قرآن کی تفسیر کرتے اور طلباء کو علمی انداز سے پڑھاتے تھے۔ اور ان میں علم کے وہ وہ لؤلؤ و لالہ بکھیرتے کہ علماء دھنگ رہ جاتے۔ آپ نے قرآن مجید کی تفسیر بھی لکھنا شروع کی مگر پوری نہ ہو سکی، مگر جو لکھی خوب لکھی۔ آپ نے تفسیر سورہ فاتحہ، تفسیر پارہ اول، دوم، سوم، سورہ کف، سورہ النجم وغیرہ تفاسیر لکھیں۔ آپ کی تفسیر میں عالمانہ شان نظر آتی ہے۔ "اس طرح آپ خدا اور صلاحیت کی بدولت حافظ قرآن ہونے کے علاوہ مفسر قرآن بھی بن گئے۔ بڑے بڑے علماء نے آپ سے زانوئے تلمذتہ کیا۔ ان میں حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی، حضرت مولانا عبد المجید سوہدروی اور حضرت مولانا احمد دین گکھڑوی جیسے عبقری اور نابغہ روزگار علماء کا نام لیا جاسکتا ہے۔"

(۱) تفسیر ادارہ مسلم پہلی کیشنر سوہدروہ کو جو انوالد کا مطالعہ فرمائیں آپ کو وہاں بہت کچھ ملے گا آپ کے بہت سے مسائل کے اور کھانا سے کتاب مذکور میں بجا کر ویسے کہئے ہیں (فاروقی)



### (۳) قرآن کی برکت

آپ کے ایمان کی پختگی کا یہ عالم تھا کہ مرتبہ آپ کی چنڈی میں کوئی تکلیف ہو گئی جس کے لئے آپریشن ناگزیر ہو گیا ڈاکٹروں نے آپریشن سے قبل نیکہ لگانا چاہا مگر آپ نے نیکہ لگانے سے منع کر دیا۔ اور فرمایا اسی طرح آپریشن کر دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کی اجازت پر چیر پھاڑ شروع کر دی، اور حضرت میرسیا لکونی نے تلاوت قرآن شروع کر دی۔ جب آپریشن مکمل ہو گیا تو آپ کو بتایا گیا آپریشن ہو چکا ہے۔ آپ جب تک اس کتاب شفا کی تلاوت کرتے رہے آپ کو ذرا تکلیف نہ ہوئی۔

### (۴) ایک بہت بڑی کرامت

آپ نے موصوف کے ایمان کا واقعہ پڑھا۔ اس کے بعد اب آپ کے تقویٰ کا بھی ایک واقعہ سن لیجئے، جماعت الہمدیہ کے ممتاز اور بزرگ عالم و خطیب حضرت مولانا عبد اللہ گورو اسپوری کا بیان ہے۔ ایک جلسہ میں آپ نے تقریر کرنا تھی۔ اسٹیج کافی اونچا تھا۔ وہاں سے اوپر سامنے بیٹھی ہوئی خواتین نظر آتی تھیں جس کا منتظرین کو علم نہیں تھا۔ اس وقت اسٹیج کی ترتیب بدلتا سخت دشوار تھا۔ آپ نے اپنی پگڑی کا شملہ آنکھوں پر ڈال کر تقریر شروع کر دی تاکہ نامحرم عورتوں پر نگاہ نہ پڑے۔ اور اسی طرح آپ نے دو گھنٹے تقریر فرمائی۔ اور اختتام تقریر پر آپ نے آنکھوں پر شملہ ڈالنے کی وجہ بیان کی۔ اور منتظرین کو سمجھایا کہ اسٹیج صحیح طرح بنایا کریں۔ اس میں ایسی خامی نہیں ہونی چاہیے۔

خود بتائیے اس دور میں تقویٰ کی اس سے بہتر کوئی مثال ہو سکتی ہے؟ یہ ہیں ولایت کی اصلی شرائط ایمان اور تقویٰ۔ ایمان ایسا کہ جس میں شرک کی مطلق آمیزش نہ ہو۔ جیسا کہ قرآن نے کہا (الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ)

”یعنی ان کا ایسا ایمان ہو کہ جس میں شرک کی کوئی ملاوٹ نہ ہو“۔ نیز فرمایا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ (اے ایمان والو! اللہ سے یوں ڈرو کہ جس طرح اللہ کے ڈر کے بغیر آدمی گناہ سے کیونکر بچ سکتا ہے؟ اور صحیح تقویٰ یہ ہے کہ ایک ایک اور اسے اس کی جھلک نظر آئے۔ صحیح ایمان اور تقویٰ ہونا ہی اصل کرامت ہے۔ (اگر یہ نہ ہو تو پھر باقی سب شعبہ اور تماشے ہیں۔ ان کا ہونا نہ ہونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ الحمد للہ ایمان اور تقویٰ یہ دونوں خوبیاں مولانا موصوف میں تمام و کمال پائی جاتی تھیں۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْفَعْ ذَرْجَاتَهٗ

۱۲

### کرامات مولانا غلام نبی الہمدی سوہدروی

#### (۱) تقویٰ کی معراج

آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم تھا۔ علم و تقویٰ میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ بڑھاپے میں بھی کھڑے ہو کر ہاتھ میں قرآن مجید پکڑ کر تقریر کرتے تھے۔ آپ کا ایک ایک لفظ سامعین کے دلوں میں اترتا جاتا تھا۔ سب لوگ آپ کے بہت گردیدہ تھے۔ ہر وقت نگاہ نیچے رکھتے اور اگر خواتین آپ کے پاس آئیں تو آپ اپنی آنکھیں بند کر لیتے اور جب تک وہ پاس رہتیں آنکھیں بند رکھتے۔ بعض خواتین آپ کو ٹایوٹ سمجھتی تھیں۔ چوہدی عبد الحکیم و حافظ عبدالحی صاحب پیرا آف راجن پور کی والدہ مرحومہ سے خود میں نے سنا۔ فرماتی ہیں کہ ہم آپ کو ٹایوٹ سمجھتی تھیں۔ ایک روز ایک بچہ یکدم بھاگتا ہوا آیا۔ جس پر آپ نے آنکھیں کھولیں۔ اس وقت ہمیں علم ہوا کہ ماشاء اللہ آپ ٹایوٹ نہیں بلکہ بیٹیا ہیں اور



اللہ کے فضل سے خوبصورت آنکھیں رکھتے تھے۔ اکثر مرد و خواتین آپ کی خدمت میں دم اور دعا کروانے کے لئے آتے تھے۔ اللہ انہیں شفا عطا فرمادیتا۔ اور ان کی حاجات پوری کر دیتا۔

(۲) آمین جو ان مرداں....

موضع رام گڑھ نزد سوہدرہ کے مولوی فیض احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ ہماری درخواست پر رام گڑھ تشریف لائے۔ آپ جب ہمارے گھر میں داخل ہوئے تو طاقتور کے اوپر کسی جانور کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ نے بیٹھنے سے قبل ہاتھ کی چھڑی سے تھوڑا زور دے کر طاقتور کی تصویر والا حصہ نیچے گرادیا۔ یعنی آپ خلاف شرع اتنا کام بھی برداشت نہ کر سکے۔ اور طاقتور توڑنے کے لیے گھر والوں کو پوچھنے کی ضرورت محسوس نہ کی۔ اور اس سلسلے میں نہ کسی فرد کو ان سے بات کرنے کی جرأت ہوئی۔

یہ بے اولیاء کا شیوہ ہے کہ وہ خلاف شرع کام کو گوارا نہیں کر سکتے۔ اور ان کی میرت و کردار کی مضبوطی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ کسی کو ان کے سامنے دم مارنے کی مجال نہیں ہوتی۔

(۳) بے نماز سے نفرت

جناب چوہدری عبدالکلیم سیراکی والدہ محترمہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتی ہیں کہ آپ کے پاس ہی ایک منکا پڑا تھا۔ اس پر پیالہ رکھا تھا۔ اس میں پہلے باری باری دو خواتین نے پانی پیا۔ آخر میں ایک اور عورت نے پانی پیا۔ جب اس عورت نے پانی پیا تو آپ اٹھے اور وہ پیالہ توڑ دیا۔ ہمارے پوچھنے پر فرمایا۔ یہ خاتون بے نماز تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح امراض متعدی ہوتے ہیں اسی طرح گناہ بھی متعدی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک بہت بڑا گناہ نماز نہ پڑھنا بھی ہے۔ افسوس آج ۹۸

فیصد مسلمان نماز سے بے نیاز ہیں۔ مگر اولیائے کرام ان کے برتن استعمال کرنا ان کے گھر کھانا کھانا اور ان کے ہاتھ کی چکی ہوئی روٹی یا ساں استعمال کرنا ممنوع جانتے ہیں۔

جس طرح ہم خوشبو یا بدبو سوگنھتے ہیں اس طرح اہل اللہ کی روحانیت اس قدر تیز ہوتی ہے کہ وہ نیکی کی خوشبو اور برائی کی بدبو سوگنھ لیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ وہ کوئی عالم الغیب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ بعض جماعہ سمجھتے ہیں۔ اور کچھ علماء بمنزل جماعہ ہو کر ایسی باتیں کر جاتے ہیں۔ اور اولیاء کو پتہ نہیں کیا کیا بنا دیتے ہیں۔

(۴) گائے نے دودھ دینا شروع کر دیا

میاں سلطان علی چوہدری وال ضلع گجرات کا بیان ہے کہ آپ ایک بار ہمارے ہاں چوہدری وال تشریف لائے۔ اور رات کو کچھ دودھ طلب کیا۔ ہم نے عرض کیا حضرت! اس وقت دودھ ختم ہو چکا ہے۔ ہمارے پاس نہیں ہے۔ البتہ ہمسائے نمبردار ہیں ان کے ہاں سے منگوا لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مجھے نمبردار کے ہاں کا دودھ مطلوب نہیں۔ اگر آپ کے ہاں ہوتا تو میں لے لیتا۔ میں نے مزاح کہا۔ ہماری تو ایک ہی گائے ہے جو چھ ماہ سے سوکھ چکی ہے یعنی اس نے اتنے عرصہ سے دودھ دینا بند کر رکھا ہے۔ اگر آپ اس سے دودھ لے سکتے ہیں تو لے لیں۔ آپ اٹھے گائے کو پیار کیا۔ اور فرمایا برتن لے کر نیچے بیٹھ جاؤ۔ اور دودھ نکالو۔ انشاء اللہ دودھ دے دے گی۔ چنانچہ میں نے تعمیل ارشاد کی اور نیچے بیٹھ گیا۔ میری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ حج گائے کا دودھ اتر آیا۔ میں نے سیر کے قریب نکالا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ چار یوم ہمارے پاس رہے اور چار دن گائے دودھ دیتی رہی۔ مگر تب آپ تشریف لے گئے تو گائے پھر اسی طرح ہو گئی۔ جس طرح پہلے تھی۔



دراصل آپ نے انتہائی انابت، توجہ اور پورے اعتماد و توکل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی وہ اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ ورنہ یہ بات نہیں جیسا کہ جملہ میں مشہور ہے کہ اہل اللہ کے قدرت و اختیار میں ہر چیز ہوتی ہے وہ جو چاہیں کر لیتے ہیں۔ ورنہ کئی مرتبہ حل یہ ہوتا ہے کہ انہیں اپنے جسم اور اپنے اعضاء پر بھی اختیار نہیں ہوتا۔ ہر چیز پر ہر وقت صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہوتا ہے۔

### (۵) آپ کے دم کی تاثیر

سوہدرہ میں آپ کے مکان کے قریب ہی آپ کے داماد میاں عبدالعزیز دہلوی کی حویلی بن رہی تھی۔ جب بنیادیں کھودی جا رہی تھیں تو نیچے سے آواز آنے لگی جیسے کوئی گاڑی یا مشین چل رہی ہو۔ کہتے ہیں وہ جنات کا مسکن تھا۔ لوگ آپ کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپ تشریف لے گئے۔ اور پانی دم کر کے چھڑکنے کے لئے دیا۔ پانی چھڑکتے ہی آواز بند ہو گئی۔ آپ نے فرمایا اور کھدائی نہ کرو۔ یہیں سے تعمیر شروع کرو۔

آپ کی دعا اور دم میں بہت تاثیر تھی۔ سینکڑوں ہزاروں لوگوں نے آپ کی دعا اور دم کی تاثیر دیکھی۔

### (۶) جنات آپ کی شاگردی میں

انسانوں کے علاوہ جن بھی آپ کا لوب کرتے تھے۔ بہت سے جنات آپ کے شاگرد تھے۔ اور کچھ آپ کی مسجد سوہدرہ میں اب تک موجود ہیں لیکن انہوں نے آج تک کسی کو گزند نہیں پہنچایا۔

یہی مذکور الصدر میاں عبدالعزیز آپ کے شاگرد بھی تھے۔ وہ ساتوں میں لڑکے حامد، ذرا، تول، میر، عمو، آنکھ، حویلی کھلتے تھے۔ شاید دن یا رات کے وقت آج کل بھی

میاں عبدالعزیز مرحوم کا دوست جن تھا جس کا میاں عبدالعزیز کو مطلق علم نہیں تھا۔ رات کو جب کھلتے کھلتے دیر ہو گئی تو وہ بھی رات گزارنے کے لیے میاں صاحب کے گھر آ گیا۔ غلطی سے باہر کا دروازہ کھلا رہ گیا۔ تیز ہوا کا جھونکا آیا۔ دروازہ چوہٹ کھل گیا۔ میاں صاحب اور دوست دونوں ایک دوسرے سے دروازہ بند کرنے کے لئے کہنے لگے۔ مگر کوئی نہ اٹھا تھا۔ دوست نے کہا اچھا بھئی عبدالعزیز! تم آنکھیں بند کرو۔ میں دروازہ بند کر دیتا ہوں۔ میاں عبدالعزیز صاحب کو زیادہ تجسس ہوا کہ ماجرا کیا ہے۔ یہ تنکھوں سے دیکھنے لگے کہ اس نے آنکھیں کیوں بند کروائی ہیں۔ بہر حال اس دوست نے چارپائی سے بازو باہر نکال کر اسے لہبا کرنا شروع کیا اور لہبا کرتا گیا۔ تا آنکہ دروازے کی کنڈی لگا دی۔ دروازہ ان کی چارپائی سے کو کوئی پندرہ بیس فٹ کے فاصلے پر تھا۔ اگلے دن صبح عبدالعزیز جو کلاس میں نہ پہنچے۔ تو استاذ محترم حضرت مولانا غلام نبی الربانی کو واقعہ کا پتہ چلا۔ آپ بعد میں پتہ کرنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا تو عبدالعزیز کی حالت یوں تھی جیسے چنے بھن رہے ہوں۔ یعنی شدید بخار تھا۔ حضرت نے پوری بات سنی اور سنا تھی کو بلایا۔ اور اس سے کہا جب تک تمہارا پتہ نہ چلا اور بات تھی۔ لیکن اب تمہارا چل گیا ہے۔ یہ لڑکے پڑھ نہیں سکیں گے۔ چنانچہ سمجھا بجا کر اسے فارغ کر دیا۔ وہ جاتے ہوئے اپنے دوست عبدالعزیز کو چاقو کا تختہ دے گیا۔ خبر نہیں اس میں کیا خوبی تھی مگر اتفاق سے وہ موصوف سے گم ہو گیا۔ جس کا میاں عبدالعزیز صاحب کو قلاق رہا۔

### (۷) پیادری کا انجام

(۵) بندہ ایک مرتبہ گجرات جانے کے لئے بس کے انتظار میں سوہدرہ موڑ پر کھڑا تھا۔ وہیں چوہدری عبداللہ نمبردار لکواڑہ بھی بس کے انتظار میں کھڑے تھے۔ ان کی عمر نہ ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶،



دیکھ کر میرے قریب آگئے اور بڑے احترام و محبت سے ملے۔ اور انہوں نے ہمارے بزرگوں کا سلسلہ چھیڑ دیا۔ اور ایک کرامت حضرت مولانا غلام نبی الربانی کی بیان کی۔ اور یوں بات شروع کی کہ ایک مرتبہ وزیر آباد میں ایک عیسائی پادری آگیا۔ وہ لوگوں کو عجیب باتیں بتاتا اور عجیب و غریب شعبہ دے دکھاتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ میرا مقابلہ مسلمانوں میں کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی ہے تو سامنے آئے اور جیسے میں کام کرتا ہوں کر کے دکھائے۔ اسلام کمزور مذہب ہے عیسائیت طاقتور مذہب ہے اسلام کے پرستاروں کو عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہیں ہے۔ اگر ہے تو میرے بد مقابل آئے۔ وہ کئی روز وزیر آباد ٹھہرا رہا۔ مگر کوئی شخص اس کے بد مقابل آنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔ لوگ سوہرے حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا۔ آپ تشریف لے آئے اور اس سے ملے۔ اس نے اپنا رعب جمانے کے لئے آپ کے سامنے ہوا میں اڑنا شروع کر دیا۔ حضرت صاحب نے اپنا جوتا اتار کر اس کے پیچھے پھینک دیا۔ اب جو تا پہنچ کر اس کے سر پر برسا شروع ہو گیا۔ جوتا تو تڑبڑ سے لگا مگر وہ پیچھے نہیں آ رہا تھا کیونکہ حضرت نے اسے فضا ہی میں باندھ رکھا تھا۔ لگا متیں سہا جتیں کرنے۔ یہ منظر دیکھ کر حاضرین کا دل ٹھنڈا ہو گیا۔ آخر حضرت نے اسے واپس بلا لیا۔ اس طرح اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ اور عیسائی دم دبا کر وہاں سے نکل کھڑا ہوا۔ اور یوں حضرت مولانا غلام نبی الربانی رضی اللہ عنہ کی عظمت و بزرگی کا سک پورے علاقے میں دور دور تک بیٹھ گیا۔

### (۸) آپ کی سرزنش کی تاثیر

حضرت والد گرامی سے پروفیسر حکیم عنایت اللہ شمیم سوہروردی مرحوم نے یہ بات کئی بار غریہ بیان کی کہ حضرت مولانا غلام نبی الربانی رضی اللہ عنہ کے جوتوں نے مجھے سیدھا کر دیا۔ یعنی میری زندگی سنوار دی۔

حکیم شمیم صاحب مرحوم نے بیان کیا۔ ہمیں زمانہ بچپن میں والدین کی جانب سے یہ حکم تھا کہ سکول جاتے ہوئے راستے میں حضرت مولانا ربانی المعروف حضرت جی صاحب کو سلام کر کے جایا کرو۔ ایک دن میں سلام کرنے کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اس دن میں نے انگریزی حجامت ہوائی تھی آپ نے مجھے دیکھ کر بالوں سے پکڑ کر دو تین جوتے جڑ دیئے کہ انگریز بن گئے ہو؟ حکیم صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت صاحب کی اس سختی نے میری کلیا پلٹ دی۔ اور میری زندگی بنادی۔ سوہرہ کی گنگہ زئی قوم آپ کی بہت گرویدہ تھی۔ مکران میں جاہلانہ اور مشرکانہ رسومات ابھی باقی تھیں۔ ملک رضا کے والد ماجد ملک محمد عارف مرحوم نے خود مجھے بتایا کہ دارہ گنگہ زیاں میں پٹیل کے درختوں کے نیچے دو قبریں تھیں۔ لوگ ان سے استمداد کرتے تھے۔ آپ نے وہ قبریں تروا دیں۔ اور ان کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ تاکہ نہ رہے بانس نہ بچے بانسری۔ یعنی اپنے جد اعلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سنت کو زندہ کر دیا۔ اور آپ کے اس جرأت مندانہ اقدام کے سامنے کسی کو "چوں" کرنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ جس کے نتیجے میں شرک و بدعت کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ساری قوم اللہ کی رحمت سے موحّد بن گئی۔ اور وہ لوگ آج تک حضرت مرحوم اور ان کی اولاد کے احسان مند ہیں۔ کیونکہ توحید کا مشن ان کے بعد ان کی اولاد نے جاری رکھا۔ جو بحمد اللہ اولاد در اولاد آج تک جاری ہے۔ "لوگ اس خاندان کو عزت و

(۱) اسی گنگہ زادی کے ایک سوانح نگار ملک عبدالرشید خاں صاحب نے اس خاندان کے تعارف و خدمات پر ایک مضمون اور معلومات افزاء کتاب نام "تذکرہ بزرگان علوی سوہرہ" لکھی ہے جو چھپنے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کتاب میں حضرت مولانا غلام نبی الربانی سے لے کر چھ پٹنوں تک کی خدمات اور کارناموں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ کتاب حال ہی میں ادارہ مسلم ویلی کیسٹرس سوہرہ شائع ہو کر انوار کی طرف سے چھپ کر ملک و قوم سے دار حسین حاصل کر چکی ہے۔ (قاری)



قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

(۹) بارش نے جل تھل کر دیا

ملک محمد یوسف ٹھیکیدار بیان کرتے ہیں۔ ایک دفعہ کی بات ہے سوہدروہ میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ لوگوں نے حضرت مولانا غلام نبی الربانی سے استدعا کی کہ حضرت! بہت تکلیف و پریشانی ہے براہ کرم بارش کے لیے دعا فرمائیں۔ آپ لوگوں کو سنے کر باہر چلے گئے اور بطریق مستنون نماز استسقیٰ ادا کی۔ اللہ کی قدرت! اسی دوران بادل اُبل آئے۔ بارش برسا شروع ہو گئی۔ اور نمازی بھیگتے ہوئے گھروں تک پہنچے۔

زندہ بزرگ سے دعا کروانا کوئی منع نہیں اور اللہ تعالیٰ اکثر ان کی دعا کو جلد ہی قبول کر لیتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات فوراً قبول ہو جاتی ہے۔ وہ مالک ہے اور ذرے ذرے پر قادر مطلق ہے۔ وہ چاہے تو اسی وقت قبول کر لے۔ نہ چاہے تو دس دس میں میں سال، بلکہ زندگی بھر قبول نہ کرے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔ ہاں! البتہ فوت شدگان سے مدد مانگنا اور دعا کرنا درست نہیں۔ کیونکہ دور نبوی و دور صحابہ میں ایسا نہیں ہوتا تھا۔ یہ شریکیت کا کام ہوتے تھے۔ ہمارے مولوی صاحبان نے غلط استدلال کر کے لوگوں کو غلط راستے پر ڈال دیتا ہے۔ اللہ کے ہاں یہ دونوں مجرم ہیں۔



کرامات حضرت مولانا عبد الحمید سوہدروی رحمہ اللہ

(۱) دعا کی برکت

حضرت مولانا غلام نبی الربانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہونہار بیٹا عطا فرمایا۔ جس کا

نام عبد الحمید تھا۔ بیٹا جب سن شعور کو پہنچا تو اس نے بحکم والد گرامی 'استاد پنجاب حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کے مدرسہ میں داخلہ لے لیا۔ مولانا عبد الحمید صاحب نے خوب منت سے دل لگا کر کتب علم کیا۔ حضرت الاستاذ نے آپ کا تقویٰ اور ذوق علم دیکھ کر آپ کو اپنی دہادی میں لے لیا۔ آپ کے علم و تقویٰ کا دور دورہ تک شہرہ تھا۔ آپ کی دعا اور دم میں کافی تاثیر تھی۔ اور آپ کی علمی قابلیت مسلم تھی۔ بإشاء اللہ حضرت حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی کی بیٹی سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ جوان ہی تھے کہ بیمار ہو گئے۔۔۔ اور بیمار رہنے لگے۔ بہت علاج کروایا۔ مگر مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔

آپ خود بھی صحت کے لئے دعائیں کرنے لگے اور والد گرامی بھی کرنے لگے اب اللہ کی قدرت دیکھئے دونوں اہل اللہ تھے۔ مستجاب الدعوات تھے مگر دعا قبول نہیں ہو رہی۔ بات وہی ہے کہ دلی کا کام دعا کرنا ہے آگے اللہ کی مرضی ہے وہ قبول کرے یا نہ کرے اس پر کسی کا زور نہیں۔

اب دونوں نے یہ دعا کی۔

”بار الہا! یہ زندگی ہم دنیا کے لئے نہیں مانگ رہے، دین کی خدمت و اشاعت کے لئے مانگ رہے ہیں۔ اگر تیرا فیصلہ ہلانے کا ہے تو کوئی مار نہیں سکتا۔ اے اللہ! نیک بیٹا عطا فرما۔ جو کھل کر توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت کرے۔ اے اللہ! تو دعاؤں کو سننے والا ہے۔“

رب تعالیٰ نے مولانا عبد الحمید سوہدروی کو ایک بیٹا عطا فرمایا۔ جس کا نام عبد الحکیم رکھا۔ پھر دوسرا بیٹا عطا فرمایا۔ اس کا نام عبد الجبید رکھا۔ پھر جوانی میں ہی بوڑھے باپ کے سامنے جوان بیٹا اس دنیا کے دنی کو چھوڑ کر جنت الفردوس کو سدھار گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔



اللہ کی قدرت دیکھئے کچھ عرصے بعد عبدالحکیم بھی چل بسا۔ یہ حافظ قرآن تھے۔ اور ٹھیک ٹھاک جوان تھے۔ اب مولانا غلام نبی الربانی نے اپنے پوتے عبدالحجید کی تعلیم و تربیت کا خود انتظام کیا۔ پہلے وزیر آباد پھر سیالکوٹ بھیجا اور یہ قلیل مدت میں زیور علم سے آراستہ ہو کر لوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا عبدالحجید صاحب کو جن کی وجہ سے سوہدرہ پاک و ہند میں مشہور ہوا بڑی صلاحیتوں سے نوازا۔ اور انہوں نے کم عمری میں خداداد صلاحیتوں کی بدولت بہت ترقی کی ایسی ترقی کی کہ جس کی مثالیں بہت کمیاب ہیں۔ بڑا قوی حافظ پایا۔ آپ نے جگہ جگہ توحید و سنت کے ڈنگے بچائے۔ خدمت اسلام اور خدمت عوام کر کے اپنا نام پیدا کیا۔ ”مسلمان“ ”جریدہ ابجدیث“ اور ”طبی میگزین“ تین رسائل جاری کئے۔ اسلامی و طبی پچاس کے لگ بھگ کتابیں لکھیں۔ اور ملک و قوم کی بیش از بیش خدمت کی۔ مولانا عبدالحجید سوہدروی کی سوانح حیات الگ مرتب ہو رہی ہے تفصیل وہاں بیان ہوگی۔ فی الحال یہ بتانا ہے کہ اللہ نے اپنے ولی حضرت مولانا عبدالحسید سوہدروی کی دعا کو قبول فرمایا اور عبدالحجید جیسا صالح، متقی اور بلند بخت بیٹا عطا فرمایا۔ جس نے آگے چل کر پورے علاقے کا نام ہی نہیں پورے ملک کا نام روشن کر دیا۔

۱۲۵

### کراماتِ حضرت مولانا عبدالحجید سوہدروی

حضرت مولانا حکیم عبدالحجید سوہدروی کا خاندان اپنی علمی، دینی، ادبی، تاریخی، سوانحی، تبلیغی، طبی اور روحانی خدمات کے لحاظ سے ایک مقام رکھتا ہے۔ آپ نسبی تعلق سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے ہے۔ کتاب ”تذکرہ بزرگن علوی سوہدرہ“ میں اس کی تفصیلات دیکھی جاسکتی ہیں۔ اس خاندان کے اور زیادہ تفصیلی حالات جاننے کے

لئے ”تذکرۃ النبلاء فی ترجمۃ العلماء“ و ”دو دمان علوی کا درخشندہ ستارا“ کا مطالعہ فرمائیں۔ وہاں آپ کو بہت سے معلوماتی، حقیقت افروز اور چشم کشا حالات ملیں گے۔ حضرت مولانا غلام نبی الربانی کا ذکر ”نزہۃ الخواطر“ اور ایسی دو ایک اور کتب میں بھی ہے۔ فی الحال موضوع کی مناسبت سے حضرت مولانا عبدالحجید سوہدروی رشتہ کی چند کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ کی چند کرامات ملاحظہ فرمائیے:

#### (۱) پودوں سے ذکر الہی کی آواز

ایک مرتبہ موضع نہالوچک تحصیل ڈسکہ میں چند احباب سے بغرض ملاقات جانا ہوا۔ وہاں محمد صدیق صاحب سے میری ملاقات ہوئی۔ محمد صدیق صاحب کی تلواریہ میں بھی رشتہ داری ہے۔

ایک مرتبہ جماعت کی دعوت پر میں اور دو ایک اور علماء مثلاً مولانا حافظ عبدالستار حامد، مولانا عبدالرحمن سلفی اور مولانا محمد الیاس ثانی ان کے گاؤں میں بغرض تبلیغ گئے۔ اس وقت پورے گاؤں میں ایک ہی مسجد تھی۔ بہر حال وہاں ابجدیث بریلوی، شیعہ سمجھے آئے ہوئے تھے۔ اچھی رونق تھی۔ خوب جلسہ ہوا جس کا گاؤں پر اچھا اثر پڑا۔ کسی نیک دل خاتون نے مسجد ابجدیث کے لئے زمین دے دی۔ الحمد للہ اس گاؤں میں اب ابجدیث مسجد بن چکی ہے جو ماشاء اللہ انہیں محمد صدیق اور مولوی ریاض صاحب اور ان کے تخلص ساتھیوں کی مساعی سے آباد ہے۔ ہم پچھلے دنوں وہاں جلسہ بھی کر آئے ہیں۔ میں بھی حاضر ہوا تھا مولانا حافظ عبدالستار حامد صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ماشاء اللہ امید افزاء رونق تھی۔ اور جلسہ کامیاب رہا۔ انہی محمد صدیق صاحب کا بیان ہے کہ مجھے حضرت مولانا عبدالحجید سوہدروی رضی اللہ عنہ کی عام مجلس اختیار کرنے کا شرف حاصل رہا۔ حضرت سوہدروی کی زرعی اراضی جو تقریباً ایک مربع پر مشتمل تھی سوہدرہ سے جانب شمال تقریباً نصف



میل کے فاصلے پر تھی اس میں خوبصورت اور سرسبز باغ تھا۔ میں وہاں عصر کے بعد کئی مرتبہ آپ کے ساتھ گیا۔ آپ جاتے اور آتے بڑی عالمانہ اور حکیمانہ باتیں بتایا کرتے تھے۔ ایک دن ذکر الہی کی بات ہو رہی تھی۔ آپ فرمانے لگے ہر چیز اللہ کا ذکر کرتی ہے۔ میں نے کہا کیا یہ گھاس اور پودے بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں یہ بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ میں کچھ حیران ہوا۔ ساتھ ہی مکی کا کھیت تھا۔ فرمانے لگے مکانوں پر ہاتھ رکھو۔ اب ہٹا دو۔ محمد صدیق صاحب کا بیان ہے۔ جب میں نے ادھر دھیان کیا۔ تو ہر پودے سے ذکر الہی کی آواز آرہی تھی۔ جو خود میں نے اپنے کانوں سے سنی۔

### (۲) حیران کن واقعہ

ایک مرتبہ دلاور سے ہمارے کچھ عزیز سوہدرے آئے۔ ہم اپنے باغ میں میرے لئے گئے۔ اعزہ کی ایک بچی اصرار کرنے لگی میں نے امرود لینا ہے۔ مگر امرود کا پھل ختم ہو چکا تھا۔ کیونکہ باغ آٹ آف یزن ہو چکا تھا۔ بچی یعنی اپنی نواسی کو بعد دیکھ کر انہوں نے اپنا دست مبارک درخت کی طرف کر کے جیسے کوئی پھل توڑتا ہے پیچھے کیا۔ تو ان کے بابرکت ہاتھ میں موٹا تازہ پکا ہوا امرود تھا۔ یہ ماجرا میں نے خود دیکھا۔ اور حیران تھا اور اب بھی حیران ہوں کہ وہ امرود کہاں سے آگیا؟

### (۳) وظائف کی تاثیر

ملک محمد اشرف صاحب سوہدروی 'انسپکٹر پولیس حیدر آباد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ مجھے ایک موکا نما پھنسی نکل آئی جس سے آرام نہ آتا تھا۔ میں نے اپنے استاد محترم حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی سے اس کا ذکر کیا۔ آپ نے ایک وظیفہ بتایا۔ وہ پڑھ کر پھونک مار کر ہاتھ کو اس پر مل دیتا تھا۔ اللہ کی قدرت وہ مہینوں کی پھنسی دنوں میں غائب ہو گئی۔

ملک صاحب موصوف نے دو تین اور وظائف بتائے جو مختلف مقاصد کے لئے حضرت نے ارشاد فرمائے تھے۔ آپ نے جس مقصد کے لئے جو وظیفہ بتایا الحمد للہ اس کے پڑھنے سے وہ مقصد پورا ہو جاتا۔ اور موصوف کہتے ہیں میں آج تک وہ وظائف کر رہا ہوں۔ اور آج تک میرے مقاصد پورے ہو رہے ہیں۔ ان وظائف کا فضیلہ "دودمان علوی کا درخشندہ ستارا" میں ذکر کریں گے۔

### (۴) اولاد کی بہار

آپ کے علم و فضل اور روحانیت کے نزدیک و دور عام چرچے تھے۔ محمد اقبال علوی سوہدروی کے والد محمد حسین کا بیان ہے کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ اگر پیدا ہوتی تو فوت ہو جاتی تھی۔ بہتیرا علاج کروایا مگر فائدہ نہ ہوا۔ ایک بار میں نے حضرت مولانا عبدالمجید سے ذکر کیا۔ آپ نے اہلیہ کے کھانے کے لئے گولیاں دیں۔ اور کچھ دم کر کے دیا۔ اللہ کی شان اسی سال مٹی پیدا ہوئی۔ اگلے سال پھر مٹی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد پھر بیٹا ہوا۔ اب ماشاء اللہ تینوں جوان اور شادی شدہ ہیں۔

### (۵) روح پرور محفل

ملک محمد یوسف صاحب ٹھیکیدار (آف سوہدرہ) کا بیان ہے۔ میں ملتان میں ٹھیکیداری کرتا تھا کہ حضرت مولانا عبدالمجید سوہدروی ملتان الہمدیٹھ کافرٹس میں شرکت کے لئے تشریف لائے۔ میں ملاقات کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ آپ علماء کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ متعدد علماء و فضلاء آپ کے پاس باادب بیٹھے ہوئے مختلف مسائل اور موضوعات پر تبادلہ خیال کر رہے تھے میں آپ سے ملا۔ آپ بڑی محبت سے پیش آئے۔ میں نے آپ کو اگلے روز صبح ناشتے کی دعوت دی۔ آپ تشریف لے آئے۔ میرے پاس تیس چالیس مزدور کام کرتے تھے وہ سبھی اوڈ قوم کے الہمدیٹھ تھے۔ مولانا کو تشریف فرما دیکھ کر وہ سب آپ کی زیارت کے لئے



آپ کے قریب جمع ہو گئے۔ ان میں کوئی دم کروانے لگا۔ کوئی وظیفہ پوچھنے لگا۔ کوئی پانی لے کر آگیا کہ اس میں پھونک مار دیں۔ حضرت مولانا ہرگز پریشان نہ ہوئے۔ آپ ہر ایک کا مطالبہ پورا فرماتے رہے۔ ہم سب لوگوں کو حضرت مولانا کی تشریف آوری سے بہت خوشی ہوئی۔ اور آپ کی مجلس میں بیٹھ کر بہت سکون ملا۔ اور جی چاہتا تھا کہ آپ دیر تک ہمارے درمیان بیٹھے رہیں۔ مگر آپ پھر زیادہ دیر نہ بیٹھے اور میرے کام کا حرج دیکھ کر اجازت لے کر جلدی ہی تشریف لے گئے۔

یہ ہے اولیاء کی مجلس کی برکت۔ کہ اس میں بیٹھ کر خوشی ہوتی ہے۔ سکون ملتا ہے۔ اگر آج بھی ایسی مجالس کہیں مل جائیں تو انہیں بہت بڑی سعادت سمجھنا چاہیے۔

(۶) دم کی برکت

میاں محمد اکبر صاحب مہاجر کو کمر اور ٹانگ میں درد رہتا تھا، کہیں سے آرام نہ آیا۔ موصوف چند ہی روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے دم کیا۔ اللہ نے شفا دے دی۔ یہ خاندان دیوبندی تھا مگر مولانا کا گرویدہ تھا۔ اور نماز بیگانہ اور جمعہ نہیں ادا کرتا تھا۔

(۷) آسیب کا کھوج لگایا

ایک مرتبہ یہی محمد اکبر صاحب کسی عزیز کو حضرت کی خدمت میں لے آئے کہ یہ شخص بیمار رہتا ہے۔ ڈاکٹر کہتے ہیں اسے کوئی مرض نہیں۔ شبہ ہے کہ اسے آسیب ہے۔ بہت سے عاملوں کے پاس گئے ہیں لیکن حقیقت حال کا پتہ نہیں چل رہا۔ اور اس کے مرض کا انکشاف نہیں ہو رہا۔ میں چشم دید گواہ ہوں۔ حضرت المحترم نے کاپی سے ایک کاغذ کا پرزہ نکالا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا۔ کہا اسے پڑھتے جاؤ۔ اس نے کہا مجھے پڑھنا نہیں آتا۔ فرمایا اسے دیکھتے رہو۔ وہ دیکھنے لگا۔ دو منٹ بھی

نہیں گزرے تھے کہ جن حاضر ہو گیا فرمایا۔ "لے جاؤ اسے آسیب کی شکایت ہے۔" جس بیماری یا عارضے کا ڈاکٹروں اور عاملوں کو پتہ نہیں چل سکا آپ نے اس کا چند منٹوں میں کھوج لگالیا۔ بیش اللہ تعالیٰ نے آپ پر بڑی مہربانی فرما رکھی تھی۔

(۸) آپ کو دست شفا ملا تھا

آپ کا قیام جب لاہور اچھرہ میں تھا۔ اور وہاں مسجد شاہ چراغ میں خطیب تھے۔ تو وہیں بریلوی مکتب فکر کے مشہور مبلغ و مناظر مولانا محمد عمر اچھروی رہتے تھے۔ یہ مولانا اچھروی اپنے مسلک کے قد آور عالم تھے۔ دوسری جانب حضرت مولانا عبدالحجید سوہروردی الہمدیہ مسلک کے شرعہ آفاق خطیب اور اپنے مذہب کے مشہور عالم اور واعظ تھے۔ دونوں میں ٹوک جھونک ہونے کے باوجود اچھے روابط تھے۔ ایک مرتبہ مولانا اچھروی، حضرت سوہروردی کے پاس تشریف لائے۔ حضرت سوہروردی نے فرمایا۔ بھائی! بتاؤ یہاں کتنا اچھا ملتے ہو مگر اسٹیج پر ہمیں گالیاں دیتے ہو؟ ہم نے آپ کا کیا لگاڑا ہے؟ مولانا اچھروی کھیانے سے ہو کر مسکرا دیئے۔ کہنے لگے دو باتیں پھر کسی وقت کر لیں گے۔ اب آپ کے پاس آنے کا ایک مقصد ہے کہ طبیعت میں کچھ ٹھٹھن گھٹن سی رہتی ہے۔ کوئی جسمانی تکلیف بھی نہیں ہے۔ بعض نے کہا ہے۔ شاید آسیب ہی نہ ہو۔ بس جو کچھ بھی ہو کھوج لگا کر میرا علاج کریں۔ حضرت سوہروردی کی طبیعت میں طشرو تکرافت پائی جاتی تھی۔ کہنے لگے بھائی اچھروی صاحب! آسیب کا علاج نری سے بھی ہوتا ہے اور تختی سے بھی۔ بتائیے آپ کے لئے کون سا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟ مولانا اچھروی صاحب مسکرا کر کہنے لگے۔ حضرت صاحب! ایک مریض حاضر ہو گیا ہے اب آپ جس طرح چاہتے ہوں علاج کریں۔ بس علاج ہونا چاہیے۔

یہاں بتانا یہ مقصود ہے کہ آپ کو رب کی جانب سے دست شفا نصیب ہوا تھا۔



آپ جس مریض کو ہاتھ ڈالتے وہ جسمانی ہو یا روحانی اللہ کے فضل سے اکثر شفا یاب ہو جاتا۔ اور بغرض علاج آپ کے پاس ہر فرقے اور ہر لائن کے آدمی آتے۔ آپ نے خبر سے پر کبھی ممکن نہ ڈالی اور ہر ایک کا بڑے خلوص اور خندہ پیشانی سے علاج کرتے۔

ایک دن آیا کہ آپ خود بیمار ہو گئے اور اس بیماری کی صحیح تشخیص نہ ہو سکی۔ نہ صحیح علاج ہو سکا۔ یہ واقعہ زندگی کے آخری سال پیش آیا۔ بالآخر آپ اس ناپائیدار زندگی کو چھوڑ کر عالم باقی کو سدھار گئے۔

### (۹) جنات مقتدی اور شاگرد

میں ایک بار حضرت مولانا عبدالجید سوہروردی مدظلہ کے مختلے صاحبزادے حافظ عبدالوحید صاحب کے ساتھ موضع نہاوا چک تحصیل وزیر آباد گیا۔ محترم حافظ عبدالوحید صاحب<sup>(۱۰)</sup> کو وہاں بلایا گیا تھا۔ کسی خاتون کو جنات کی شکایت تھی گھر والوں

(۱۰) حافظ عبدالوحید صاحب ہندو کے بچا ہیں، مگر میں ہندو سے تقریباً ایک سال بڑے ہیں۔ قرآن مجید کے بہترین حافظ اور قاری اور فاضل درس نظامی ہیں۔ علاوہ انہیں ویل ایل بی ہیں۔ بڑے خوش خصل 'بلند اطوار' یا اصول 'ایثار پیشہ' مخلص اور ملت کے پابند ہیں۔ اگرچہ انہی دلی کی اصطلاح صحیح ہے تو آپ پیدا کئی ملہ ہیں۔ نام و کنوہ نسبت 'دھنل' 'محمد' 'مبار' 'خود فرضی' 'تکبر' 'خیرا' کی مکروہ عادات سے کوہوں دور ہیں۔ امریکہ جیسے ملک میں رہنے کا احتمالی درجے کے عالم اور زاہد ہیں۔ آپ کے اخلاق میلہ میں بعض عادات ایسی ہیں کہ ان کی مثال ہم ہی کہیں نظر آئے گی۔ فکر ہندو کو آپ کی ناراضگی کا خدشہ نہ ہو تا تو ملک آپ کی راہات کا ذکر کر رہا۔ آپ کا مختصر خاکہ تذکرہ بزرگن ملوی سوہروردی میں موجود ہے۔ نہیں، عمارتی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عبادت و امانت و خدمت و محبت و زہد و استغناء اور انعام و ایثار کو شرف قبولیت عطا فرمائے، اور آپ کو ہم پر ملامت نہ رکھے۔ آمین اللہ اعلم (تاریخی)

کے مطابق آسیب زدہ خاتون کے جن نے حافظ صاحب موصوف کو یاد کیا کہ انہیں لائیں۔ پھر میں اس خاتون کو چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ میں بھی موصوف کے ساتھ گیا۔ ہم وہاں پہنچے۔ اس خاتون میں جن تھا اس کے جن سے بڑی باتیں ہوئیں۔ اس نے باتوں میں یہ بھی بتایا کہ ہمارے چھوٹے بڑے سب آپ کو جانتے ہیں۔ اور وہاں آپ کی مسجد میں جمعہ ادا کرتے ہیں۔ اور کچھ وہاں قرآن بھی پڑھتے ہیں۔ ہمارے افراد حضرت مولانا عبدالجید سوہروردی سے بہت مرعوب ہیں۔ اور ان کا بہت احترام کرتے ہیں۔

### (۱۰) پانچ ہزار جنات

ایک بار آپ نے برسر منبر کہا کہ جن بھی انسان کی طرح ایک مخلوق ہے جس میں انسانوں کی طرح اچھے برے دونوں قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ میں اس جمعہ میں موجود تھا۔ ایک پڑھے لکھے آدمی نے جنات کے وجود میں تذبذب کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جب قرآن و حدیث میں جنات کا تذکرہ موجود ہے تو ان کا انکار کیونکر کیا جاسکتا ہے؟ اگر آپ جنات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہوں تو میں ایک شب میں اپنا رقعہ دے کر آپ کو بھیجتا ہوں وہاں پانچ ہزار الہیہ جنات آپ کی ضیافت اور خاطر مدارات کریں گے۔ پھر جب آپ انہیں آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو آپ کو جنات کے وجود میں کوئی شبہ نہیں رہے گا۔ یہ بات کرنے کے بعد حضرت مرحوم نے اس آدمی سے فرمایا! کیا خیال ہے؟ جنات کی ملاقات کے لیے تیار ہیں؟ وہ کہنے لگا۔ رہنے دیجئے اسی طرح ہی مانتا ہوں۔

### (۱۱) زبان کی تاثیر

اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہ صرف زبان و بیان پر قدرت عطا فرما رکھی تھی بلکہ زبان کو بلا کی تاثیر و بیعت فرما رکھی تھی۔



سوہدہ کے میاں غلام محمد ہر کارہ بہت نیک طبیعت بزرگ تھے آپ اکثر بتایا کرتے تھے کہ میں کٹر بریلوی تھا۔ الہدیث کا نام سننا بھی گوارا نہ کرتا تھا۔ میں نے جامع مسجد گئے زبانیں میں حضرت مولانا عبدالجید رحمہ اللہ کا ایک ہی خطاب سنا کہ الہدیث ہو گیا۔ اور میرے الہدیث ہونے سے میرا پورا خاندان الہدیث ہو گیا۔ اس تقریر میں آپ نے رسول اکرم ﷺ کا مقام اور فضائل بیان فرمائے تھے۔ اور بقول میاں غلام محمد مرحوم کے اتنے بسترین انداز میں آنحضور ﷺ کے فضائل و کمالات میں نے کسی سے نہیں سنے تھے۔

میاں غلام محمد ہر کارہ کو میں نے دیکھا ہوا ہے۔ بہت نخلص اور قرآن و سنت کے والہ و شیدا اور حضرت مولانا عبدالجید سوہدروی کے نہایت گرویدہ تھے۔ آپ نے آپ کے بڑے صاحبزادے یعنی ہندہ کے والد گرامی حضرت مولانا حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ سے قرآن مجید اور مشکوٰۃ المصابیح پڑھی۔ اور علم آنے سے پوری طرح آنکھیں کھل گئیں۔ آپ والد گرامی کا بہت ادب کرتے تھے۔ بلکہ آپ حضرت سوہدروی رحمہ اللہ کے خاندان کے ایک ایک بچے کا احترام کرتے تھے۔ کچھ عرصہ ہوا وفات پا چکے ہیں۔ لوگ انہیں بہت یاد کرتے ہیں۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

### (۱۳) دو جملوں سے کلیا پلٹ گئی

ملک محمد بشیر بیان بوتل والے بیان کرتے ہیں۔ میں زمانہ جوانی میں دین سے دور اور پرلے درجے کا بے نماز تھا۔ اور میرے والد حضرت مولانا عبدالجید رحمہ اللہ کے حد درجہ اراوت کیش تھے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب سے کہنے لگے۔ بشیر نماز نہیں پڑھتا براہ کرم اسے نماز کی تلقین فرمائیں۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ "بشیر! نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ پڑھا کرو۔ نماز تو سردار جہاں کو بھی موافق نہیں تم

کس کے بیچارے ہو؟" ملک محمد بشیر اس وقت ۱۵۔۱۶ کے پنیے میں ہوں گے ان کا اپنا بیان ہے۔ میں نے حضرت مولانا کی بات کا اتنا اثر لیا کہ اسی دن سے نماز شروع کر دی۔ وہ دن اور یہ دن میں نے آج تک ایک بھی نماز نہیں چھوڑی۔ قَالَ خُشِدَ لِلَّهِ عَلَى ذَالِكَ۔

یہی بات ملک محمد یوسف ٹھیکیدار اور دیگر سب لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی زبان میں جادو کی تاثیر تھی۔ صاحب جلال و جبروت ہونے کے باوصف آپ کے گرد لوگوں کا جھگٹا لگا رہتا تھا وہ آپ کی ذات کی کشش اور زبان کی تاثیر ہی کی وجہ سے تھا۔

### (۱۳) زبان و بیان کی اعجاز آفرینی

سوہدہ کے ایک بزرگ حاجی لال دین کشمیری مرحوم تھے بہت نیک اور شریعت کے پابند تھے۔ اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ آپ حضرت مولانا احمد علی لاہوری کا مرید ہونے کے ناتے سے حضرت مولانا عبدالجید سوہدروی کا بے حد احترام کرتے تھے۔ حاجی صاحب موصوف کے بڑے صاحبزادے ماسٹر محمد یونس ریٹ صاحب کا بیان ہے کہ موضع تانہو کے چیمہ تحصیل ڈسکہ میں چوہدری سلطان صاحب کے بیٹے عبدالعزیز کے عقیقہ پر بابا جی کے ساتھ حضرت مولانا رحمہ اللہ کو بھی دعوت تھی۔ چوہدری صاحب جنہوں نے حضرت سوہدروی کو بلایا تھا وہ چونکہ حضرت لاہوری کے مرید تھے اس لئے انہوں نے حاجی لال دین صاحب کو پیر بھائی اور حضرت سوہدروی کو حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے داماد ہونے کے ناتے سے دعوت دی۔ سارا گاؤں حنفی و بریلوی احباب پر مشتمل تھا مگر وہاں مقرر و واعظ حضرت سوہدروی تھے۔ آپ منجھے ہوئے اور قہرا الہدیث عالم تھے۔ آپ نے بعد از نماز عشاء توحید و سنت مسک الہدیث اور اصلاح معاشرہ پر ایسا شاندار بیاندار اور پرتاثر خطاب فرمایا کہ ایک فرد بھی تاثر لیے بغیر نہ رہ سکا۔ آپ نے لوگوں کے اصرار پر صبح درس قرآن



بھی دیا۔ جسے سب نے بڑے شوق اور اشتہاک سے سنا۔ اور ہر عقیدہ و خیال کا شخص آپ سے بہت متاثر ہوا۔ اور ہر شخص آپ کو آئندہ تشریف لانے کا کہہ رہا تھا۔

یقیناً یہ آپ کی کرامت تھی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے زبان و بیان پر وہ قدرت عطا کر رکھی تھی کہ جسے سن کر دشمن بھی دوست بن جاتا تھا۔ سچ ہے اِنَّ مِنَ الْبَيِّنَاتِ لُبَيِّنَاتٍ (کہ بیشک بعض بیان جادوئی اثر رکھتے ہیں۔) آپ نے برصغیر پاک و ہند میں ہزاروں تقریریں کیں۔ برصغیر کا شاید ہی کوئی جلسہ ایسا ہو جس میں آپ شریک نہ ہوئے ہوں۔ ان میں ایک ۵۳ء کی ختم نبوت پر تقریر بھی ہے جسے سن کر مسلمان تڑپ اٹھے۔ "وہ روح پرور منظر بندہ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ سبحان اللہ۔"

(۱۳) نگاہ کی خیرت انگیز تاثیر

تقسیم ملک کے وقت بہت سے مہاجرین سوہدرو بھی آئے۔ ان میں پہلوان لال دین بھی تھے۔ انہوں نے مین بازار چوک سوہدرہ جس پان شاپ بنائی۔ یہ صاحب آزاد منش اور ہر درجہ دین سے دور تھے۔ نماز روزہ کی خبر ہی نہیں تھی۔ ایک روز کی بات ہے ماہ رمضان المبارک میں صبح دوکان میں بیٹھے تربوز کاٹنے لگے۔ کہ ان "سمجھانے والوں" کو دکھا کر ابھی کھانا ہوں۔ آس پاس والے سمجھاتے رہتے تھے اب بھی انہوں نے سمجھایا۔ غرور حاکم کے وہی تین پات پہلوان صاحب نے مطلق اثر نہ لیا۔ تربوز پکڑا اور چاقو اس میں پیوست کر دیا۔ اسی اثنا میں سوہدرے کا بے تکی بادشاہ عقیدت مندوں کے جھرمٹ میں سامنے سے آیا۔ پہلوان لال دین کی نظر سامنے تھی۔ حضرت سوانا عبدالمجید سوہدروی محلہ گلہ زیاں میں معمول کے مطابق

سلہ آپ کے جوہر نطق و بیان کی اجازت فرمائیوں کا مطالعہ کرنے کے لیے کتاب "دردمان طلوی کا درخشندہ

ستارہ" سے انتظار کیجئے۔ (خاموشی)

درس قرآن دے کر واپس تشریف لارہے تھے۔ آپ نے بس ایک نظر اوجھر دیکھا۔ نظریں چار ہو گئیں۔ بس کام ہو چکا تھا۔ چاقو تربوز پر چلنے کی بجائے لال دین کے نفس امارہ پر چل چکا تھا۔ ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ تربوز وہی پڑا رہ گیا۔ لال دین کے دل و دماغ کے عروق و شراہین میں ایمان و عقیدہ کی برقی رو جاری ہو گئی۔ وہ ہر شے چھوڑ کر دیوانہ وار حضرت کے پیچھے ہو گیا۔ مسجد پہنچ کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ اور کانپتے ہاتھوں کو جوڑ کر کہنے لگا "اللہ! مجھے معاف کر دیجئے۔ میں ہر گناہ سے توبہ کرتا ہوں۔"

آئندہ میں پوری زندگی آپ کے ارشاد کے مطابق گزاروں گا۔ چنانچہ آپ نے اتباع کتاب و سنت اور ادائیگی نماز کی تلقین کی۔ اس دن سے لال دین واقعی لال دین یعنی دین کا لال بن گیا۔ حضرت کا دست راست بن گیا۔ اور زندگی بھر کوئی نماز نہیں چھوڑی۔ بلکہ نماز تہجد بھی شروع کر دی۔ حضرت سوہدروی کی مسجد کا رنگ نمازی بلند آواز مؤذن اور حضرت موصوف کا سچا اور باوقار خادم بن گیا۔ اس کی اذان میں ایک کشش ہوتی تھی۔ اس کے بعد اسی چچا لال دین کو اللہ نے بیٹا دیا۔ اس نے حضرت کی محبت و شفقت کی وجہ سے اس کا نام "عبدالمجید" رکھا۔ ماشاء اللہ عبدالمجید سوہدروی بہت دین پسند، علم دوست اور پیکر شرافت و اخلاص ہے۔ اور حضرت سوہدروی کے پورے خاندان سے اسی طرح عقیدت رکھتا ہے جس طرح اس کے والد گرامی چچا لال دین عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ چچا لال دین کو رب نے بہت عزت و عظمت اور کاروبار میں برکت دی۔ آج بھی موصوف کی دوکان کا مین بازار سوہدرہ کی بہترین اور بارونق دوکانوں میں شمار ہوتا ہے۔ یقیناً یہ حضرت سوہدروی مرحوم کی خدمت اور دعا کا نتیجہ ہے۔ چچا لال دین آپ ہی سے نہیں آپ کے پورے خاندان کی حد درجہ عزت کرتا تھا۔ اور آپ کے خلاف کسی کی بات گوارا نہ کرتا تھا۔ اس کو منہ توڑ جواب دیتا تھا۔



ایک مرتبہ کسی نے آپ کے صاحبزادے حضرت حافظ محمد یوسف رحمہ اللہ کی شان میں کوئی غلط بات کی۔ اور ناروا طریقہ اپنایا۔ یہی لال دین حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا اگر آپ اجازت دیں تو میں اسے قتل نہ کر دوں؟ ایسے ہی دو اور آدمی بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور یہی پیشکش کی۔ ان میں ایک امیر آدمی تھا اور ایک تانگے والا تھا۔ مگر حضرت حافظ صاحب نے تینوں کو اس ناروا اقدام سے حکماً روک دیا۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْفَعْ دَرَجَاتِهٖ اٰمِیْن یٰ اَرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(۱۵) احسان عظیم

ایک مرتبہ ہمارے ایک ہم جماعت اور دوست صوفی محمد شریف صاحب اپنی مسجد غریبی سوہدرہ کی کھوئی (چھوٹا کنواں) جو چرخہ کے ساتھ ہوتا ہے) سے چرخہ کی بدو سے ڈول نکال رہے تھے کہ اچانک پاؤں پھسلا اور کھوئی میں جا گرے۔ پانی گرا تھا۔ اس وقت مسجد میں کوئی آدمی نہیں۔ حضرت مولانا عبد المجید اعظمی اللہ تعالیٰ مقامہ ساتھ دفتر میں کام کر رہے تھے۔ آپ کو جیسے کوئی اشارہ ہوا ہو باہر نکلے تو ڈول کو کھوئی میں لٹکا ہوا پایا۔ آگے ہو کر دیکھا تو صوفی صاحب اس میں گرے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا ڈول پر بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گئے۔ آپ نے چرخہ گھمانی شروع کی۔ چنانچہ صوفی صاحب دیکھتے ہی دیکھتے باہر آ گئے۔ حضرت صاحب کی اس نیکی سے صوفی صاحب کی جان بچ گئی۔ یہ کوئی ۳۲ سال پہلے کی بات ہے مگر صوفی صاحب اب تک مرحوم کا یہ احسان عظیم یاد کر کے انہیں دعا کرتے رہتے ہیں۔ کہ شکر ہے حضرت صاحب بروقت تشریف لے آئے اور مجھ غریب کی جان بچ گئی۔

(۱۵)

کرامات مولانا حافظ محمد یوسف سوہدرہ

(۱) آپ کی انسانوں میں قدر

آپ حضرت مولانا عبد المجید علیہ الرحمۃ کے سب سے بڑے بیٹے جو علم و حلم، اخلاص و وفا، زہد و تقویٰ، استقلال و استقامت، سادگی و متانت، وارث تہذیبی قرآن و سنت اور حب رسول میں اپنی مثال آپ تھے۔ حب رسول اللہ ﷺ کا یہ عالم تھا کہ آپ کا کوئی بھی قدم سنت نبوی کے منافی نہیں ہوتا تھا اور آپ کے عقائد و اعمال میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ نام و نمود اور دکھاوے کا کوئی پتہ ہی نہیں تھا۔ اہل اللہ کے اوصاف اکل حلال، صدق مقال، دنیا سے بے رغبتی، عقبی سے پیار، بے نفسی، اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَ الْبُغْضُ لِلّٰہِ کی جیتی جاگتی تصویر تھے۔ زندگی بھر قرآن و حدیث کی لوجہ اللہ تعلیم دیتے رہے۔ ہر کتب فکر آپ کو احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ بعض لوگ آ۔ کہ بے اللہ سمجھتے تھے۔ بریلوی مکتب کے لوگ آپ کو دلی کامل جانتے تھے۔ اور بعض لوگ آپ کے روکنے کے باوجود آپ کے ہاتھ پاؤں چومتے۔ اور آپ کی ہر طرح سے خدمت بجالاتے تھے۔ کوئی پھل پیش کرتا کوئی چائے کوئی بوتل اور کوئی پاؤں دباتا۔ میں نے یہ سب مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے ہوئے ہیں۔ کبھی مستان شاہ کی طرف چلے جاتے تو اہل تشیع آپ کو آنکھوں پر بٹھاتے۔ مگر آپ ان باتوں سے دور رہتے۔ اور زیادہ میل جول اور تفریق کو پسند نہ کرتے۔ سوہدرہ اور میلہ کے سب چوہدری سب علماء سب لوگ آپ کا احترام بجالاتے۔ چوہدری غلام قادر صاحب کو جب کبھی کہیں جانا ہوتا تو آپ کے پاؤں دبا کر جاتے۔ ان کا خیال تھا کہ اس طرح کام بن جاتا ہے۔ پتہ چلا ہے کہ آج



کل یہ چوہدری صاحب آپ کی قبر کو منھی چا پی کر کے جاتے ہیں، لیکن یہ غلو ہے۔ بعض دیگر فرقوں کے لوگ وصیت کرتے کہ ہماری نماز جنازہ حضرت حافظ صاحب پڑھائیں۔ سوہدرہ اور تلواریں آپ کے سینکڑوں ہزاروں شاکر ہیں۔ جو آپ کی بے حد قدر کرتے ہیں۔

بیلہ کے مولوی فیض احمد صاحب کا خیال تھا کہ آپ جب دعا کرتے تھے تو کام بن جاتا تھا چنانچہ یہ ان سے دعا کروا کے باہر جایا کرتے تھے۔ ایسے اور بھی کافی لوگ ہیں یہ عزت و کرامت ہر کسی کو نہیں ملتی۔ اسی کو ملتی ہے جو رب کا ہو جاتا ہے۔

### (۲) آپ کا جنوں میں احترام

جن بھی آپ کی عزت کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ملک غلام باری کی بیٹی کو جنوں کی شکایت ہو گئی۔ مولوی علم الدین صاحب، حکیم علی اصغر صاحب وغیرہ آئے مگر فرق نہ پڑا۔ جن نے بول کر کہا کہ حافظ محمد یوسف صاحب کو بلاؤ میں چلا جاؤں گا۔ چنانچہ اس نے آپ سے قرآن مجید کا کچھ حصہ پڑھنے کی فرمائش کی۔ اس نے آپ سے قرآن مجید سنا، پھر وہ نکل گیا۔

ایک مرتبہ لاہور ملکہ نور جہاں کے مزار کے قریب رہنے والا جن حضرت حافظ صاحب کی ملاقات و زیارت کے لئے آیا۔ اور تقریباً وہ آدھا گھنٹہ تک موصوف سے بات چیت کرتا رہا۔ یہ تقسیم ملک کے وقت کی بات ہے یہ واقعہ آپ نے خود مجھے بتایا۔ اور پوری گفتگو سنائی۔ یہ گفتگو دوسری کتاب میں احاطہ تحریر میں آئے گی۔

انشاء اللہ

آپ سے کئی مرتبہ میرے دور ان جنات ملاقات کرتے اور باقاعدہ السام علیکم آتے۔ یہ قیوں باتیں نور والہ صاحب سے میں نے سنی ہیں۔ ایک مرتبہ آپ نے مجھ سے نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ فلاں فلاں جگہ جنات رہتے ہیں اور اتنے اتنے

رہتے ہیں۔ لیکن وہ جنات آپ کا احترام بجا لاتے تھے۔ اور آپ کو کوئی گزند نہیں پہنچاتے تھے۔

### (۳) ایک عجیب واقعہ

ایک مرتبہ جنگو کی ضلع شیخوپورہ سے محمد اسلم ولد مولوی امان اللہ سوہدرے آیا۔ اور کہا مجھے دو ایک سال سے جنات کا عارضہ ہے۔ تین جنات ہیں جو میرے ساتھ رہتے ہیں۔ اگرچہ وہ مجھے تکلیف نہیں دیتے مگر پھر بھی وہ دوسری مخلوق ہے آخر طبیعت پر بوجھ تو رہتا ہے۔ میں بہت گھوما پھرا ہوں مگر وہ مجھے نہیں چھوڑتے۔ اب آپ کے پاس آیا ہوں کیونکہ انہوں نے خود کہا ہے کہ سوہدرے کے حافظ محمد یوسف صاحب سے ملو۔ وہ جس طرح فرمائیں گے ہم اسی طرح کر لیں گے۔ صبح کے وقت جب وہ آدمی آیا اس وقت میں بھی حضرت والد گرامی کے پاس بیٹھا تھا۔ آپ نے اپنی معذرت کی اور مجھے بتائے کہ کہا۔ چنانچہ میں وہاں گیا۔ لیکن الحمد للہ تین روز وہاں رہا تین روز اسے مطلق شکایت نہ ہوئی۔ ”وہاں کے لوگوں نے اسلم کی تصدیق کی اور بڑے بڑے عجیب اور خیر ان کن واقعات بتائے۔“

### (۴) دعا کی قبولیت

ایسے متعدد افراد ہیں کہ حضرت حافظ صاحب کی دعا کی برکت سے ان کے مسائل حل ہو گئے۔ بعض کو اولاد مل گئی، بعض کو دولت، بعض کو عزت، بعض کو ملازمت۔ غرضی ہذا القیاس۔ بہت سے لوگ نزدیک و دور سے اب ہمارے پاس آتے ہیں۔ ہم وہی حضرت حافظ صاحب مرحوم کے بتائے اور اٹھائے ہوئے وظائف استعمال میں لاتے ہیں۔ رب تعالیٰ اکثر شفا عطا فرما دیتا ہے۔

(۱) یہ واقعہ بھی متصل ہے جس کی یہاں پہچانش نہیں۔ یہ کسی اور جگہ بیان کیا جائے گا۔



سودہ رے کے ملک محمد یوسف ٹھیکیدار کی والدہ کا کرنا تھا جب بھی میں نے آپ سے دعا کروائی میرا مسئلہ حل ہو گیا۔

کراچی کے ملک ظفر صاحب کی والدہ مرحومہ کا بھی یہی خیال تھا کہ آپ کی دعا اثر رکھتی ہے۔ چنانچہ اللہ نے ان کی غربت ایسی ختم کر دی کہ لاکھوں کروڑوں میں کھیلنے لگے۔ اور اللہ نے ان پر اپنے رزق کے دروازے کھول دیئے۔

### (۵) آپ کی ایک کرامت

جب کبھی بارش نہ ہوتی اور قحط کا سماں ہوتا تو آپ نماز استسقاء ادا فرماتے۔ اللہ تعالیٰ اکثر اسی روز بارش نازل فرما دیتے۔ بہت دفعہ آپ کی دعا سے ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتیں۔ بہت سے لوگ آپ کی والدہ دعا کو دیکھ کر کہتے: اب دعا عرش پر پہنچ چکی ہے۔ آپ کو بکثرت مسنون دعائیں یاد تھیں۔ اتنی دعائیں کم ہی کسی کو یاد ہوں گی۔ آپ بڑے سوز و گداز سے ان کو پڑھا کرتے تھے۔ آپ اکثر قنوت نازلہ پڑھتے تھے۔ آپ آخر عمر میں نحیف ہو چکے تھے مگر باوجود کمزوری کے جب آپ دعاؤں میں مصروف ہو جاتے تھے تو ذرا نہیں تھکتے تھے۔ لیکن آفریں آپ کے مقتدیوں پر وہ بھی آپ کی لمبی دعاؤں سے نہیں اکتاتے تھے۔ اور شوق سے پیچھے کھڑے رہتے تھے۔

### (۶) نگاہ کی پاکیزگی

آپ کی نظر کافی کمزور تھی مگر پھر بھی آپ ہمیشہ نظر نہ کا کر رکھتے۔ آپ نے کبھی امروا وغیرہ ڈھکی کے نیچے اور عورت کو آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا۔ اور اس بات کا ہر فرد شاہد ہے۔ آپ کی اسی (۸۰) برس عمر تھی پوری زندگی آپ نے اس کی پابندی فرمائی۔ جس طرح آپ برہا پے میں تھے جوانی میں بھی اسی طرح پاکباز تھے۔ اس بات کا پورا اعلاۃ شاہد ہے۔ ایسی مثالیں آپ کو شاید ہی کہیں نظر آئیں۔

### (۷) دعائیں تاثیر کے بنیادی اسباب

ایک مرتبہ کوئی عورت آپ کے مطب پر آپ سے دوا لینے آئی۔ اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کرتی جاتی۔ آپ خاموش رہے۔ بالآخر عورت نے کہا: شاید آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ آپ نے کہا: ”بی بی! جس شریعت کو ہم مانتے ہیں اس میں مرد کے لیے غیر محرم عورت کو دیکھنا حرام ہے، جب میں تجھے دیکھتا ہی نہیں تو پہچان کیسے ہو سکتی ہے؟ تم نہ میرا وقت ضائع کرو نہ اپنا۔ دوا لو اور جا کر مریض کو کھلاؤ، اللہ شفا دینے والا ہے۔ اور یہاں بیٹھ کر اپنا وقت ضائع نہ کرو۔ اور زیادہ بولنے سے احتیاط کیا کرو۔ کیونکہ انسان جو بولتا ہے فرشتے لکھ لیتے ہیں۔“

ایک ولی اللہ کے لئے ایمان اور تقویٰ بنیادی شرائط ہیں۔ اور تقویٰ میں اکل حلال، صدق مقال، زہد، کم خوری، استغناء، دل و دماغ، نظر اور شہوت پر قابو پانا بنیادی اعمال ہیں۔ آپ کو حق تعالیٰ نے یہ سب اوصاف بدرجہ اتم ودیعت فرما رکھے تھے۔ یہی وجہ ہے جو آپ کی دعا اور دم بھلاؤں میں اثر تھا۔

بندہ کو وہ ایک بار جسمانی خارجی معمولی سی تکلیف کا احساس ہوا۔ میں نے حضرت والد کرامی سے دم کروایا اللہ نے اسی وقت شفاء عطا فرمادی۔ اور کمال یہ کہ وہ تکلیف ۲۲ امروا دوبارہ نہیں ہوئی۔ دوسرے آپ کے دم کی جو ٹھنڈک پہنچی اور سکون نصیب ہوا اس کا اندازہ بھی سکون بہم پہنچا دیتا ہے۔

### (۸) جانور بھی بات مانتے تھے

بہت سے لوگ جانوروں کے لئے چارہ، آنا وغیرہ دم کر داتے آتے آپ دم کر کے دیتے، اللہ تعالیٰ جانوروں کو شفا دے دیتا۔ تلوڑے کا ایک شخص میرے پاس آیا۔ وہ بیان کرنے لگا کہ میری گائے دودھ نہیں دے رہی تھی۔ میں حضرت حافظ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنی گزارش پیش کی۔ آپ نے فرمایا: ”اس



کے کان میں میرا پیغام دینا کہ حافظ صاحب کہتے ہیں "اب دودھ دینا شروع کر دے"۔ اس آدمی نے خود مجھ سے کہا کہ میں حضرت حافظ صاحب کی طرف سے گائے کے کان میں یہی پیغام دیا۔ چنانچہ اس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔ میں نے کہا سچ کہہ رہے ہو۔ اس نے کہا اللہ جانتا ہے سچ کہہ رہا ہوں۔

### (۹) چند عجوبات

آپ نے جو حج کیا وہ بہت مخفی کیا۔ یعنی اس کی کسی کو کانوں کان خبر نہیں۔ جاتے اور آتے سوائے آپ کی گرامی قدر اہلیہ صاحبہ کے کسی کو پتہ نہ تھا۔ میرا اندازہ ہے آپ ذی منزلت والد صاحب کو بھی پتہ نہ تھا۔

جب ۱۵ء میں آپ حج پر گئے ان دنوں آب زمزم پر کوئی نیوب دیل نہیں تھا۔ کنویں کا پانی جلد ختم ہو جاتا تھا۔ بہت سے لوگوں کو پانی ملتا تھا اور بہت سے لوگ محروم رہ جاتے تھے۔ مگر آپ کبھی محروم نہ رہے روزانہ آپ کو دافریانی ملتا رہا۔

آپ کی خواہش تھی کہ اللہ کرے کبھی خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کا موقع مل جائے اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ خواہش بھی پوری فرمائی اور آپ کو خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کا موقع مل گیا۔ حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اندر جانے کا بلا شاہوں اور شہزادوں اور بڑے خاص قسم کے لوگوں کو ہی موقع ملتا ہے۔ کوئی دوسرا اندر جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔

ایک مرتبہ وہیں بیت اللہ میں آپ کا تھیلہ گم ہو گیا جس میں ملادہ اور چیزوں کے آپ کا چشمہ بھی تھا وہ چشمہ اسپیشل بنوا ہوا تھا کیونکہ حد سے زیادہ نظر کا کام کر کے نظر کافی کمزور ہو چکی تھی۔ وہ دو نمبروں کے شیشے لگا کر تیار ہوتا تھا۔ اس چشمے کے گم ہونے سے آپ کو بہت پریشانی لاحق ہوئی۔ تلاش بسیار کے باوجود وہ تھیلہ آپ کو نہ ملا۔ اور ایک طرف بیٹھ گئے۔ کیونکہ کام نہ چلتا تھا۔ آپ نے محروم و مجبور

حالت میں اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہا۔ "اے احکم الحاکمین! اگر آپ سچے ہیں اور یہ بیت اللہ آپ کا گھر ہے تو میرا تھیلہ مجھے دلوادیں"۔ اللہ تعالیٰ کی شان آپ نے بعد میں ادا کر دیا تھا پھر اتنا تھیلہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ کوئی اعتراض نہ کر دے اور اصل یہ ایک رب کے دوست کا اپنے رب سے ناز کا انداز ہے۔

### (۱۰) رب آپ کی خواہش کا خیال فرماتا

آپ نے بیان کیا۔ ایک بار میں اللہ کی مخلوق کو دیکھتے چڑیا گھر گیا۔ جب مور کو دیکھا تو میرے دل میں خیال آیا۔ کہ کبھی یہ اپنے پر کھول کر چلے۔ تاکہ میں اسے اس حالت میں دیکھوں۔ اللہ کی قدرت اسی وقت اس نے اپنے پر کھول دئے۔

کئی بار ایسا ہوا اور خواہش کی اور اللہ تعالیٰ نے پوری فرمادی۔

اس طرح آپ کی دعا تھی۔ "اے اللہ! مجھے مقروض اور کسی کا محتاج نہ رکھنا"۔ چنانچہ آپ کی یہ دعا حرف بحرف پوری ہوئی اور آپ کو پوری زندگی کسی سے ایک روپے تک کا قرض نہ لینا پڑا۔ نہ مالی طور پر کسی کے محتاج ہوئے۔

### (۱۱) آپ اور قرآن

ملک بشیر صاحب کا بیان ہے مسجد میں کوئی حافظ نہ تھا آپ کے والد گرامی تراویح میں ہاتھ میں قرآن مجید پکڑ کر سنایا کرتے تھے۔ ایک بار ماہ رمضان المبارک سے چھ ماہ قبل آپ کے والد گرامی نے فرمایا۔ اگر تم حافظ قرآن ہو جاتے تو کتنی اچھی بات تھی۔ یہ سن کر آپ نے قرآن حفظ کرنا شروع کر دیا۔ اللہ کے فضل سے چھ ماہ میں قرآن مجید حفظ کر کے رمضان المبارک میں پہلی سنا دیا۔

### (۱۲) نماز سے محبت

ملک محمد بشیر صاحب پان دہائے گزشتہ ہیں۔ میں میہ ہسپتال لاہور میں زیر علاج تھا۔ میرا بھائی رکا آپ پیش تھا۔ آپ بھی اسی ہسپتال میں داخل تھے اور دوسرے بہتر



پر صاحب فراش تھے آپ کو گردوں کی تکلیف تھی۔ میں دل میں نماز کے بارے میں غور کر رہا تھا کہ کیا کروں۔ میرا رجحان یہ ہو رہا تھا کہ ہسپتال سے فارغ ہونے کے بعد میں ساری نمازیں اکٹھی پڑھ لوں گا وغیرہ۔ یہ میں سوچ ہی رہا تھا کہ حضرت حافظ صاحب فرماتے لگے۔ بشیر بھائی! دیکھو، نماز ہرگز ترک نہ کرنا، نہ مؤخر کرنا، جس طرح بھی ہو، نکلے ساتھ ساتھ یہ فریضہ ادا کرتے جانا، خواہ لیٹ کر پڑھ لو، خواہ اشارے سے پڑھ لو، بس پڑھ ضرور لو۔ میں نے کہا۔ ”بہت بہتر“۔ چنانچہ میں ان کی ہدایت کے مطابق الحمد للہ سب نمازیں ادا کرتا رہا۔

آپ کو چند باتوں سے بہت پیار تھا۔ بروقت اذان دینا، باجماعت نماز ادا کرنا، قرآن وحدیث کی تدریس اور اسلام کی دعوت وتبلیغ کرنا۔ آپ سب شاگردوں کو ان کی حفاظت کی تلقین فرماتے رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے جس مسجد میں یہ امور سرانجام دیئے جاتے ہوں سمجھ لو وہ صحیح طور پر آباد ہے۔ الحمد للہ یہ کام آپ کی بابرکت زندگی میں بھی ہوتے رہے اور آپ کے بعد بھی ہو رہے ہیں۔ اللہ استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

(۱۳) علاقے کا سب سے بہتر اور نیک انسان

ملک نواب خان نوشہروی مرحوم بہت نیک دل انسان تھے، ان کا بیان ہے کہ میں سوہدرہ کے سب سے بہتر اور سب سے نیک آدمی کا پتہ کرنا چاہتا تھا کہ کون ہے۔ تاکہ اس نیک ترین انسان (یعنی ولی اللہ) سے کمرابطنہ رکھوں اور اس کی مجلس اختیار کروں۔ لیکن کیسے پتہ کر دوں۔ کیونکہ یہاں بڑے بڑے اچھے لوگ بستے تھے۔ مگر ہر ایک کے باطن اور صحیح مرتبہ کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ کہتے ہیں میں اسی فکر میں تھا کہ ایک شب میں نے خواب دیکھا کہ وسیع و عریض میدان ہے۔ بے شمار لوگ ہیں۔ ایک جانب بہت بڑا اور اونچا شیخ لگا ہوا ہے۔ اس پر سب سے نمایاں اور

سب سے اونچی جگہ پر حضرت المحترم حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی نظر آئے باقی سب نیچے اور اس شیخ کے آس پاس کھڑے تھے۔ یہ پیارا خواب دیکھ کر میرے دل و دماغ کو سکون حاصل ہوا کیونکہ میرے سوال کا مجھے جواب مل چکا تھا۔ کہ شکر ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے بہتر انسان مجھے بتا اور دکھا دیا۔ چنانچہ ملک نواب دین صاحب نوشہروی مرحوم نے خوشی خوشی اپنا یہ خواب نہ صرف حضرت والد گرامی حضرت حافظ محمد یوسف صاحب رحمہ اللہ کو بتایا بلکہ اپنے گھر میں بھی افراد خانہ سے اس کا ذکر کیا۔ ملک نواب دین صاحب نوشہروی کا یہ خواب مجھے محترمہ والدہ صاحبہ نے بھی بتایا۔ اور موصوف کے بیٹے ملک محمد یوسف نوشہروی مرحوم نے بھی بتایا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ نوشہروی خاندان کو حضرت حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی سے والہانہ عقیدت تھی۔

آپ نے حکمیر تحریر کبھی ضائع نہ ہونے دی۔ ہمیشہ باجماعت نماز کا اہتمام کرتے۔ بہت سے لوگوں کے کام آتے۔ مگر آپ نے کسی سے نہ کوئی کام لیا نہ قرض۔ آپ نے متعدد افراد کو قرض دیا۔ مگر آپ کا ریکارڈ ہے آپ نے پوری زندگی کسی سے قرض نہیں لیا۔ ایک نوجوان کو تعلیم کے لیے رقم کی ضرورت پڑ گئی۔ تھوڑے بہت غریب۔ آپ نے اس کا مالی ہاتھ بٹایا۔ آپ کی اعانت سے اس نے ایف۔ اے کیا۔ پھر بی اے اور ایم اے کیا۔ پہلے پیکچر ہوا۔ پھر پروفیسر بن گیا۔ اس نے دین دنیا میں بہت ترقی کی۔

ایک اور شخص آیا کہ میں بہت غریب آدمی ہوں۔ اگر مجھے آٹھ ہزار روپے مل جائیں تو میں فلاں قطع زمین خرید کر اس میں اپنا کام کر سکتا ہوں۔ آپ نے اسے یکمشت 8000/- آٹھ ہزار روپے دے دیے اور کہا تم مجھے ہر ماہ ایک سو روپیہ واپس کرتے جانا۔ اس وقت کا سو (۱۰۰) آج کل کے ایک ہزار روپے سے زیادہ تھا اس



کی یہ جگہ اس وقت ۳ لاکھ سے کم نہ ہوگی۔ پھر یہ کہ جن سے تعاون فرمایا ان سے آپ کو کوئی غرض نہ تھی۔ اسے کہتے ہیں بے لوث تعاون۔ اس آدمی نے یہ بات مجھ سے کی۔ اور کہا آپ نے تاکید کی تھی کہ اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ اندازہ لگائیں یہ کتنا بڑا ایثار ہے۔ دور حاضر میں ایسی مثالیں آپ کو بہت کم نظر آئیں گی۔

پوری زندگی تدریس اور امامت و خطابت بلا معاوضہ کرتے رہے۔ اس سلسلے میں آپ نے نہ کبھی پیسے کا مطالبہ کیا نہ کبھی کسی سے امید رکھی۔

آپ اپنے والدین کے بہت خد متکرا رہے۔ روزانہ بعد از نماز مغرب والد صاحب کو دیا کرتے تھے۔ لکھائی پڑھائی ہو یا کچھ اور ان کا ہر کام تا آخر خوشی سے کرتے رہے۔

ایک عہد کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ آپ نے شہر وزیر آباد میں کسی شخص سے کسی کام کے لیے ملاقات کی۔ دن اور وقت طے کیا۔ مگر اللہ کی قدرت اس روز تیز بارش شروع ہو گئی۔ جوانی کا وقت تھا آپ نے ہائیکل لی اور تیز برستی بارش میں عین وقت پر اس کے پاس پہنچ گئے۔ وہ منتظر شخص حیران رہ گیا کیونکہ ایسی مثال اس نے دیکھی ہی نہیں تھی۔

اگر آپ چاہتے تو آپ کے ارد گرد دولت کی ریل بیل ہوتی۔ رہنے کے لیے بنگلہ ہوتا سواری کے لیے گاڑی ہوتی بازار میں دوکانیں شہروں میں پلاٹ اور بیسیوں ایکڑ زرعی اراضی ہوتی۔ اور آگے پیچھے خادم و ملازم بھگتے نظر آتے۔ ریسرچ ٹھانڈے ہاتھ ہوتی مگر آپ نے کسی ایک چیز کو بھی پسند نہ کیا۔ اور اگر پسند کیا تو فقر و انکسار کو پسند فرمایا۔ کیونکہ یہی سنت شریف کو نین ملتی ہے۔

آپ نے رزق حلال کا بہت خیال رکھا۔ ہمیشہ حلال رزق کمایا۔ اور اپنے اہل و عیال کو بھی حلال ہی کھلایا۔ آپ بڑے اتھے طیب تھے اور اپنے ہاتھوں سے

دوا میں کوٹ پیس کر مریضوں کو دیتے تھے۔ میں نے آپ کو کام کرتے کرتے پینہ چھوٹے دیکھا ہے۔ میں نے کسی طبیب کو اتنی محنت کرتے نہیں دیکھا۔ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو بے حد پسند ہیں۔ اسی لیے تو آپ کو مرتبہ قبولیت اور منزل قرب حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے خواص و عوام کو بھی ایسا ہی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

### (۱۴) آپ کو خراش تک نہ آئی

ایک دفعہ آپ بغرض علاج اسلام آباد تشریف لے گئے۔ بہت سادہ لباس اور بڑے کمزور تھے اور بیٹائی بھی کمزور تھی۔ ٹرین میں رش کی وجہ سے سیٹ نہ ملی۔ وہیں دروازے میں بیٹھ گئے۔ آپ کا جسمانی بیلنس صحیح نہ رہا۔ اور اچانک گاڑی سے نیچے گر گئے۔ کسی نے زنجیر کھینچ دی۔ کچھ آگے جا کر گاڑی رک گئی۔ لوگوں نے یقین کر لیا کہ گرنے والا بزرگ آدمی مارا گیا۔ لیکن اللہ کی قدرت آپ صحیح سالم رہے اور آپ کو خراش تک نہ آئی۔ آپ نے بتایا میں اٹھنا چاہتا تھا۔ مگر اوپر سے جیسے مجھے کسی نے دبا رکھا تھا۔ اور نیچے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے بستر بچھا رکھا ہو۔

آپ نے یہ واقعہ کسی کو نہ بتایا۔ جب غالباً ۸۸ء میں میرے پاس کوئٹہ تشریف لائے تو مجھے بتایا۔ ایک روز اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگے مجھے یوں لگتا تھا جیسے مجھے کسی نے لٹا کر اوپر سے دبا رکھا ہو جب گاڑی پوری گزر گئی تو وہ دباؤ اور گرفت دور ہو گئی۔ اور میں اللہ کی توفیق سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

### (۱۵) آپ کی وظیفے کی برکت

مولوی عطاء اللہ صاحب منچر مشن ہائی سکول وزیر آباد کا بیان ہے۔ ایک مرتبہ اچانک مجھ پر مقدمات کی ابتلاء گئی۔ جس سے میں کلنی پریشان تھا۔ دن رات ادھر ہی دھیان رہتا تھا۔ کہ کسی طرح ان ناگمانی مصیبتوں سے میری جان چھوٹ جائے۔



مولوی صاحب کہنے لگے ایک روز میں حضرت حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اپنا دکھڑا بیان کیا کیونکہ میری نظر میں دور دور تک آپ سے بہتر کوئی شخص نہ تھا۔ آپ نے مجھے یہ وظیفہ بکثرت پڑھنے کے لئے بتایا: حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ چنانچہ میں نے یہ وظیفہ کثرت سے پڑھنا شروع کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کچھ ایسا کرم کر دیا۔ اور دونوں میں مقدمات کی پریشانیوں سے جان چھوٹ گئی۔ اور میرا جسم پھول کی طرح ہلکا ہو گیا۔

### (۱۶) انتہائی سادگی

آپ نے پوری زندگی کبھی قیمتی لباس، قیمتی ٹوپی، قیمتی جوتا اور قیمتی چھتری استعمال نہیں کی۔ آپ کا کھانا تکلفات سے مبرا ہوتا تھا۔ کبھی ہاتھ والی گھڑی نہیں لگائی۔ کبھی پگڑی استعمال نہیں کی۔ کیونکہ اس میں شملہ اور ملکہ (کلنی) ہوتی ہے۔ اور مانع لگائی پڑتی ہے غسل کے لیے کبھی دلائی صابن استعمال نہیں کیا۔ شیمپو یا پرفیوم کا آپ کو پتہ ہی نہیں تھا کہ کیا ہوتی ہے۔ ایک مرتبہ والدہ محترمہ نے آپ کے کپڑے استری کر دیے۔ جس پر آپ سخت ناراض ہوئے۔ اور کپڑے پھل کر چرچر کر ڈال دیے یعنی ان کی اچھی طرح استری تو ذکر پھر پینے میں نے کبھی انہیں اچھی اور قیمتی چیزیں کھاتے نہیں دیکھا۔ آپ نے پوری زندگی مسند کے پیچھے تکیہ نہیں رکھا۔ کبھی چلتے وقت جوتے بدل جاتے یعنی دایاں جوتا بائیں پاؤں میں اور بائیں جوتا دائیں پاؤں میں۔ اسی طرح سینے کے بٹن کھلے ہیں تو کھلے ہیں۔ سر پر گاہے کپڑے کی معمولی ٹوپی۔ گاہے ٹکڑوں کی۔ اور آخری عمر میں عموماً ننگے سر رہتے۔ باہر اٹکے ہوئے جب تھک جاتے تو گھروں کے تھڑے پر بیٹھ جاتے۔ کبھی کھیل تماشا نہیں دیکھا۔ سونے کی چارپائی عموماً گھڑی ہوتی۔ کبھی چارپائی پر کبھی زمین پر بیٹھ کر کھانا کھاتے۔

پوری زندگی گھر میں میک اپ کا سامان نہیں لائے۔ آپ اپنے اہل و عیال کے لیے بھی سادگی کو پسند کرتے۔ آپ نے کبھی انگوٹھی نہیں پہنی۔ آپ کی آنے جانے کے لیے ایک ہائیکل تھی وہ بھی سادہ تھی۔ غرض آپ میں انتہائی سادگی تھی۔ لیکن زیرک اور دانالائق اور صاحب فضل و کمال اتنے کہ جس کی کوئی انتہائی نہیں۔

### (۱۷) عبادت و ریاضت

آپ ہر وقت ذکر الہی کرتے رہتے تھے۔ درود شریف کے بہت قائل تھے۔ بکثرت درود پڑھتے اور دوسروں کو بھی اکثر درود شریف پڑھنے کا کہتے رہتے تھے۔ اور جو وقت ملتا تو قرآن مجید تلاوت کرتے۔ اور دن رات کثیر نوافل پڑھتے۔ نماز تہجد اشراق اور نماز تسبیح تقریباً روزانہ پڑھتے۔ روزے بکثرت رکھتے۔ ان کے روزوں کا کوئی اندازہ ہی نہیں۔ آپ ہمیشہ اعتکاف بیٹھتے۔ آپ زندگی میں ۶۳ مرتبہ اعتکاف بیٹھے۔ اور اعتکاف میں آپ کا ایک خاص ٹائم ٹیبل ہوتا تھا۔ جس پر آپ بڑی پابندی سے عمل کرتے تھے۔ آپ گھر اہل و عیال سے مل کر مسجد آ جاتے اور عید کی رات ہمیشہ مسجد میں گزارتے حالانکہ یہ رات محکمین (یعنی اعتکاف بیٹھے والوں) کے لیے مسجد میں گزارنا بہت مشکل ہوتا ہے اور صبح عید کے روز گھر تشریف لے جاتے۔ آپ نماز نفل میں کافی لمبا قیام فرماتے۔ اور نہایت سکون سے نماز پڑھتے۔ آخری عمر میں زیادہ کھڑے نہیں ہو سکتے تھے تو بیٹھ کر نفل پڑھتے۔ اور نفل کبھی ترک نہیں کئے۔ ہمیشہ پاک صاف رہتے آپ کی زندگی دیکھ کر ہی کافی لوگوں کی کلیا پٹ گئی۔

### (۱۸) زہد و استغناء

آپ کا مکان بے حد بوسیدہ اور تنگ و تاریک تھا۔ حضرت دادا جان علیہ الرحمۃ کی وفات کے بعد ان کے ملحق مکان سے کچھ حصہ ملا۔ بندہ اور والدہ محترمہ کے اصرار پر تھوڑی ادھیر بن کر ناپڑی۔ آپ مزدوروں کو روزانہ چپے دیتے تھے۔



تاکہ بمطابق حدیث نبوی ﷺ ان کا پسند خشک ہونے سے پہلے انہیں مزدوری مل جائے۔ مزدور کوئی چور قسم کے تھے۔ ایک روز انہوں نے نظر بچا کر چوبیس ہزار روپے کی خطیر رقم چوری کر لی۔ خیر کمرے تو تعمیر ہو گئے۔ مگر اس بات کا کسی طرح باہر بھی پتہ چل گیا۔ ایک چوہدری صاحب جو اس وقت بڑے اثر والے تھے اور حضرت حافظ صاحب سے بڑی عقیدت رکھتے تھے انہوں نے بذریعہ پولیس چوروں سے پوری رقم نکلوا کر حضرت والد صاحب کو بھجوا دی۔ جب یہ رقم حضرت والد گرامی کی خدمت عالیہ میں پیش کی گئی تو آپ بہت برحیم ہوئے کہ یہ رقم کیوں لائے ہو؟ میں نے تو یہ آخرت کے لیے رکھی تھی۔

اس وقت مذکورہ رقم آج کل کے حساب سے کے ایک لاکھ روپے سے کم نہ ہوگی۔ یہ واقعہ بتا رہا ہے کہ آپ میں حد درجہ زہد، حد درجہ استغناء اور حد درجہ ہمدردی اور حد درجہ آخرت پر یقین تھا۔ اس دور میں ایسی مثالیں تلاش کرنا آسان نہیں۔

### (۱۹) ایثار و قربانی

آپ کے قوی اور خصوصاً نظر دب زیادہ کمزور ہو گئی تو آپ نے مین بازار میں مطلب کرنا چھوڑ دیا۔ اور اپنے والد گرامی حضرت مولانا عبدالجید سوہدروی رحمہ اللہ کے دفتر میں منتقل ہو گئے۔ جہاں مرحوم اخبار، کتب، رسائل اور ادویات کا کام کرتے تھے ان کی نشست کرسی پر تھی۔ مگر آپ نے بازار و مطلب کی طرح یہاں بھی فرش کی نشست گاہ ہی کو پسند کیا۔ مین بازار میں آپ کی اپنی ذاتی دوکان تھی۔ جو آپ نے نیلای میں خریدی تھی۔ لیکن وہ دوکان آپ نے اپنے کمزور اور غریب بہنوئی صاحب کو اصل قیمت خرید پر دے دی تھی۔ اور کافی سال ان کے کرایہ دار بن کر دوکان کرتے رہے۔ جب آپ کے بہنوئی صاحب کا سو کام کرنے کا ہوا تو والد گرامی نے

فورا دوکان ان کے حوالے کر دی۔ اور اپنا مطلب بازار میں دوسری جگہ منتقل کر لیا۔ جس کا کرایہ آپ کے عقیدت مند ملک نواب خان نوشہروی رحمہ اللہ کے فرزند ملک محمد یونس مرحوم ادا کر دیتے تھے۔ اور یہ بات بھی انہوں نے حضرت والد صاحب سے منت کر کے منوائی۔ اس نیکی کا صلہ اللہ تعالیٰ نے ملک محمد یونس صاحب کو یہاں بھی دیا اور اس قدر خوشحال کر دیا کہ سبحان اللہ۔ اور وہاں بھی دے گا۔ انشاء اللہ۔

اب والد صاحب یہاں آبائی دفتر میں کام کرنے لگے۔ کچھ آپ کو پیسوں سے محبت نہیں تھی اور کچھ آپ کی نظر کمزور تھی جو پیسے سنبھالتے گاہے نوٹ زمین پر اوھر ادھر بکھرے پڑے رہتے۔ آپ کے ایک شاگرد صوفی محمد بشیر ساکن ٹکواڑہ جب آپ سے قرآن مجید پڑھنے کے لیے آتے تو وہ نوٹ آپ کو اکٹھے کر کے دیتے۔ یہ بات صوفی صاحب نے مجھے خود بتائی۔ کسی طرح اس بات کا چند شریہ لڑکوں کو پتہ چل گیا۔ ایک روز انہوں نے نظر بچا کر رقم چوری کر لی۔ کتنی رقم تھی۔ اس کا علم نہیں۔ انہوں نے وہ رقم اڑانے کے لیے بازار کا رخ کیا۔ مگر جب جیب میں ہاتھ ڈالا تو وہ پیسے سنبھالے (چھوٹے ساپ) بن چکے تھے۔ دوسرے نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو اس کے پیسے بھی سنبھالے بن گئے تھے۔ تیسرے کے ساتھ بھی اسی طرح ہوا۔ وہ گھبرا گئے مگر انہیں سمجھ آ گئی کہ ہم نے حضرت حافظ صاحب کے ساتھ اچھا نہیں کیا۔ واپس آ کر وہ سنبھالے اسی کمرے میں رکھنا چاہے تو وہ دوبارہ پیسے بن گئے۔ اور وہ انہیں وہیں پھینک کر بھاگ گئے۔ یہ بات ایک چور نے اپنے ایک دوست کو بتائی۔ اس نے اپنی والدہ کو بتائی۔ وہ ہمارے شے والی تھی۔ اس کا نام سرداراں تھا۔ سرداراں نے یہ بات مجھے بتائی۔ اس وقت میرے ساتھ دو ایک اور بھی عزیز تھے۔ ان کو بھی اس واقعے کا علم ہے۔ والد صاحب بھی زندہ تھے۔ اس بات کو ہم نے نہیں پھیلایا کیونکہ حضرت والد گرامی اس بات کو بچا لینا ہرگز پسند نہیں کرتے تھے۔



## (۲۰) آپریشن کے دوران تلاوت قرآن

آخری ایام میں آپ کو مختلف جسرانی عوارضات نے درجہ واپراپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا۔ ان عوارضات میں ایک پیشاب کا عارضہ تھا۔ آپ کو میو ہسپتال لاہور میں لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے مٹانے کا آپریشن کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ ایک روز آپ کو آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔ جب آپ کو آپریشن کے بعد واپس بند پر لایا گیا تو ہم نے آپ کا حال پوچھا۔ تو فرمایا میں آپریشن کے وقت میری زبان پر قرآن مجید کی یہ آیت جاری ہو گئی: حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (توبہ: ۳۹) اور الحمد للہ مجھے آپریشن کے دوران ذرا خوف یا گھبراہٹ یا کوئی تکلیف لاحق نہ ہوئی۔

## (۲۱) اور او دو طائف

آپ ہمہ وقت ذکر الہی میں مشغول رہتے۔ اور ہمیشہ اللہ کا شکر ادا کرتے۔ آپ زبان اقدس پر اکثر یہ جملہ رہتا "أَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ" یعنی دکھ سکھ، تنگی ترشی، صحت اور بیماری ہر حالت میں اللہ کا شکر ہے۔

آپ ہمیشہ دوسروں کو بھی تلقین فرماتے کہ فضول بولنے سے چپ رہنا بہتر ہے۔ اور چپ رہنے سے ذکر الہی کرنا بہتر ہے۔ آپ فرمایا کرتے کہ کثرت سے ذکر الہی کرو اس سے سکون بھی ملے گا اور الجھے ہوئے مسائل بھی حل ہو جائیں گے۔ ایک مرتبہ آپ کی سوہرہ والی ہمیشہ صاحب نے پوچھا مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔ فرمایا کثرت سے "اللہ اللہ" پڑھو۔ آپ کا کوئی وقت ذکر الہی کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔ آپ جس قدر زیادہ ذکر کریں گی اسی قدر آپ کے حق میں بہتر ہو گا۔

آپ کی والدہ والی ہمیشہ صاحب نے بتایا۔ (شروع شروع میں ہمارے گھر میں تنگ دستی تھی، میں پریشان رہتی تھی۔ ایک روز میں نے کہا۔ بھائی جان! ہاتھ تنگ

رہتا ہے۔ ایسا کوئی وظیفہ بتائیں۔ جس سے یہ مسائل حل ہو جائیں۔ آپ نے کہا۔ یہ پڑھا کرو: يَا اللَّهُ يَا آخِذُ بِالنَّاصِطِ اور اول آخر "اللہ بارود و ابراہیمی پڑھ لیا کرو۔ آپ کہتی ہیں۔ جب سے میں نے یہ وظیفہ شروع کیا اللہ تعالیٰ نے رزق کی فراوانی کر دی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے ہمارے دن پھر گئے۔ آپ کی یہی ہمیشہ صاحب بتاتی ہیں۔ مجھے جسم میں درد رہنے لگا تھا۔ میں نے کہا۔ بھائی جان! مجھے اس کا کوئی علاج بتائیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دعا پڑھتی جاؤ اور درد والی جگہ پر ہاتھ پھیرتی جاؤ۔ دعا یہ ہے اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا آجِدُ وَأُحَاذِرُ آپ فرماتی ہیں۔ الحمد للہ اس دعا سے مجھے کافی فائدہ ہوا۔

## (۲۲) رات کی تاریکی میں نور کی شعلع

سوہرہ کے حاجی عبدالغنی زرگر مرحوم کی بڑی بیٹی نواب بیگم مرحومہ کا بیان ہے کہ میں ایک رات اپنے مکان کی چھت پر چڑھی تو حضرت حافظ صاحب کے گھر سے ایک نورانی شعلع آسمان کی طرف دور تک جاری تھی۔ میں حیران تھی کہ یہ شعلع کیسی ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا میں نے ذرا اوپر ہو کر دیکھا تو محترم حافظ صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ سے لے کر بہت بلندی تک وہ شعلع اوپر کی طرف جاری تھی۔ نواب بیگم مرحومہ نے یہ ذکر ہمارے گھر کیا۔

## (۲۳) ایک مقدمہ کا فیصلہ

ہمیشہ کے مکان کی چلی منزل میں ایک خاندان رہتا تھا۔ وہ شروع میں منت مباحثت کر کے اجازت لے کر وقت گزاری کے لیے بیٹھ گیا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اس نے قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ اور بالآخر وہ لوگ مالک بن بیٹھے۔ ظاہر ہے یہ ان کی زیادتی تھی۔ مقدمہ شروع ہو گیا۔ جو کافی عرصہ تک رہا۔ جب فیصلہ ان کے حق میں ہوتا وہ اوپر کی عدالت میں چلے جاتے۔ ایک روز والد صاحب نے فرمایا کبھی حج ایسا



فیصلہ کر دے کہ قابض گروپ کو اوپر کی عدالت میں جانے کی گنجائش ہی نہ رہے۔ اور اگر یہ دوما کے اندر اندر مکان خالی نہ کرے تو جرمانہ کر دے۔ چنانچہ جج نے جو فیصلہ سنایا وہ ٹھیک اسی طرح سنایا جس طرح والد گرامی نے فرمایا تھا۔ لیکن نوید کے وقت حضرت والد صاحب اعلیٰ اللہ مقامہ وفات پا چکے تھے۔ ہمشیرہ نے اس بات کا مجھ سے ذکر کیا۔

(۲۴) وفات پر عجیب اشارے

مسجد گنگے زبیاں الہمدیہ سوہرہ کے خطیب مجسمہ شرافت و حلم مولانا عبدالرحمن سلفی نے خواب دیکھا کہ ایک بہت اونچا پاڑ ہے جو گر گیا ہے۔ اور اس کے گرنے کی بڑی زوردار آواز آئی ہے۔ فرمایا یکدم میری آنکھ کھل گئی۔ اس وقت لاؤڈ سپیکروں پر حضرت حافظ محمد یوسف صاحب کی وفات کا اعلان ہو رہا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

ملک نصیر صاحب کی اہلیہ نے خواب دیکھا۔ بہت اونچے سرسبز و شاداب درخت ہیں اور ان کے سامنے عالی شان باغات اور نیچے صاف پانی کی نہر بہ رہی ہے اور انتہائی خوبصورت اور تیز روشنی کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس منظر میں حسن کا انتہائی دلکش جلوہ بھر دیا گیا ہے۔ اور یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے یہ سب کچھ کسی کی آمد اور استقبال میں سجایا گیا ہو۔ صبح انھی توپت چلا کہ سب کے استاد اور روحانی باپ حضرت حافظ صاحب وفات پا چکے ہیں۔ موصوفہ کہتی ہیں کہ میں مطلب سمجھ گئی کہ یہ سب حضرت مرحوم کی جنت میں آمد کے لیے استقبال کی تیاریاں تھیں۔

ہماری مٹنے والی ایک بزرگ خاتون نے خواب دیکھا کہ بہت خوبصورت خوش رنگ اونٹوں کی قطار ہے جن میں بہت سجایا گیا ہے اور ان کے مونہوں پر پھولوں کی جھالیں لٹک رہی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے اس عجیب خواب کا ذکر اہل سنت

کے بریلوی مولوی اللہ دتہ سے کیا۔ انہوں نے کہا حضرت حافظ محمد یوسف صاحب ولی اللہ تھے۔ اونٹ سے مراد فرشتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت حافظ صاحب کی روح کو لینے اللہ کے بہت سے فرشتے آئے تھے۔

آپ کی وفات سے ٹھیک دو روز قبل میں نے خواب دیکھا کہ جامع مسجد غزلی اہل حدیث کے نو مینار ہیں وہ پتہ نہیں کہ ہر گئے ہیں یعنی مسجد کی پیشانی میناروں کے بغیر ہے۔ میں والد گرامی کے مکان کے باہر گیلری میں میز جیوں پر کھڑا تھا۔ اسے دیکھا تو وہ عمارت سے پھٹ کر الگ ہو چکی تھی۔ جب گھر کی طرف دیکھا تو اس کی سب چھتیں گر چکی تھیں۔ میں خواب ہی میں حیران پریشان کھڑا سوچ رہا تھا کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ماجرا کیا ہے۔ چنانچہ فجر کے وقت جب میری آنکھ کھلی۔ تو میں نے خواب ایک رجسٹر لکھ لیا۔ اور اس کی تعبیر بھی لکھ لی۔ تاکہ بھول نہ جاؤں چنانچہ اس کے دو روز بعد حضرت والد گرامی داغ مفارقت دے گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(۲۵) تبسم بر لب اوست

سب لوگ جانتے ہیں کہ بوجہ بڑھاپا اور مرض آپ کی صحت بہت کمزور ہو چکی تھی۔ چہرہ بھی نحیف اور پیلا سا تھا۔ مگر جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ کا چہرہ اس قدر سرخ و سفید خوبصورت کھلا ہوا اور تروتازہ تھا کہ جیسے گلاب کا پھول کھلا ہوا ہو۔ اور بوقت وفات آپ پر جو جو بین تھا وہ جوانی میں بھی نہ تھا۔ اس بات کا عام لوگوں نے مشاہدہ کیا۔ اور ایک دوسرے سے اظہار کیا۔ تدفین کے وقت آپ کی قبر سے خوشبو آئی۔ جو لوگوں نے صاف محسوس کی۔



## کرامات حافظ عبد المنان محدث وزیر آبادی

(۱) کرامات ہی کرامات

آپ نابینا تھے لیکن اپنے عہد کے محدث کبیر تھے۔ خلق کثیر نے آپ سے علم حدیث سیکھا۔ آپ کی زندگی بڑی آزمائشوں سے گزری۔ آپ نے علم حدیث شیخ الکمل فی الکمل سید نذیر حسین محدث دہلوی سے سیکھا۔ آپ کو علوم عالیہ و آلیہ میں کمال حاصل تھا۔ آپ کو قرآن و حدیث کے علاوہ دیگر کتب بھی قریب قریب زبانی یاد تھیں۔ اتنی دعائیں یاد تھیں کہ کم ہی کسی کو یاد ہوں گی۔ آپ کو عبارات کے حوالہ جات ازبر تھے۔ آپ کی قوت حافظہ ضرب المثل تھی۔ آپ کو فیاض ازل نے برجستگی و استحضار اور بیکراں علم کی نعمتوں سے مالا مال کیا تھا۔ آپ زہد و ورع میں بھی اپنی مثال آپ تھے آپ کے عظیم خلفائے کبیر بہت بڑی کھپ جس کا ذکر کتاب "استاذ پنجاب" میں کیا گیا ہے۔<sup>(۱)</sup> آپ کی عظیم جامع مسجد جہاں تقریباً ایک صدی سے توحید و سنت کے زمزمے بلند ہو رہے ہیں اور مدرسہ جہاں علم و عرفان کا چشمہ ابل رہا ہے یہ سب آپ کی زندہ و نابندہ کرامات ہیں۔ انشاء اللہ ان کے جلوے اور تجلیات تانور نیرین رہیں گی۔ آپ کی متعدد کرامات ہیں۔ چند ایک کو نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔

(۲) سحاب رحمت اللہ آیا

پہلی کرامت یہ تھی کہ آپ نابینا ہو کر بیٹاؤں کے استاد تھے۔ آپ کی ظاہر

(۱) یہ کتاب نئی ترتیب و ترمیم کے ساتھ پوسے شایان شان انداز میں طبع ہو چکی ہے۔ بڑی سطواتی کتاب

آنکھیں بند تھیں لیکن دل کی آنکھیں کھلی تھیں۔ آپ صاحب نظر صاحب بصیرت اور صاحب دل تھے۔ آپ روکھی سوکھی کھا لیتے تھے مگر کسی کے سامنے ہاتھ پھیلا کر گوارا نہ کرتے تھے۔ توحید و توکل میں بہت آگے تھے۔ آپ کا شمار مستجاب الدعوات لوگوں میں ہوتا تھا۔ آپ کا ایک واقعہ حضرت مولانا غلام نبی الربانی سوہدروی علیہ الرحمۃ سے بہت ملتا جلتا ہے۔ ایک دفعہ بارش رک گئی۔ قحط کا سماں ہو گیا۔ لوگوں نے دعا کی درخواست کی۔ آپ لوگوں کو لے کر نماز استسقاء کے لئے شہر سے باہر تشریف لے گئے۔ بریلوی آپ کی بہت مخالفت کرتے تھے۔ وہ طنز یہ کہنے لگے۔ "دیکھو! اندھا رہ سے بارش لینے کے لئے جا رہا ہے۔" لیکن حافظ صاحب کے گھر واپس پہنچنے سے قبل مالک ارض و سماء نے بارش کا انتظام کر دیا۔ اور ایسی بارش برسی کہ جل تھل ہو گیا، سب لوگ بھگتے ہوئے گھروں کو واپس لوٹے۔ اور وہ لوگ جو مذاق کر رہے تھے آپ کی عظمت کے قائل ہو گئے۔

(۳) دریا نے حفاظت کی

ایک دفعہ کی بات ہے کہ آپ دریائے جہلم کے کنارے وضوء فرما رہے تھے ان دنوں دریائے جہلم میں طغیانی آئی ہوئی تھی۔ آپ کا پاؤں پھسلا اور دریا کی خوفناک لہروں کے حوالے ہو گئے۔ فجر کا وقت تھا۔ کوئی آدمی مدد کو بھی نہ پہنچ سکا۔ کئی دیر آپ دریا میں رہے۔ دریا نے آپ کو اپنے سینے پر اٹھا کر آگے جا کر بریتے پر ڈال دیا۔ اور یوں آپ دن کے اجالے میں بخیر و عافیت کنارے پر پہنچ گئے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کی خاص حمایت

ایک مرتبہ آپ کسی جنگل سے گزر رہے تھے۔ آپ کے ساتھ ایک سفر کا ساتھی بھی تھا۔ اثنائے سفر آپ کو پیشاب کی حاجت ہوئی آپ راستے سے ہٹ کر ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے۔ وہ درندوں کا جنگل تھا۔ آپ کو خبر نہیں تھی۔ ادھر کوئی



شیر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے آپ پر حملہ کر دیا۔ وہ دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس زور سے چھلانگ لگائی کہ آپ کے اوپر سے ہوتا ہوا ساتھ والی کھائی میں دھاڑتا چنگاڑتا ہوا جا گرا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت کو اس کے خوفناک حملے سے بال بال بچالیا۔

(۵) حیرت انگیز اور محیر العقول واقعہ

آپ کو مطالعہ کتب کا بہت شوق تھا۔ اور یہ ہر ذی علم کو ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے آہ سرد بھری اور کہا: "کاش! فلاں کتاب مجھے مل جاتی" میں اس کا مطالعہ کرنا چاہتا تھا۔

اس وقت آپ حلقہ طلبہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کلاس ختم ہونے کے بعد ایک طالب علم حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا: "استاذ محترم! کیا آپ مجھے اس کتاب کا پورا نام اور جس کے پاس وہ کتاب ہے اس کے نام سفارشی رقعہ لکھ دیں گے؟ ان دنوں ریل نہیں تھی۔ اور آنا جانا بہت مشکل تھا۔ اور کتاب دہلی میں ایک صاحب کے پاس تھی۔ پوچھا۔ تم کیسے لاؤ گے؟ شاکر دے عرض کیا۔ بس آپ لکھ دیجئے۔ آگے جو خدا کا حکم ہوا۔ آپ نے رقعہ لکھوا دیا۔ وہ شاکر تقریباً ایک گھنٹے کے بعد کتاب لے آیا۔ جسے دیکھ کر آپ بہت حیران بھی ہوئے اور خوش بھی ہو گئے۔ حیرت بجاتھی کہ اتنی لمبی مسافت طے کر کے اتنی جلدی کیونکر کتاب لے آیا؟

(۶) پانی کی ٹینکی خود بخود بھر جاتی

تقریباً ایک سو برس پہلے کی بات ہے اس وقت گھروں میں اور مسجدوں میں کھوئیوں کا رواج تھا۔ آپ کی مسجد میں کھوئی تھی جس کے اوپر پانی نکالنے کی چرخی لگی ہوئی تھی جس کے ذریعے پانی نکالا جاتا تھا۔ یہاں عجیب بات یہ تھی کہ جب کبھی پانی کم ہو جاتا۔ وہ چرخی گھومتی اور پانی کا ڈول بھرا ہوا اوپر آ جاتا۔ اور مٹن (یعنی پانی کی ٹینکی) میں گر جاتا تھا۔ خصوصاً ظہر اور جمعہ المبارک کو وہ مٹن لبالب بھر جاتی۔ اس

طرح بہت سے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھا۔ کہتے ہیں کہ یہ بھی آپ کے جنات شاکر دوں کا کارنامہ تھا۔

جن بڑے بڑے کارنامے کرتے ہیں۔ جس طرح بڑے والے پیر صاحب شیر کی سواری کرتے تھے وہ دراصل جن تھا۔ یا میاں شیر محمد شریقی سے دریائے راوی کے کنارے حضرت علی ہجویری رحمہ اللہ سے ملنے آتے تھے۔ یا مولانا غلام رسول صاحب نے ایک کنویں کی اندرونی دیوار سے درخت اکھاڑ کر باہر کر دیا تھا۔ اسی طرح جنات اپنی کاروائیاں کرتے ہیں۔ کسی کو فائدہ پہنچا دیتے ہیں اور کسی کو نقصان۔ جادو کے پیچھے بھی ایسی ہی مخلوق کا ہاتھ ہوتا ہے بہت سے لوگ ایسے واقعات سن کر بزرگوں کو قادر و مختار بنا دیتے ہیں۔ اور بہت سے کو تاہ عقل اس قسم کے واقعات لوگوں کو سنا کر توحید و سنت کی تردید کرتے رہتے ہیں۔ جو واقعہ ہوا اس کو اسی طرح سنانا چاہیے پاس سے مرجع مسالہ نہیں لگانا چاہیے انصاف کا یہی تقاضا ہے۔ اور توحید و سنت کے منافی کوئی بات ہرگز منہ سے نہیں نکالنی چاہیے۔

(۷) باوفا جنات

اسی طرح کا واقعہ ہے کہ آپ کے گھر کے قریب تیلیوں کا مکان تھا ان سے حضرت حافظ صاحب کی شان میں کچھ گستاخی ہو گئی۔ حضرت حافظ صاحب نے تو انہیں کچھ نہ کہا۔ البتہ جنات ان کے گرد ہو گئے۔ ادھر کو لو اکھاڑ دیا۔ اور خرتیل کے تنکے الٹ دیے۔ کمروں میں گوبر اور گندگی ڈال دی۔ کبھی اچانک کپڑوں میں آگ بھڑک اٹھتی۔ جس سے پھت سٹگنے لگتی۔ کبھی صحن میں اینٹیں اور پتھر پھینک دیتے۔ بے چارے تیلیوں کا ٹاک میں دم کر دیا۔ انہوں نے بہترے دم جھاڑ والے بلائے مکر وہ غریب پانی کروا کر چلے جاتے۔ شہر میں اک کمرام ساچ گیا۔ کچھ سمجھ میں نہ آتا کہ کیا کیا جائے۔ لوگوں نے کہا اللہ کے بندو! ادھر ادھر جو جاتے ہو تو حضرت



حافظ صاحب کے پاؤں پکڑ لو ان سے معافی مانگ لو یہ ساری مصیبت نل جائے گی۔  
آخر انہوں نے ایسے ہی کیا۔ اور ان کی جان بخشی ہو گئی۔

اللہ کی مدد کے کئی طریقے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے خاص بندوں کی مدد فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی مخلوق ہے وہ جس کے سبب سے چاہتا ہے مدد کروا دیتا ہے۔ کبھی انسانوں سے، کبھی جنوں سے، کبھی ملائکہ سے، کبھی درندوں سے، کبھی پرندوں سے، کبھی ہواؤں سے، کبھی فضاؤں سے، کبھی دریاؤں سے، علیٰ ہذا القیاس۔ یہ رب کی چاہت پر مبنی ہے وہ جیسے چاہتا ہے ویسے کرتا ہے۔ اور اگر وہ مدد کرنا نہیں چاہتا تو نہیں کرتا۔ سب کام اس کی مرضی پر موقوف ہے۔ اگر وہ مدد کرنا نہیں چاہتا تو کوئی بھی مدد نہیں کر سکتا۔ یہی خلاصہ ہے قرآن و حدیث کا۔ اسی کے مطابق ہمارا ایمان ہونا چاہیے۔

#### (۸) آپ کا روحانی مرتبہ اور ایک واقعہ

آپ کا روحانی مرتبہ آپ کے علمی مرتبہ کی طرف بہت بلند تھا۔ آپ کو القاء اور الہام بھی ہوتا تھا۔ آپ صاحب مراقبہ بزرگ تھے۔

ایک مرتبہ آپ کی ایک گراں قدر کتاب ”معالم التنزیل“ حکم ہو گئی۔ جس کا آپ کو بہت صدمہ تھا۔ ایک روز نماز فجر سے فارغ ہو کر فرمایا کہ ابھی ابھی میرے مالک نے مجھے بتایا ہے کہ وہ کتاب برائے والی مسجد میں جو اینٹوں کا ڈھیر لگا ہوا ہے اس میں دفن کی گئی ہے۔ چنانچہ ایک شخص گیا اور ڈھیر سے کتاب نکال کر لے آیا۔ جس پر آپ اللہ کا شکر بجالائے۔

ایک مرتبہ آپ کو خواب آیا کہ حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری فوت ہو گئے ہیں آپ رنھا کو لے کر دلاور پہنچے۔ وہاں پہنچے تو واقعی موصوف وفات پا چکے تھے۔

#### (۹) قبولیت دعا کا ایک نمونہ

حافظ عبدالکریم صاحب وزیر آبادی ایک نیک دل انسان تھے۔ عموماً آپ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے۔ اللہ کی قدرت ان کا بیٹا چند روز بیمار رہ کر اچانک فوت ہو گیا۔ جس کا موصوف کو بہت صدمہ ہوا۔ اور یہ صدمہ پہنچا نہ رتی تھا آپ اکثر غمزہ رچے تھے۔ ایک روز آپ نے استاد پنجاب حضرت حافظ عبدالمتان محدث وزیر آبادی رحمہ اللہ کی خدمت عالیہ میں دعا کی درخواست کی۔ عرض کیا۔ حضرت دعا فرمائیے کہ اللہ میرے دل کو سکون دے۔ اور بیٹے کا نعم البدل عطا فرمائے۔ حضرت المحترم نے سوز و گداز سے دعا کی۔ اور فرمایا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ آپ کو تین بیٹے عطا فرمائے گا۔ حافظ عبدالکریم صاحب فرماتے ہیں۔ اس دن سے مجھے سکون سا ہو گیا۔ اور اولاد نرینہ کی امید بندھ گئی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور یکے بعد دیگرے تین بیٹے عطا فرمائے۔ الحمد للہ میرا ہر طرح کا صدمہ دور ہو گیا۔ اس پر میں رب کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالایا۔

(۱۲)

#### کرامات صوفی عبداللہ صاحب ماموں کا نمونہ

صوفی عبداللہ صاحب مجاہد تھے۔ انگریزی گورنمنٹ سے چھپ چھپ کر مجاہدین کی مدد فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ بے حد عابد و زاہد اور درویش صفت انسان تھے۔ آپ نے ایک بہت بڑا مدد رسہ بنوایا تھا۔ جو عرصہ دراز تک اونٹنوں والے رہا۔ پھر وہ ماموں کا نمونہ ضلع فیصل آباد (لاکل پور) منتقل ہو گیا یہ جامعہ ملکی سطح کا ہے۔ آپ مشہور مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ آپ کے بہت سے واقعات اور کرامات زبان زد خاص و عام ہیں۔ چند ایک کرامات افادہ عام کے لئے



یہاں ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) رب نے آپ کی خواہش پوری کر دی

آپ کو طالب علموں کا بہت خیال رہتا تھا۔ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پہلے ایک عرصہ تک جامعہ تعلیم الاسلام موضع اوڈانوالہ میں رہا۔ طلبہ کو ریلوے اسٹیشن تک آنے میں دیر لگ جاتی تھی۔ اور بسا اوقات وزن اٹھا کر پیدل چلنا پڑتا تھا۔ ایک دن آپ نے دعا کی۔ یا اللہ! ہمیں ریلوے اسٹیشن کے اتنا قریب جامعہ عطا فرما کہ جب گاڑی "کوک" مارے (یعنی ہارن بجائے) اور چلنے کے لیے تیار ہو تو بچے پیچ جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ماموں کا انجن ریلوے اسٹیشن کے پاس مدرسہ بنوا دیا۔ بچے جب گاڑی کی آواز سنتے تو اس پر جا کر سوار ہو جاتے ہیں۔ سنا ہے یہ جگہ کسی نے بطور عطیہ جامعہ کو دی تھی۔

(۲) ایک مسئلہ فوراً حل ہو گیا

حضرت صوفی عبداللہ رحمۃ اللہ کی ایک رجسٹری کا مسئلہ لاخیل بنا ہوا تھا۔ آدمی رجسٹرار کے دفتر میں جاتا مگر وہ رخا دیتا۔ دراصل ان افسروں کے منہ کو رشوت لگی ہوتی ہے۔ یہ رشوت کے بغیر کام نہیں کرتے۔ ان چکروں سے صوفی صاحب مرحوم اکتا گئے۔ ایک روز ساتھی سے فرمانے لگے۔ چلو پتہ کرتے ہیں۔ کام کیوں موخر ہو رہا ہے۔

میاں صاحب ہوں ہی رجسٹرار کے کمرے میں داخل ہوئے افسر خفزدہ ہو گیا۔ حضرت صوفی صاحب کو دیکھتے ہی منت سماجت کرنے لگا۔ اور کہنے لگا آپ کیوں تشریف لائے ہیں؟ آپ نے کیوں زحمت کی ہے؟ آپ تشریف لے چلے۔ میں ابھی فوراً ابھی آپ کی رجسٹری بنادیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے مبینوں کا کام منٹوں میں کر دیا۔

.....

مجھ پر انجانا سا بوجھ پڑ گیا۔

(۳) آپ کی کرامت

جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کا انجن کی جب تعمیر شروع ہوئی اور اس کثرت سے روپیہ آنا شروع ہوا کہ حیرت ہوتی تھی۔ اتفاق کی بات جب ہال کی نوبت آئی تو سارا پیسہ ختم ہو گیا۔ بمشکل ہال کی دیواریں پوری ہو سکیں۔ کارندے حضرت صوفی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ماجرا بیان کیا۔ آپ نے اللہ کی بارگاہ میں بڑے الحاح سے دعا کی۔ اسی دن وہاں سے کسی بڑے آدمی کا گزر ہوا۔ اس نے ہال کے اس لٹر کے لئے چھ لاکھ روپے کا زمہ لے لیا۔ اس طرح یہ مسئلہ بآسانی حل ہو گیا۔ (کئی مرتبہ اساتذہ کی تنخواہوں کا مسئلہ پیش آ جاتا۔ آپ رب تعالیٰ سے دعا کرتے اور کثیر رقم کا بہت جلد انتظام ہو جاتا۔ کہ جس سے موجود مسائل حل ہو جاتے۔

(۴) کیڑوں نے تعمیل ارشاد کی

جامعہ تعلیم الاسلام میں گندم کا بڑا شور تھا۔ اس میں کیڑا لگ گیا۔ اور کیڑے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں تھے جو گیہوں کے دانے اٹھا اٹھا کر لے جا رہے تھے۔ لوگوں نے آپ سے ذکر کیا۔ آپ وہاں تشریف لے گئے۔ اور کیڑوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"کیڑو! یہ دانے طلبہ کے ہیں۔ انہیں رہنے دو۔ وہ رازق تمہارا کہیں اور سے

بندوبست کر دے گا۔"

دیکھنے والے کہتے ہیں کہ آپ کا یہ جملہ سنتے ہی کیڑوں نے دانے چھوڑ دیئے۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے لاکھوں کیڑے کہیں اور چلے گئے اس طرح یہ فطرہ نکل گیا۔



(۵) وذلک فضل اللہ...

نبی پوری پیراں شیخوپورہ ضلع کا مشہور گاؤں ہے جو ننگہ صاحب کے قریب واقع ہے۔ بندہ نے وہ دیکھا ہوا ہے۔ اس میں کچھ غیر الہمدیہ تھے جو حضرت مولانا داؤد غزنوی رحمہ اللہ سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ حضرت غزنوی بسلسلہ امانت جامعہ وہاں تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اتفاق کیسے اوپر سے حضرت صوفی صاحب بھی وہاں پہنچ گئے۔ حضرت غزنوی رحمہ اللہ نے فرمایا 'آپ در سے پہنچے ہیں۔ صوفی صاحب نے فرمایا۔ کوئی حرج نہیں جو تعاون میرے جامعہ کے مقدر میں ہو گا مجھے مل جائے گا انشاء اللہ۔ حضرت صوفی صاحب نے مسجد میں سب کے سامنے جامعہ ماموں کا انجن کے لئے انیل فرمائی۔ اللہ کی شان حضرت صوفی صاحب کو فی الفور حضرت غزنوی رحمہ اللہ سے ذہل چندہ ہو گیا۔ اور کچھ لوگوں نے جامعہ کے لئے ماہانہ خطیر رقم دینے کا الگ وعدہ کیا۔ اس طرح چندہ پر چندہ لینا بہت مشکل کام ہوتا ہے۔ جیسے گائے بھینس کا دودھ نکالنے کے بعد اور دودھ نکالنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح کسی جگہ سے دوبارہ چندہ لینا کٹھن ہوتا ہے خصوصاً جہاں سید داؤد غزنوی رحمہ اللہ جیسا عظیم انسان تشریف فرما ہو۔ مگر حضرت صوفی صاحب کو یہاں حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی۔ وَذَٰلِکَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ

ایک مرتبہ میں زمانہ طالب علمی میں موضع جھوک داؤد ضلع فیصل آباد گیا ہوا تھا کہ حضرت صوفی عبد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کے جامعہ کا سفیر وہاں آیا ایک شخص شاید نام نور احمد تھا۔ (لوگ نور سمجھتے تھے)۔ اس نیک انسان نے صوفی عبد اللہ صاحب کے جامعہ کے حوالے سے لاؤڈ سپیکر پر چندے کا اعلان کیا۔ اور ساتھ ہی مسجد کے صحن میں ایک جانب جھاڑو لگا دی۔ میں نے دیکھا لوگ جوق در جوق بڑے شوق سے گندم لارہے ہیں۔ مرد بھی آرہے ہیں عورتیں بھی۔ بڑے بھی

چھوٹے بھی۔ کوئی عورت برقعے کے بغیر نہ تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے کوئی تیس چالیس من گندم کا ڈھیر لگ گیا۔ ان لوگوں کا جذبہ اور صوفی عبد اللہ صاحب کی کشش دیکھ کر میں حیران رہ گیا۔ حالانکہ خود جھوک داؤد میں طلبہ و طالبات کا الگ الگ جامعہ ہے۔ اور وہ لوگ کہہ سکتے تھے کہ ہمارے ہاں کوئی سفیر نہ آئے ہمارے اپنے مدارس ہیں جیسا کہ بعض مقامات پر لوگ بورڈ لگا دیتے ہیں۔ اور کوئی چندہ لینے آجائے تو اس کے گلے پڑ جاتے ہیں۔

(۶) ایک تاجر کے لئے عجیب دعا

حضرت صوفی صاحب بہت مستجاب الدعوات تھے۔ آپ کی دعا اردو 'عربی' پنجابی ہر زبان میں ہوتی تھی۔ اور جو دعا آپ فرماتے تھے عموماً قبول ہو جاتی تھی۔ اس سلسلے میں دو چار نہیں بیسیوں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مولانا عتیق اللہ حفظہ اللہ متیان بنگلہ کا بیان ہے 'فیصل آباد میں ایک تاجر تھا اس کے پاس فلائین کا بہت زیادہ کپڑا تھا اس نے حاضر خدمت ہو کر درخواست کی۔ حضرت! میری فلائین فروخت نہیں ہو رہی۔ براہ کرم دعا کیجئے وہ بک جائے۔ حضرت صوفی صاحب نے اس کے لئے درد بھرے انداز اور بڑے الحاج کے ساتھ دعا کی۔ اور اتنی زیادہ کی جس کی کوئی انتہاء نہیں۔ اس تاجر کا بیان ہے کہ الحمد للہ 'دس بارہ دن کے اندر اندر میرا سارا کپڑا بک گیا۔ اور بڑے مناسب داموں میں بک گیا۔ تا آنکہ اس کا ایک گز کپڑا بھی نہ بچا۔ اسے لاکھوں کے نقصان کی بجائے لاکھوں کا نفع مل گیا۔

(۷) حضرت صوفی صاحب اور میاں شیر محمد شرچہ پوری

ڈاکٹر میجر عبد الحق شاہ صاحب وفاقی کالونی لاہور کا بیان ہے۔ ایک روز حضرت صوفی صاحب شرچہ پور تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی میاں شیر محمد شرچہ پوری سے ملاقات ہوئی۔ دونوں سیر پر نکل گئے۔ رات کا ساں تھے۔ دریائے راوی میں لہریں اٹھ



رہی تھیں۔ میاں صاحب نے کہا۔ آج جمعرات ہے۔ اس رات اس وقت حضرت داتا گنج بخش دریا کے اس پار تشریف لا کر مجھے شرف ملاقات و زیارت بخشے ہیں۔ آج یہ نورانی منظر آپ بھی دیکھیں۔ صوفی صاحب نے کہا۔ ”ایسی باتیں کرنا درست نہیں کیونکہ جو اگلے عالم میں چلا گیا وہ دنیا میں نہیں آتا۔ یہ قرآن و حدیث کا فیصلہ ہے۔ نیز اللہ کے علاوہ نہ کوئی داتا ہے نہ کوئی خزانہ بخشا ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنا اور اس طرح کی سوچ رکھنا توحید کے منافی ہے۔“ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ اسنے میں ایک نورانی بزرگ آ گئے۔ میاں شیر محمد صاحب ان سے انتہائی عقیدت و احترام سے ملے۔ یہ دیکھ کر حضرت صوفی صاحب سب معاملہ سمجھ گئے۔ اور آپ نے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ پڑھا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ کا پڑھنا تھا کہ اس ”نورانی بزرگ“ کا سب نور غائب ہو گیا۔ یعنی نور کی چادر چھین گئی اور وہ سیاہ کالے دھوئیں کی صورت اختیار کر کے غائب ہو گیا۔ حضرت صوفی عبداللہ صاحب نے میاں صاحب شرف پوری سے کہا۔ کدھر گئے آپ کے بزرگ؟ جنہیں آپ غلطی سے حضرت علی ہجویری قدس سرہ سمجھ رہے تھے۔ اب سمجھ گئے آپ یہ کون ”بزرگ“ تھے؟ صوفیاء کو قرآن و سنت کا علم رکھنا چاہیے۔ اور اہلس اور اس کے چیلوں کی عیاریوں اور چال بازیوں سے آگاہ رہنا چاہیے۔ میاں صاحب نے صوفی صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اور آئندہ آپ محتاط ہو گئے۔ اور صوفی صاحب کی اور زیادہ عزت کرنے لگے۔

بات کوئی پیچیدہ نہیں۔ آدمی کو اپنی ساٹھ سالہ زندگی میں زیادہ نہ سہی صرف ساٹھ منٹ نکال کر نکتہ توحید سمجھ لینا چاہیے۔ اور سمجھنا چاہیے کہ اصل بات کیا ہے۔ ورنہ الہمدیث کے نزدیک اولیاء کرام کا احترام بجالانا ضروری ہے۔ وہ حضرت علی ہجویری رضی اللہ عنہ اور دیگر بزرگوں کی سب حد عزت و توقیر کرتے ہیں۔ لیکن نا سمجھ لوگ الٹ پر وہی گنڈہ کرتے ہیں کہ الہمدیث بزرگان دین اور اولیائے عظام کے

گستاخ ہیں۔ حالانکہ یہ سب جھوٹ اور جبراعت الہمدیث پر الزام ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔

قارئین ”کرامات الہمدیث“ کی خدمت میں گزارش ہے۔ کرامت اور استدراج میں فرق کرنا بہت ضروری ہے۔ ورنہ لوگ شیطان کے فریب میں آکر اپنے دین و ایمان کا نقصان کر بیٹھتے ہیں۔ اور دو ایک نہیں پھر ہزاروں لاکھوں لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ پاک و ہند میں لاکھوں کروڑوں ضعیف الاعتقاد اور کمزور ایمان لوگ اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت کے نام پر لٹ رہے ہیں۔ اس طرح ”بڑیلے والے بزرگوں“ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ شیر کی سواری کرتے تھے جیسا کہ پیچھے بتایا جا چکا ہے۔ کہ وہ جن تھا جو یہ شکل اختیار کرتا تھا۔ اس طرح کے شعبدے اولیاء اللہ کے ہرگز شایان شان نہیں۔ ان کے بڑے لوگوں کو ایسی باتوں کی تردید کرنی چاہئے نہ کہ تائید۔ اور ہر جگہ قرآن و حدیث کی برتری قائم کرنی چاہئے۔ اور جو ارباب توحید ایسی خود ساختہ شرکیہ باتوں کو نہیں مانتے اور شرک و بدعت کی تردید کرتے ہیں ’قبر پرست ذہنیت کے حامل لوگ انہیں مطعون اور بدنام کرتے اور ان کا نام ”وہابی“ مشہور کرتے ہیں۔ لیکن ان کا یہ رویہ درست نہیں ہے۔ یہ نبوی مشن کے خلاف ہے۔ اور سراسر گھانا ہی گھانا ہے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ عطا فرمائے۔ آمین۔

### (۸) بارش ختم گئی

ملک عبدالرشید عراقی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم صوفی عبداللہ صاحب دہلوی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرے ساتھ مولانا عبدالرحمن نقشب‘ ملک حافظ محمد یعقوب‘ عبدالرحیم صاحبان بھی تھے۔ کافی تیز طوفان نما بارش شروع ہو گئی جو ٹھنڈ بھر جاری رہی۔ اور رکنے کا نام نہ لیتی تھی۔ اسنے میں قاضی محمد اسلم سیف آ گئے۔ وہ صوفی صاحب محترم سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔ بابا جی! اب تو



بارش کی شدت سے درخت بھی اکھڑنے لگے ہیں دعا کریں بارش رک جائے۔ حضرت صوفی صاحب نے بارگاہ خداوندی میں اس زاری اور عجز و نیاز سے دعا کی کہ اسی وقت بارش ختم ہو۔

(۹) جوڑے پیدا ہونے لگے

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا حضرت! میری کافی بیٹیاں ہیں، بیٹا کوئی نہیں۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ بیٹا عطا فرمائے۔ آپ نے دعا کی خدا کی شان آئندہ دو دو بیٹے اکٹھے پیدا ہونے لگے۔ تین سالوں میں تین جوڑے پیدا ہوئے۔ اس طرح تین سالوں میں اللہ تعالیٰ نے اسے چھ بیٹے عطا فرمادیے۔ جو سب کے سب صحت مند تھے۔

(۱۰) کٹیاں پیدا ہونے لگیں

ایک مرتبہ ایک آدمی نے حضرت صوفی محمد عبداللہ صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری ایک بھینس ہے اس نے دوسری مرتبہ کٹا (زچہ) دیا ہے آپ اللہ سے دعا کریں کہ آئندہ کٹی (مادہ چہ) پیدا ہو (صوفی صاحب نے کبھی کسی کا انکار نہیں کیا تھا) آپ نے اس کی درخواست کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔ چنانچہ آئندہ ہر سال اس کی بھینس کٹیاں دینے لگی۔ اور آئندہ اس نے ہمیشہ کٹیاں دیں۔

(۱۸)

کرامات میاں باقر صاحب جھوک دادو

(۱) زندہ کرامت

حضرت العلام مولانا میاں محمد باقر صاحب کا شمار بھی اہل اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ

استاد پنجاب حافظ عبدالمنان محدث و زیر آبادی دہلی کے شاگرد تھے۔ علمی پایہ اونچا تھا۔ آپ نے اپنے گاؤں میں طلبہ اور طالبات کے الگ الگ مدارس قائم فرما رکھے تھے۔ جو بڑے کامیاب مدرسے تھے۔ یہ اب بھی جاری ہیں۔ آپ کے جامعات سے سینکڑوں بلکہ ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں فیض کام ہوئے۔ اور وہ آگے بڑی خوش اسلوبی سے دینی و ملی خدمات بجالا رہے ہیں۔ محترمہ اہلیہ مولانا عبدالملک مجاہد صاحب مدیر ادارہ دارالسلام الریاض محترمہ اہلیہ مولانا حافظ عبدالغفار صاحب اعوان محترمہ اہلیہ حافظ عبدالاعلیٰ صاحب انگلینڈ یمن سے فارغ ہو کر ملک اور بیرون ملک میں قرآن و سنت کی نشر و اشاعت اور توحید و سنت کے ذمے بلند کر رہی ہیں۔ آپ کے یہ مدارس تا امروز جاری ہیں۔ اللہ انہیں ہمیشہ جاری رکھے۔ آمین۔

میاں صاحب کی بابرکت ذات گرامی میں اخلاص و انکسار کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ کی زبان اقدس پر یہ جملہ عام رہتا تھا۔ ”اللہ! ہم تیرے غلام اللہ ہم تیرے غلام“ اور جو شخص آپ سے نصیحت کی درخواست کرتا۔ تو آپ یہ فرماتے ”پڑھو“ تے پڑھاؤ۔“ غور کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جملے کتنے مختصر اور جامع ہیں:

”اللہ! ہم تیرے غلام“

”پڑھو تے پڑھاؤ“

لیکن ان میں پوری اسلامی تعلیمات کا خلاصہ سمٹ آتا ہے۔

میاں صاحب طلبہ پر اولاد کی طرح شفیق تھے۔ آپ ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے تھے۔ رات کو جب بچے سو جاتے تو آپ ان کے برتن جگہ پر رکھتے۔ اور جن کے برتن صاف نہ ہوتے آپ ان کے برتن چپکے چپکے صاف کر دیتے۔ اور ایسا کرتے آپ کو کئی بار دیکھا گیا۔ ایسی مثالیں آپ کو کم ہی نظر آئیں گی۔



## (۲) ولایت کی جلوہ آرائیاں

آپ کی ایک کرامت یہ ہے کہ آپ نے دیہات میں دو عظیم الشان مگر سادہ جامعات قائم فرمائے، علاقے میں قرآن و سنت کی شعائیں بکھیریں۔ اور لوگوں کو توحید آشنا فرمایا۔ عوام و خواص پر شرع محمدی کا رنگ چڑھایا۔ خواتین کو پردے کا پابند بنایا۔ تا آنکہ پورے گاؤں میں بلا پردہ ایک بھی خاتون نہ رہی۔ عورتیں اگر کھیتی باڑی کرتیں۔ چارہ کاٹتیں، دودھ دیتیں، کپاس چستیں تو برقعہ میں ہوتیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے وہ علاقہ دیکھا ہے۔ دور نبوی کی یاد تازہ ہو جاتی۔ پورا گاؤں نمازی، رمضان المبارک میں سب روزہ دار، زندگی سادہ، شادی بیاہ تکلفات سے مبرا، نوجوانوں کی آنکھوں میں حیا۔ خواتین سب کی سب پاپردہ۔

ایک بار شیطان نے اپنا تیر چلانے کی کوشش کی۔ اور چند بچوں نے گاؤں کے قریب ایک راگ و رنگ کی محفل برپا کی۔ میاں صاحب باہر تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ جب رات کو واپس تشریف لائے اور آپ کو ان کی محفل کا پتہ چلا تو آپ سیدھے اوھر گئے اور اس شیطانی محفل کو دیران کر دیا۔ کسی کو آگے سے بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس کے بعد آج تک وہاں ایسی کوئی محفل منعقد نہیں ہوئی۔ اگر آپ اس وقت نرم پڑ جاتے تو معاملہ ہاتھ سے جا چکا ہوتا۔ اور یہ شیطانی مجلس ہر سال جتنا شروع ہو جاتی۔

بے شک یہ ہیں وہ اولیاء جو نبوی مسند کے وارث ہیں۔ اور لائق ہے کہ انہیں ائمہ مطلق کا جانشین کہا جائے۔ شَکْرُ اللّٰهِ مَسَاعِیْہُمْ وَنُورُ اللّٰهِ مَقْصَدُہُمْ۔

## (۳) آپ کی ایک کرامت

آپ زمیندار بھی تھے اور زمیندارہ کرتے تھے۔ رات گئے اپنے ڈیرے سے کھڑے آتے۔ اور صبح نماز اور درس قرآن سے فارغ ہو کر پھر وہیں چلیا کرتے تھے۔

آپ جاتے ذکر، آتے ذکر، اٹھتے ذکر، بیٹھے ذکر کرتے رہتے تھے۔ اور بکثرت قرآن مجید پڑھتے رہتے تھے۔ گھر والوں کے پورے حقوق ادا فرماتے۔ اولاد کی بہترین تعلیم و تربیت کا انتظام فرما رکھا تھا۔ آپ کے بیٹے عالم، پوتے عالم اور ٹھیک آپ کی لائن پر جا رہے ہیں۔

آپ رات کو جب ڈیرے سے واپس تشریف لاتے تو آیۃ الکرسی پڑھ کر اپنے ڈیرے پر کھڑے ہو کر چاروں طرف پھونک مار کر تشریف لاتے۔ ایک روز جب صبح ڈیرے پر تشریف لے گئے تو پتہ چلا کہ آپ کی پانچ چھ بھینسیں چوری ہو گئی ہیں۔ آپ تو کل کے اس بلند مقام پر فائز تھے جہاں کسی چیز کے آنے کی زیادہ خوشی ہوتی ہے نہ جانے کا زیادہ غم ہوتا ہے۔ آپ صابر و شاکر رہے اور ہر مطابق حکم قرآنی اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے پر اکتفا کیا۔ علاقے کے کھوجیوں نے بھینسوں کا کھوج لگانا شروع کر دیا۔ بھینسیں ایک حد تک جاتیں وہاں سے پھر واپس آ جاتیں۔ تین چار جگہ اس طرح کے نشانات نظر آئے۔ آخر ایک جگہ سب بھینسیں کھڑی مل گئیں۔ کھوجی اور دیگر لوگ حیران تھے کہ بھینسیں دائرے سے باہر کیوں نہ گئیں؟ کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ جب میاں صاحب سے بات کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ رات کو میں آیۃ الکرسی پڑھ کر چاروں طرف پھونک مار دیتا تھا۔ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے بس سمجھ آ گئی۔ کہ آیۃ الکرسی آپ پڑھتے تھے اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے بھینسوں کی حفاظت فرما دی۔

بے شک یہ قرآن مجید کی برکت تھی مگر اس کے ساتھ حضرت میاں صاحب کی زبان کی تاثیر بھی کار فرما تھی۔ کہ اللہ نے چوروں اور بھینسوں کو اندھا کر دیا۔ ان کا آیۃ الکرسی کی رنج سے باہر جانا مشکل ہو گیا۔



(۱۹)

## کرامات مولانا عتیق اللہ صاحب ستیانہ بنگلہ

(۱) قابل تقلید شخصیت

آپ سرپائے اخلاص و وفا، بلند اخلاق، بے دماغ کردار کے مالک اور شب زندہ دار ہیں۔ جوانی میں زینہء ولایت پر قدم، دین کے سچے خادوم، زہد و قناعت کے پیکر، نالہ، نیم شبی میں رب کو منانے والے، توحید و توکل کے بلند مقام پر فائز، انکسار اتنا کہ بڑے جامعہ کا ناظم اور پورے علاقہ میں صاحب اثر ہونے کے باوجود بسا اوقات طلبہ کا سامان خورد و نوش خود کندھوں پر اٹھا کر لاتے اور یہ خدمت اور طلبہ کی موجودگی میں کرتے۔ دراصل یہ اپنے اندر کی ”انا“ کو کچلنے کے لئے کرتے۔ بے شک اپنی اندر کی ”انا“ کو کچلنا ولایت کا ایک زینہ ہے۔

ایک روز کندھے پر گھی کا ٹین اٹھا کر گھر لے جا رہے تھے کہ دل میں بڑائی کا ذرا سا خیال آیا۔ کہ میں اتنا بڑا ہو کر یہ کام کر رہا ہوں؟ چنانچہ آپ نے اپنے اندر کی ”انا“ کو کچلنے کے لئے اس ٹین کے ساتھ پورے ستیانہ شہر کا چکر لگایا۔ تاکہ نفس امارہ کو مار کچل دیا جائے۔

آپ کے والدین نے دعا کی تھی۔ بار الہا! اگر تو ہمیں بیٹا عطا کرے تو اسے ہم تیری راہ میں وقف کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت، بیٹا مل گیا۔ اور والدین نے حسب وعدہ اسے اللہ کی راہ میں وقف کر دیا۔ آپ نے جب ہوش سنبھالا تو جامعہ دار القرآن جناح کالونی فیصل آباد میں داخل ہوئے۔ اس جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ دیرہ والوی ممتاز عالم دین اور بڑے روشن دل انسان تھے۔ مولانا حکیم عبدالرحیم اشرف ”اشرف لیبارٹریز فیصل آباد“ کے بانی مرحوم نے بھی

آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ یعنی شیخ الحدیث مولانا عبد اللہ، حکیم اشرف صاحب کے استاد تھے۔ کہتے ہیں شاگرد استاد کا آئینہ ہوتا ہے۔ مولانا عتیق اللہ اور مولانا عبدالرحیم اشرف کو دیکھ کر ان کے استاد کے مقام کا اندازہ لگائیے کہ کس قدر بلند ہو گا۔<sup>۱۱</sup>

(۲) آپ کی کرامت

حضرت مولانا عتیق اللہ حفظہ اللہ تعالیٰ کا شمار بھی روشن باطن، اہل دل اور عابد و زاہد لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ کی دعا بڑے الحاح سے ہوتی ہے۔ اور اس کا انداز یوں ہے جیسے کوئی رو رو کر کسی کو منارہا ہو، اور واقعی آپ رو رو کر اور گڑ گڑا کر اپنے رب کو مناتے ہیں۔ آپ مستجاب الدعوات ہیں۔ آپ ہمیشہ رب سے آزادی اور خود داری سے خدمت دین کی دعا کرتے تھے رب نے آپ کو ایسی ہی خدمت سونپ دی۔ جس میں آزادی بھی تھی اور خود داری بھی۔ آپ نے جامعہ مانگا، رب نے جامعہ عطا فرما دیا۔ آپ نے نہر کے کنارے مانگا، رب نے نہر کے کنارے عطا کر دیا۔ آپ نے عظیم الشان جامعہ کی دعا کی، اللہ تعالیٰ نے اسی شان کا حامل جامعہ ودیعت فرما دیا۔ کہ جس کا اللہ کے فضل و کرم سے ملک کے چوٹی کے جامعات میں شمار ہوتا ہے۔ اس میں آپ کچھ اس طرح خدمت بجالا رہے ہیں جس سے نہ آپ کی آزادی کو دھچکا لگتا ہے، نہ خود داری مجروح ہوتی ہے۔

آپ کی خدمات لاطنی اور افانی ہیں۔ اور ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ انتظامیہ کی نگاہ میں آپ کو اعلیٰ مقام حاصل ہے۔

[۱] حضرت مولانا عبد اللہ دیرہ والوی کی سوانح حیات طبع ”دیکھی ہے بازار میں ملتی ہے اس کا مطالعہ فرمائیے۔



آپ کی عادات، کردار، خلوص، استحکام، محنت اور آپ کے عظیم الشان جامعہ اور اس میں مصروف تعلیم و تعلم، متعدد اساتذہ اور سینکڑوں طلبہ کو دیکھ کر آدمی پکارا نہتا ہے کہ یہ سب کچھ مولانا عتیق اللہ حفظہ اللہ کی زندہ کرامت ہے۔ باوجود اہل بریلی کی حد درجہ مخالفت کے ان کی تک و تاز میں مطلق کوئی فرق نہیں آیا۔ بلکہ اس کے برعکس ان کی مساعی فزوں تر اور کام بڑھتا چڑھتا نظر آ رہا ہے۔ دعا ہے اللہ ان کی سعی کو مشکور فرمائے۔ اور انہیں دن و گنی اور رات چو گنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین

۲۰

## کرامات شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی

### (۱) آپ کی تابندہ کرامات

آپ کا شمار بڑے اور باکمال لوگوں میں ہوتا ہے۔ علوم قرآن و حدیث میں آپ کے معاصرین میں آپ کا ہم پلہ شاید ہی کوئی ہو۔ آپ کو زبان و قلم پر یکساں قدرت حاصل تھی۔ آپ روزانہ درس قرآن دیتے تھے۔ جس میں بکثرت لوگ شریک ہوتے تھے اور جذبہ و شوق سے شریک ہوتے تھے۔ آپ کا جامعہ اور مدرسہ حفظ القرآن بڑی کامیابی سے رواں دواں ہے۔ آپ کی مقناطیسی تاثیر نے گوجرانوالہ کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ آپ کی بہت بڑی مسجد تھی مگر جمعہ کے روز اس میں قیام دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی تھی۔ نمازوں اور درسوں میں بھی بہت لوگ ہوتے تھے۔ لوگ آپ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ بقول امام احمد بن حنبل اگر کسی آدمی کا مقام و مرتبہ دیکھنا ہو تو اس کا جنازہ دیکھ لو۔ ہم نے حضرت مولانا مرحوم کا جنازہ دیکھا ہوا ہے۔ گوجرانوالہ کی تاریخ میں اتنا بڑا جنازہ کسی کا نہ ہوا۔ جس سے آپ کے مقام و مرتبہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ یہ سب باتیں آپ کی کرامات کے ذیل میں آتی ہیں۔

### (۲) آپ کی چند کرامات

آپ جب گوجرانوالہ تشریف لائے تو پورے شہر میں مولوی علاؤ الدین صاحب والی ایک ہی الہمدیث مسجد تھی۔ مگر جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو دو (۲۰۰) سو الہمدیث مساجد تھیں جہاں اللہ کے فضل و رحمت سے توحید و سنت کے زمزمے بلند ہوتے تھے۔ بیشک یہ حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ کی کرامت تھی۔ اگر اسے کرامت نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ اور کمال یہ کہ یہ تمام مساجد بیرونی امداد کے بغیر اہل شہر کے تعاون سے تعمیر ہوئیں۔

بعض ایسی مساجد بھی ہیں جو صرف دو ایک ہفتے میں تعمیر ہوئیں۔ ان میں ایک محلہ بختے والی کی جامع مسجد سلفیہ الہمدیث ہے۔ جو تقریباً ایک دو ہفتے میں تعمیر ہوئی۔ اور بڑے ناگفتہ بہ حالات میں تعمیر ہوئی۔ اہل بریلی نے ایسا کر رکھا تھا کہ کسی صورت یہاں مسجد الہمدیث تعمیر ہونے نہیں دیں گے، حضرت مولانا سلفی نے رب سے دعا کے ذریعے رابطہ قائم فرمایا۔ وہ لوگ اپنے ارادوں میں ناکام ہو گئے اور حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے شاندار کامیابی سے ہمکنار فرمایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے عالی شان مسجد بن گئی۔ اور اس میں پہلا خطبہ جمعہ خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری نے پڑھایا۔ وہ بندہ کا طالب علمی کا دور تھا۔ وہ جمعہ بندہ نے اسی مسجد میں پڑھا تھا۔ بہت رونق تھی۔ وہ مسجد اب ماشاء اللہ اس سے دو گنا وسیع ہو گئی ہے۔ اور اس کے خطیب صاحب افتاء و درغ حضرت مولانا محمد رفیق سلفی ہیں۔ الحمد للہ مسجد نمازیوں سے بھری ہوتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ”جس نے اللہ کے لیے مسجد بنوائی اللہ جنت میں اس کا گھر بنائے گا۔“ یعنی یہ ایک مسجد پر وعدہ ہے اور جس نے دو (۲۰۰) مسجدیں بنوائیں۔ محض بنوائی ہی نہیں بلکہ انہیں پوری طرح آباد کیا۔ اس کا کتنا اجر و ثواب ہو گا؟ علاوہ



انہیں آپ کا صدقہ جاریہ آپ کے صاحبزادگان اور بیٹیاں بھی ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان میں پروفیسر محمد صاحب بذریعہ تعلیم و تعلم اسلام کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور حکیم محمود احمد صاحب نے بہترین مسجد اور مدرسہ بنوایا جو ہر لحاظ سے اپنی مثال آپ ہے۔

دونوں گوجرانوالہ کی آباد ترین جگہیں ہیں۔ آج کل اس مسجد میں حضرت سلفی علیہ الرحمۃ کے پوتے مولانا اسعد سلمہ خلیفہ جمعہ کے ذریعے آبائی چمن کی آبیاری کر رہے ہیں۔ ذرا غور کریں، ایک شخص (یعنی مولانا اسماعیل سلفی) کا کس قدر فیضان جاری ہے؟ کہ ان کی وفات کے بعد بھی ہزاروں لاکھوں آدمی ان سے مستفید اور فیض کام ہو رہے ہیں۔ ایسی مثالیں بہت کم نظر آتی ہیں۔

۲۱

### کرامات مولانا عبدالغنی چک رجاوی

آپ جامعہ منامیہ وزیر آباد میں زیر تعلیم رہے۔ ممتاز عالم و عامل تھے۔ آپ کا گاؤں چک رجاوی بڑا گاؤں ہے۔ وہاں بکثرت الہامیہ ہیں۔ آپ نے زندگی بھر لوچ اللہ خدمت دین کی۔ آپ کے حضرت مولانا عبدالعزیز سوہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے گمراہی مراسم تھے، آپ بڑے صاف دل اور صاف باطن تھے۔ آپ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے۔

#### (۱) آپ کی زندہ کرامت

آپ مستجاب الدعوات تھے، آپ نے دعا کی:

”اے اللہ! دین کی خدمت و اشاعت کا سلسلہ میری اولاد میں بھی جاری

فرما۔“

چنانچہ وہ دعا رنگ لائی۔ اور آپ کے صاحبزادگان مولانا عبدالخالق جامی اور جناب عبدالماجد صاحب نے اپنے اپنے رنگ میں دین کی خوب خدمت کی۔ مولانا جامی نے شہر لالہ موسیٰ میں خوبصورت مسجد کی بنیاد رکھی بڑی بارونق مسجد ہے۔ جی ٹی روڈ سے اس کا اونچا مینار نظر آتا ہے۔ اور اپنی پوری زندگی دین کی خدمت میں وقف کر دی۔ آپ کے گاؤں (چک رجاوی) کی مسجد اور طالبات کا مدرسہ اس خاندان کی باقیات میں سے ہے۔ حضرت مولانا عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے اور جناب عبدالماجد کے بیٹے حافظ طارق محمود یزدانی بڑے سرگرم کارکن ہیں۔ اور آپ مساجد و مدارس کا کام بحسن و خوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ اور نظم بڑی کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ شہر لالہ موسیٰ، چک رجاوی اور آس پاس تبلیغی جلسے کرتے رہتے ہیں۔ ان کے ذریعے مسلک توحید و سنت کو خوب متعارف کروا رہے ہیں۔ جس کے نتیجے میں ارباب توحید و سنت میں امید افزاء اضافہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے اپنی دو کنال زمین پر مشتمل وسیع و عریض عمارت میں طالبات کا خوبصورت جامعہ الاحسان (علامہ احسان الہی ظہیر کی طرف منسوب جامعہ) بنا رکھا ہے جہاں کافی لڑکیاں زیر تعلیم ہیں۔ سب فیضان ہے حضرت مولانا عبدالغنی علیہ الرحمۃ کی دل سے نکلی ہوئی اس دعا کا۔ یہ آپ کا صدقہ جاریہ ہے جو انشاء اللہ تانور نیرین جاری رہے گا۔ اور خلق خدا اس سے فائدہ اٹھاتی رہے گی۔

۲۲

### کرامات کیلانی بزرگان رحمہم اللہ

کیلانی سے مراد وہ لوگ ہیں جو کیلیانولہ میں رہنے والے ہیں یا کسی نہ کسی اعتبار سے کیلیانوالہ سے منسوب ہیں۔ کیلیانوالہ جسے جناب نور الحسن شاہ کی وجہ



سے لوگ احتراماً حضرت کیلینوالہ کہتے ہیں۔ یہ تحصیل وزیر آباد میں علی پور چٹھہ اور قادر آباد کے تقریباً درمیان سڑک سے ذرا ہٹ کر مغرب کی جانب ایک سرسبز شاداب پرانا گاؤں ہے۔ یہاں کے پیر اور خوشنویس زیادہ مشہور ہیں۔ اور باقی چیزیں وہی ہیں جو دوسرے شہروں میں ہوتی ہیں۔ یہاں کے پیر بھی ”اعلیٰ درجے“ کے ہیں اور خوشنویس بھی اعلیٰ درجے کے ہیں۔ خوشنویسوں میں مولوی امام دین، مولوی نور الہی، مولوی محمد یوسف، مولانا محمد ادریس، مولانا محمد سلیمان، مولانا عبدالغفور، مولانا اکرام اللہ صاحب، مولوی عبدالستار، مولوی عبدالغفار صاحبان مشہور بزرگ ہیں۔ ان کے بعد محمد یعقوب، محمود احمد، مسعود احمد، انعام اللہ، عنایت اللہ صاحبان معتبر اور چنتے خوشنویس ہیں۔ مذکورین زیادہ تر قرآن مجید لکھتے رہے ہیں۔ اور بہت خوبصورت لکھتے رہے ہیں۔

مولوی امام دین صاحب کو اللہ نے متعدد بیٹے عطا فرمائے، ان میں نور الہی، عبدالحی، عبدالواحد صاحب اولاد ہوئے۔ مولوی صاحب موصوف کے بھائی محمد دین تھے۔ ان کے بیٹے عبدالقادر، غلام مصطفیٰ، عبدالرحیم رحمہم اللہ تھے، سب نیک اور اپنے فن میں بڑے لائق تھے۔ مولوی نور الہی صاحب اہل اللہ میں سے تھے۔ ممتاز خوش نویس تھے۔ صوم و صلوة کے بہت پابند تھے۔ ان کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ اذان شروع ہوتے ہی کام پتھوڑ دیتے تھے۔ مثال کے طور پر ”پاکستان“ لفظ کا ”پاکستا“ لکھا اور ”ن“ ہلاتی ہے۔ تو وہ اذان شروع ہونے کے بعد ”ن“ نہیں لکھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ سب سے بڑی ہستی کا پیغام آگیا ہے۔ اب اور کوئی کام نہیں ہو سکتا۔

(۱) گاڑی رک گئی

حضرت مولوی نور الہی صاحب کی دوسری بڑی خوبی یہ تھی کہ نماز بڑے

سکون سے ادا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ کہیں سفر کے لیے نکلے ساتھ اور عزیزان بھی تھے۔ آپ ریلوے اسٹیشن پر پہنچے۔ ٹرین میں ابھی وقت باقی تھا کہ آپ نے نماز شروع کر دی۔ دوران نماز ٹرین آگئی ساٹھی پریشان ہو گئے مگر آپ سکون سے نماز ادا کرتے رہے۔ یہ پرانے وقت کی بات ہے اس وقت براچ لائنوں پر چھ سات گھنٹوں کے بعد دوسری گاڑی آتی تھی۔ اسی دوران گاڑی نے سبز جھنڈی ہلائی اور سیٹی بجائی۔ ڈرائیور نے گاڑی اسٹارٹ کرنا چاہی مگر گاڑی نہ چلی۔ گاڑی و سلا پر و سلا دے رہا ہے مگر نہ چلی۔ ادھر مولوی صاحب پر سکون حالت میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ نے سب معمول آرام سے نماز ختم کی۔ اٹھے اور آکر گاڑی میں قدم رکھا۔ گاڑی اسی وقت چل پڑی۔ لوگ حیران رہ گئے۔ کسی کی سمجھ میں کچھ نہ آیا کہ کیا ماجرا ہے۔ بس اس طرح نصرت الہی آپ کے شامل حال رہی۔

آپ کا ایک شاندار معمول یہ تھا کہ جب کبھی باہر سے واپس آتے تو بجائے گھر جانے کے مسجد میں جاتے۔ اذان کا وقت ہوتا تو اذان کہتے۔ اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کر کے گھر جاتے۔ اور اگر اذان کا وقت نہ ہوتا تو دو رکعت نماز ادا کر کے گھر جاتے۔

(۲) شرک کی جڑ کٹ گئی

مولوی عبدالقادر رحمہم اللہ والے تھے۔ یہ کوٹ بخش میں رہتے تھے۔ انہیں لکڑیوں کی ضرورت پڑ گئی۔ وہاں درختوں کے جھنڈ کو ”بھانڈیر“ کا نام دے کر نہیں چھیڑتے تھے کہ کہیں پیر کوئی نقصان نہ کر دے۔ مولوی صاحب گاؤں کے چوہدری کے پاس گئے کہ کوئی درخت چاہیے۔ اس نے کہا فی الحال تو کوئی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا وہ ”بھانڈیر“ میں جو درخت ہیں۔ اس نے کہا وہ پیر صاحب کے ہیں۔ درخت کاٹنے پر آپ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ یہ صاحب نئے نئے الہمدیٹھ ہوئے



تھے۔ انہوں نے کہا۔ چوہدری صاحب آپ اجازت دے دیں۔ آگے میں جانو اور پیر صاحب جانیں۔ چوہدری صاحب نے اجازت دے دی۔ اور کہا کسی نقصان کا میں ذمہ دار نہیں ہوں۔ مولوی صاحب کے پاس تیز کلہاڑا تھا۔ اللہ کا نام لے کر کلہاڑا مارا۔ اللہ کی قدرت وہ خون آلود ہو کر باہر نکلا۔ یہ صورتحال تھی تو پریشان کن۔ لیکن آپ مطلق نہیں گھبرائے۔ دو تین اور کلہاڑے چلائے۔ تو درخت کے ساتھ شرک کی بھی جڑ کٹ گئی۔ اور اس میں سے کئی ہوئی مری گوہ نکل آئی۔ انہوں نے وہ درخت کاٹ کر کئی روز استعمال کیا۔ ان پر کوئی آفت نہیں آئی۔ عقیدہ توحید مضبوط ہو تو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔ آگے یہ عقیدہ توحید ان کی اولاد مولوی عبدالغفار اور مولوی عبدالستار صاحبان میں بھی رہا۔ اللہ ان سب کی مغفرت فرمائے۔

(۳۳) شرک کا صفایا ہو گیا

ایک جھاڑ پیر کیلینوالے میں بھی تھا۔ مولانا محمد سلیمان کیلانی اور مولانا محمد اوریس کیلانی نے بھی وہاں کے چوہدری صاحب سے اجازت لے اپنے علاقے کے ”جھاڑ پیر“ سے جب درخت کاٹنا شروع کیا۔ تو اس میں سے آواز آنے لگی مولانا محمد سلیمان نے کہا۔ بھائی اوریس! آواز سنتے ہو؟ کہا ”ہاں سنتا ہوں۔ کما زور سے مارو اس کے سر میں لاحول کی ضرب“۔ انہوں نے دیکھتے ہی دیکھتے دو تین درخت کاٹ لیے۔ اور ”جھاڑ پیر“ کا ٹھمکنا صفایا کر دیا۔

ہمارے آس پاس زیادہ شرک ضعیف الاعتقادی نے پھیلا رکھا ہے۔ ہمیں قرآن و سنت کی طاقت سے ضعیف الاعتقادی کا خاتمہ کرنا چاہیے۔ افسوس ہے ان مولوی صاحبان پر جو چند پیسوں کی خاطر ضعیف الاعتقادی کی آکاس بیل کو بڑھاتے اور پھیلاتے ہیں۔ اللہ ان بیچاروں کو ہدایت دے۔ آمین۔

مولوی عبدالرحیم رحیم کیلینوالے کے بہت نیک بزرگ انسان تھے۔ زندگی

بھر قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے رہے۔ آج کل ان کے صاحبزادے مولانا اکرام اللہ ساجد حفظہ اللہ تعالیٰ اپنے والد گرامی کی مسند کے وارث ہیں اور اپنے علاقے میں قرآن و سنت کی ضیا پاشیاں کر رہے ہیں۔ اللہم زدہ فزہ۔

(۳۴) مثالی تقویٰ

مولوی عبدالرحیم صاحب رحیم بڑے سوز و گداز سے قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اللہ نے انہیں کھن داؤدی عطا فرما رکھا تھا۔ لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ آپ کی نیکی پاکیزگی اور تقویٰ کا آس پاس شہرہ تھا۔

ایک روز مولوی صاحب نے ایک چوہدری صاحب سے گھاس کاٹنے کی اجازت چاہی۔ اس نے بخوشی اجازت دے دی۔ مولوی صاحب گھاس کاٹنے لگے۔ گھاس کاٹتے ہوئے ایک پودا گندم کا بھی جڑ سے اکھڑ کر ہاتھ میں آ گیا۔ آپ کو اس بات کا دکھ ہوا۔ اور اسے اسی وقت زمین میں گاڑ دیا۔ اور گاؤں سے لوٹے میں پانی لا کر اس میں ڈالا۔ اگلے دن پھر اس طرح کیا۔ چوہدری صاحب نے دیکھ لیا۔ اور پوچھا مولوی صاحب پانی کا لونٹا لے کر کدھر جاتے ہیں؟ مولوی صاحب نے بتایا چوہدری صاحب! گھاس کے ساتھ گندم کا پودا اکھڑ گیا تھا اسے پانی دیتے جاتا ہوں۔ سبحان اللہ! کیسے نیک سادہ اور امانتدار تھے پہلے لوگ۔

۳۴

کرامات حضرت حافظ عبدالحی صاحب کوٹ شاہ محمد

(۱) حضرت حافظ صاحب کی دعا کی برکت

کوٹ شاہ محمد کا پرانا نام چاندی کوٹ تھا۔ لیکن یہ چاندی کوٹ نام سے ہی زیادہ مشہور ہے۔ یہ ضلع شیخوپورہ کا خوبصورت علاقہ ہے۔ جو کبھی ویران تھا مگر حضرت



حافظ عبدالحی صاحب کی دعا کی برکت سے اللہ نے وہاں کا شور و کلر دور کر کے اسے سبزہ زار بنا دیا ہے۔ جس مسجد کی بنا آپ کے والد گرامی حضرت مولوی امام دین صاحب نے رکھی تھی وہاں آپ کی مساعی اور جہد مسلسل کی بدولت قرآن و سنت کے سوتے پھوٹتے رہے۔ اور اب بھی پھوٹ رہے ہیں۔ اس وقت مولانا عبدالصمد رفیقی حفظہ اللہ اپنے آبائی چمنستان کی آبیاری کر رہے ہیں۔

### (۲) آپ کی لافانی کرامت

آپ ہر وقت قرآن مجید پڑھتے اور نوافل میں مصروف رہتے تھے۔ میں نے ہر لمحہ آپ کو ذکر و شکر پایا۔ آپ کا شمار بھی اہل اللہ میں ہوتا ہے۔

آپ نے نیک اور عالم اولاد کے لئے دعا کی۔ اللہ نے آپ کی دعا کو شرف قبول بخشا اور نیک اور عالم اولاد عطا فرمادی۔ آپ کے چار بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں۔ سب بیٹیاں اور تین بیٹے علم دوست ہوئے۔ مولانا سلیم، مولانا مسلم، مولانا عبدالسلام۔ تیسرے بیٹے یعنی مولانا عبدالسلام کیلانی مستند اور ممتاز عالم دین ہیں۔ آپ حضرت مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی حنفیہ کے شاگرد رشید ہیں۔ مدینہ منورہ منی سے بھی اکتساب علم و فضل کیا۔ اب ماشاء اللہ علامہ کے درجے پر فائز ہیں۔ علماء اکیڈمی بادشاہی مسجد لاہور میں پڑھانے کے بعد آج کل یوگنڈا میں حدیث پڑھا رہے ہیں۔ آپ کا شمار وہاں کے کبار علماء میں ہوتا ہے۔

مولانا محمد سلیم حفظہ اللہ ایک نیک دل اور صاف باطن آدمی ہیں۔ آپ نے ہمیشہ رزق حلال کھایا۔ عموماً کتابت آپ کا فن اور پیشہ تھا۔ ایک روز آپ نے خواب دیکھا کہ میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ رہا ہوں: **وَبِئْسَ الْاٰیٰتُ الْاٰتٰی مِنَ الْخٰیْرِ** فقہنبر۔ یہ اشارہ تھا کہ اسی طرح رب سے تعلق رکھو وہ سب ضرورتیں پوری کر دے گا۔ ایک مرتبہ آپ کو خواب میں قیامت کا نقشہ دکھایا گیا۔ آپ ذرا پریشان

ہوئے تو قرآن مجید کی یہ آیت کسی نے پڑھی: **مَقْعَدٌ صٰدِقٍ عِنْدَ فٰلٰنٍ مَّقْعَدٌ** آج کل آپ نے وار برٹن میں شاندار مسجد اور لڑکیوں کے لئے ممتاز درسگاہ قائم کر رکھی ہے۔ مسجد اور مدرسہ دونوں بہت بارونق اور کامیاب جا رہے ہیں۔ ماشاء اللہ بہت لوگ آبائی تقلید و جمود اور رسومات ترک کر کے توحید و سنت کی جلو میں آ رہے ہیں۔ مولانا محمد سلیم حفظہ اللہ کی ساری اولاد نیک، شریف، عالم، حافظ، قاری اور علم دوست ہے۔ خصوصاً حافظ عبدالستین راشد اور حافظ عبدالعظیم اسد علم و تقویٰ اور شرافت میں نوجوانوں کے لیے قابل تقلید ہیں۔ حافظ عبدالستین راشد کی پیدائش پر ان کی والدہ محترمہ نے خواب میں ایک نورانی درخت دیکھا جس کی دو شاخیں ہیں اور وہ آسمان تک پھیلا ہوا ہے۔ مولانا محمد سلیم کی دو بیٹیاں ہیں ایک الریاض میں ہوتی ہیں۔ وہ مولانا عبدالملک مدرسہ ادارہ دار السلام کی اہلیہ ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کی یہ صاحبزادی حافظہ قرآن اور جامعہ جھوک دادو کی سند یافتہ ہیں اور بہت اچھی معلمہ اور مبلغہ ہیں۔ دوسری سوہدہ میں بندہ محمد ادریس فاروقی مدرسہ مسلم پبلی کیشنز سوہدہ کے نکاح میں آئیں۔ الحمد للہ موصوفہ والدین کی طرح نیکی اور خدمت دین میں بہت آگے ہیں۔ دونوں نے اپنی اپنی جگہ دینی مدارس قائم کر رکھے ہیں۔ اور دونوں باحسن طریق دین کی خدمت کر رہی ہیں۔ اور دونوں کے شوہر اپنی اپنی جگہ اللہ کی توفیق سے اسلام کی خدمت و اشاعت میں روز و شب مصروف ہیں۔ اللہ قبول فرمائے۔ آمین۔ بیٹے قرآن و سنت کی خدمت اور نشر و اشاعت میں مصروف ہیں۔ حافظ عبدالعظیم اسد اور حبیب کبریا پاکستان میں اور باقی تینوں صاحبزادگان یعنی حافظہ عبدالستین راشد حافظہ مطیع الرسول اور حافظہ غیب کبریا سعودیہ میں اسلام کی خدمت و اشاعت میں دن رات مصروف ہیں۔

حضرت حافظ عبدالحی مرحوم کے تیسرے بیٹے محمد مسلم اللہ کو پیارے ہو چکے



ہیں۔ ان میں اخلاص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ نہایت فرخندہ رو، خلیق، حلیم اور مہمان نواز تھے۔ انہیں علم تعبیر الریاء میں مہارت حاصل تھی۔ میں نے انہیں پرکھا۔ فن میں عمدہ پایا۔ بڑے اچھے خوش نویس تھے۔ انہوں نے چاندی کوٹ میں اپنی آبائی مسجد اپنی نگرانی میں دوبارہ تعمیر کروائی۔ سعودیہ رابطہ مولانا عبدالسلام کیلانی نے کیا۔ بقایا تعمیر اور آبادی کا کام مولانا مسلم مرحوم نے کیا۔ اور بڑی محنت سے کیا۔ اور مسجد کو خوب ترقی دی۔ آپ کے دو بیٹے مولانا عبدالصمد رفیقی اور حافظ محمد شعیب عالم اور دین کے سرگرم خادم ہیں۔ تیسرے بیٹے اخلاص الحق نیک اور شریف ہیں۔ آپ کے بیٹوں پر والد مرحوم کے اخلاق کا کافی حد تک اثر ہے۔

ذرا غور کیجئے حضرت مولانا حافظ عبدالحی رحمہ اللہ کی بابرکت دعا کس قدر رنگ لائی۔ آپ کی دعا کے نتیجے میں چمنستان توحید و سنت کس قدر پھلا پھولا اور بار آور ہوا؟ کہ اس کی مکار سے پورا علاقہ منک انھا۔ قَالَ حَفِظَ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

(۳) شاندار کرامت

آپ نے دنیا سے بالکل دل نہ لگایا۔ پوری زندگی گزر گئی آپ نے اپنے کچے مکان کو بچت نہ بنایا۔ علوم قرآن میں وحید العصر تھے۔ قرآن کے لغات پر مشتمل بہترین کتاب ”مرآۃ القرآن“ لکھی جو صرف و نحو اور علم و ادب کا شاہکار ہے، علوم قرآن کے علاوہ آپ اسرار قرآن سے بھی آگاہ تھے۔ آپ کا روحانی پایہ بھی اونچا تھا۔ اخلاق اور سیرت و کردار میں اپنی مثال آپ تھے۔ خواہ دن عسرت کے ہوں یا سیرت کے، کبھی کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلا یا۔ لوگوں کو آپ کی امانت و دیانت پر بے حد یقین تھا۔ اس گاؤں میں چالیس چالیس مربع زمین کے مالک رہتے تھے وہ بے اوقات آپ کے پاس لاکھوں روپے اور بے پناہ زیورات امانت کے طور پر رکھ دیتے تھے مگر کیا مجال جو ان میں ذرا بھی کمی بیشی ہو۔ یہ معمولی بات نہیں ہے بہت بڑی

بات ہے بہت بڑی۔ آپ کی صاحبزادی نے بتایا۔ ایک مرتبہ آپ لاہور سے کوئی ڈیڑھ کلو سونے کے زیورات بنا کر لائے اور جن کی امانت تھی انہیں جنوں کی توں یہ امانت پہنچادی۔ اس سلسلے میں آپ کو کئی میل پیدل بھی چلنا پڑا۔

ایک روز آپ کی بیٹی کی اتنی دولت اور زیورات پر نظر پڑ گئی۔ اس نے حیرت سے پوچھا۔ اباجی! اتنی دولت؟ آپ نے فرمایا۔ ”یہ دولت ہماری نہیں، یہ لوگوں کی گندگی ہے۔“ یعنی بیٹی کو ایک طرف یہ بتایا کہ یہ ہماری نہیں ہے۔ اور دوسری طرف یہ بتایا کہ دولت ہرگز پیار کے قابل نہیں ہے اس سے دل لگانا اچھا نہیں۔

آپ روکھا سوکھا کھا کر گزارا کر لیتے تھے لیکن کیا مجال جو امانت کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی دیکھا ہو۔ یا اس کی نگرانی پر کسی سے کچھ معاوضہ طلب کیا ہو۔ یہی اولیاء کی شان ہے کہ وہ اکل حلال کو فریضۃ اللہ کے بعد سب سے بڑا فریضہ سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اکل حلال اور زہد دونوں ولایت کے ابتدائی ذیعین ہیں۔ باقی اگلے ذیعین ہیں۔ ان ابتدائی ذیعین کے بغیر کوئی شخص دلی نہیں بن سکتا۔ ان کے بغیر ولایت کا حصول ممکن نہیں۔

(۴) دریا کی دلدل میں پھنسی گھوڑی نکل آئی

ایک مرتبہ آپ گھوڑی پر سوار دریائے چناب میں سے گزر رہے تھے۔ دریا میں پانی کم تھا تقریباً خشک تھا۔ آپ کے ساتھ اہلیہ محترمہ بھی تھیں۔ ایک جگہ گھوڑی دلدل میں پھنس گئی۔ اور پوری ٹانگوں تک پھنس گئی۔ آپ اتر گئے۔ لیکن بسیار کوشش کے باوجود گھوڑی باہر نکل نہ سکی۔ آپ کو قدرے فکر لاحق ہوئی۔ لیکن اللہ پر توکل کرتے ہوئے سورۃ یس کی تلاوت شروع کر دی۔ دیکھا گھوڑی یکدم اچھلی اور باہر نکل آئی۔ اور اللہ کی مہربانی سے ساتھ ہی خشک جگہ پر اس کے قدم پڑے۔ اور اس نے چلنا شروع کر دیا اللہ تعالیٰ کی اس مہربانی پر دونوں بے حد وعدہ شکر



بجالاتے۔

## (۵) تدفین پر خوشبو پھیل گئی

آپ کی وفات پر کافی لوگ جمع ہوئے۔ تدفین کے موقع پر قبرستان میں بندہ بھی موجود تھا۔ کھلی فضا درختوں کا جھرمٹ، ایک درخت کے نیچے آپ کی قبر کی کھدائی ہو رہی تھی اس دوران کچھ لوگ خاموش کھڑے تھے کچھ باتوں میں مصروف تھے کہ دفعتاً منک آنا شروع ہوئی جہاں میں کھڑا تھا وہاں بھی منک آئی۔ تاکہ سب لوگوں کا مشام جاں معطر ہو گیا۔ لوگ ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہیں سے منک آ رہی ہے میں قبر کی طرف بڑھا۔ اوپر حضرت حافظ صاحب رحمہ اللہ کی چارپائی پڑی تھی نیچے کھدائی آخری مرحلہ میں تھی اب لوگ یہ سمجھ گئے تھے کہ خوشبو یہیں سے آ رہی ہے۔ اور یہ خوشبو تھی بھی الگ قسم کی اہل ایمان کے لیے قرآن کی نوید ہے: **يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ اِذْجِئِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ۖ فَادْخُلِي فِي عِبَادِي ۖ وَادْخُلِي جَنَّاتٍ ۖ مَّطْلُوبِينَ ۖ** کہ اپنے محبوب بندوں کے لئے رب تعالیٰ جنت کے دروازے کھول دیتا ہے اور انہیں اہل ارادہ و اختیار کی جماعت میں شامل فرما دیتا ہے۔

## (۶) بکثرت ذکر الہی

آپ جوانی میں چھ پارے اور جب آپ کو ذرا فرصت مل گئی اور بڑھاپے کو پہنچ گئے تو روزانہ دس پارے قرآن مجید کی منزل کیا کرتے تھے۔ اور جو پندرہ بیس روزانہ اور او دو وظائف کرتے تھے وہ اس کے علاوہ تھے۔ یہی شان اولیاء ہے کہ ان کا کوئی لمحہ ذکر الہی کے بغیر نہیں گزرتا۔ اور اب ان کی خصوصی عادت فرماتا ہے۔



## کرامات مولانا حکیم عبدالواحد داربرشن

آپ کا شمار داربرشن ضلع شیخوپورہ کے چند گئے پنے لوگوں میں ہوتا ہے۔ بڑے نیک، پارسا اور خدا ترس انسان تھے۔ آپ حضرت حافظ عبدالحی رحمہ اللہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ پیکر علم و شرافت حکیم منصور العزیز آپ ہی کے بیٹے ہیں۔ جو اشرف لیہارنریز کے معاون اور طلبہ کالج فیصل آباد کے پرنسپل ہیں۔ آپ کے دوسرے دونوں بیٹے محمد اسحاق شاہین اور محمد زبیر کو علم و مذہب میں زیادہ تہ بڑھ سکے لیکن ان کی شہرت اتنی ہے شرافت اور ادب (الترتیب) میں اچھا پایہ رکھتے ہیں۔ اول الذکر وفات پا چکے ہیں ان کی بیٹی کی شادی ولی کامل حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری رحمہ اللہ (جن کی کرامات آگے آ رہی ہیں) کے حقیقی پوتے سے ہوئی۔ یعنی دونوں کے اجداد کا شمار اولیائے کرام میں ہوتا ہے۔

## (۱) ہندو بہمن مسلمان ہو گیا

ایک بہمن آپ کی خدمت میں آیا۔ تھوڑی دیر آپ کی مجلس میں رہا۔ وہ آپ کی باتوں سے بہت متاثر ہوا۔ آپ کی مجلس میں اسے سکون ملا۔ بالآخر کہنے لگا: حضرت مجھے بھی اپنا ساتھی بنا لیجئے۔ فرمایا! فکر پڑھو اور ہمارے ساتھی بن جاؤ۔ چنانچہ اس نے کلمہ شریف پڑھا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔

## (۲) عجیب واقعہ

ایک روز بیٹھے بیٹھے کہنے لگے۔ اتنے آدمیوں کا کھانا تیار کرو وہ آ رہے ہیں۔ گھر والوں نے کھانا تیار کیا۔ اتنے میں وہ مہمان آ گئے۔ کھانا کھایا۔ چند منٹ آپ کی مجلس میں بیٹھے اور چلے گئے۔ گھر والے کہتے ہیں ہمیں پتہ نہیں چلا کہ وہ کون مہمان تھے۔



اور کیا کرنے آئے تھے۔ وہ لوگ ہمارے علاقے کے نہیں تھے۔ کہیں ادھر ادھر کے تھے۔ اور ان کے آنے کا مقصد نہ ہم نے پوچھا۔ اور نہ مولوی صاحب نے گھروالوں کو بتایا۔ یا جتنا مناسب نہ سمجھا ہو گا۔



## کرامات مولانا محمد اور لیس کیلانی

آپ کا شمار بھی باعمل علماء میں ہوتا ہے۔ حضرت کیلیانوالے میں اہل بدعت کی طرف سے آپ کی بہت مخالفت رہی۔ مگر آپ ہر طرح کی مخالفت کے باوجود توحید و سنت کی اشاعت میں برابر لگے رہے۔ تا آنکہ اللہ نے آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب کر دیا۔ آپ کی دو کرامات کا ذکر کیا جاتا ہے:

### (۱) توحید و سنت کی تاثیر

توحید و سنت اپنے اندر ایک تاثیر رکھتی ہے۔ کچھ آپ کی زبان میں اغلاص و عمل کی تاثیر تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ آپ کی تبلیغی مساعی کی بدولت آپ کے ہم نوا ہو گئے۔ ان میں ایک مولوی محمد یوسف صاحب بھی ہیں۔ یہ بڑے اچھے خوشدلیس ہیں۔ انہوں نے تفسیر تفہیم القرآن کی کتابت کی۔ رشتہ میں مولانا عبدالملک مجاہد کے حقیقی تایا جان ہیں۔ نیکی، شرافت اور ذہانت میں اپنا ایک مقام رکھتے ہیں۔ یہ کافی عرصہ ادھر رہے۔ پھر بالآخر کچے الہمدیہ ہو گئے۔ اور "توحید و سنت" پر بہترین کتاب لکھی۔ جس میں توحید و سنت کے بیان کے ساتھ شرک و بدعت کی تردید کی۔ کیونکہ ایسی توحید و سنت مشکوک ہے جس میں شرک و بدعت کی تردید نہ ہو۔ اس وقت آپ کافی عمر رسیدہ ہو چکے ہیں۔

علاوہ ازیں اور بھی متعدد افراد شرکیہ عقائد اور تقلید آباد ترک کر کے مولانا محمد

اور لیس کیلانی رہنمائی کے ہمراہین گئے۔ اور یہ سلسلہ ایسا بڑھا کہ سبحان اللہ۔

### (۲) دعا کی طاقت پر واز

آپ ہمیشہ اولاد کے لئے نیکی اور ہدایت کی دعا طلب کرتے رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی اولاد کو خدمت دین کی توفیق بخشی۔ انہوں نے کیلیانوالے میں ایک شاندار جامعہ تعمیر کیا۔ قریب ہی قادر آباد روڈ کیلیانوالہ سٹاپ پر خوبصورت مسجد بنوائی۔ اور "حدیث پہلی کیشنز" کے نام سے ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا۔ جو شب و روز حدیث نبوی کے اشاعت میں مصروف ہے۔ موصوف کی بیٹی نے گوجرانوالہ کے قریب کھیالی میں ایک دینی مدرسہ قائم کر رکھا ہے جہاں لڑکیوں کو قرآن و حدیث کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یوں حضرت مولانا کیلانی مرحوم کی دعا حرف، بحرف پوری ہوئی۔ غرض آپ کی ساری اولاد خدمت دین اور اشاعت اسلام میں مصروف ہے۔

### (۳) آپ کی ایک اور کرامت

آپ عالم تھے البتہ حافظ نہیں تھے۔ عمر مبارک کوئی ساٹھ ستر کے درمیان ہوگی کہ دل میں خواہش پیدا ہوئی کیوں نہ کتاب اللہ کو حفظ کیا جائے؟ آپ نے اللہ کی بارگاہ میں حفظ قرآن کی دعا کی اور بلا استاذ قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا۔ یعنی دعا کے ساتھ کوشش بھی شروع کر دی۔ اور ڈیڑھ برس کے قلیل عرصہ میں قرآن مجید حفظ کر کے دوسرے سن رسیدہ لوگوں کے لئے حفظ قرآن مجید کا شاندار نمونہ پیش فرما دیا۔ علاوہ ازیں اسے مسئلے پر سنانا بھی شروع کر دیا۔ ماشاء اللہ بہت اچھا قرآن ضبط تھا۔

آپ کی اہلیہ محترمہ بھی قرآن کی حافظ تھیں۔ اور دیہاتی طریقے کے مطابق گھر میں ہی گاؤں کی بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتی تھیں۔ ذرا غور تو کیجئے۔ قوم نے مولانا کے علاوہ ان کی اہلیہ اور ان کے بچوں سے کتنا فائدہ اٹھایا؟ اور اب تک انھا



ہی ہے۔ یہ ایک چشمہ فیض ہے جس سے قوم برابر استفادہ کر رہی ہے۔ اور اللہ ہی کو معلوم یہ سلسلہ کب تک رہے۔ آپ کے چاروں بیٹے محمد اقبال کیلانی، محمد ریاض کیلانی، خالد کیلانی، ہارون الرشید کیلانی اپنے والد گرامی کے مشن کو اپنی طاقت کے مطابق جاری رکھے ہوئے ہیں۔ حدیث پہلی کیشنر کے نام سے ان کا ادارہ بڑی اچھی کتابیں شائع کر رہا ہے۔ آپ کی مطبوعہ کتب ملک اور بیرون ملک سے خراج تحسین حاصل کر رہی ہیں۔



### کرامات مولانا عبدالرحمن کیلانی لاہور

مولانا عبدالرحمن کیلانی پہلے فوج میں ملازم رہے۔ خاندانی اثر کی وجہ سے مزاج میں دین اور مذہب کا غلبہ تھا جس کے نتیجے میں آپ نے داڑھی رکھ لی۔ قانون شریعت کی نگاہ میں داڑھی کو وجوب کا درجہ حاصل ہے۔ مگر انگریزی قانون کو ناگوار گزری۔ حکام نے کہا۔ داڑھی رکھیں یا نوکری رکھیں، کوئی ایک چیز رکھ لیں۔ فیصلہ کر لیں۔ کیا رکھنا ہے۔ کہا، فیصلہ کر لیا۔ نوکری چھوڑ دوں گا مگر سنت رسول نہیں چھوڑوں گا۔ رب نے کہا۔ جو میرے محبوب کی لاج رکھتا ہے میں اس کی لاج رکھتا ہوں۔ چنانچہ رب تعالیٰ نے آپ کو وہ مقام دیا کہ باید و شاید۔ یعنی حکومت کی نوکری چھوڑ کر اپنی نوکری دے دی۔ سچ کہا قرآن نے عیسیٰ اَن تَكُوْنُوْا شٰیْنًا وَّھُوْ خَیْرٌ لَّكُمْ یعنی بسا اوقات آدمی کسی چیز کو اچھا نہیں سمجھتا اور وہ حقیقت میں اچھی ہوتی ہے۔ اللہ کرے کہ ہماری بھی آنکھیں کھل جائیں۔ اور کم از کم داڑھی منڈانا چھوڑ دیں۔

### (۱) اللہ تعالیٰ نے ہاتھ تھاما

نوکری چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں۔ معاش کی بنیادیں ہل جاتی ہیں۔ گھر کا نظام کلیتہً ہو کر رہ جاتا ہے۔ مگر آپ مطلق پریشان نہیں ہوئے۔ آپ نے کاروبار شروع کیا۔ اللہ نے برکت عطا فرمائی۔ اور ساتھ ساتھ خاندانی فن یعنی کتابت سیکھی۔ اور بہت جلد سیکھ لی۔ دنیا پیسے کے پیچھے بھاگتی ہے مگر پیسہ آپ کے پیچھے بھاگتا تھا۔ اور کمال یہ کہ اللہ نے اگر کتابت کا کام دیا تو وہ بھی قرآن کا۔ ہم فرماؤ ہم ثواب۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِلُّعَاجِزُ الْمُضِلِّیْنَ کی جلوہ فرمائیاں اسی کار کہ آپ دگل میں شروع ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ذہن رسا کے ساتھ طبع سبک خرام بھی ودیعت فرمادی۔ آپ کے سامنے ارتقاء کا کوئی زینہ دور نہ تھا۔ اور علم و فضل آپ کو دیا ہی نہیں بلکہ آپ میں اندیلا۔ باوجود درس نظامی نہ پڑھنے کے آپ کی تحریر و تقریر اور تصنیفات کو دیکھ کر بڑے بڑے علماء درطہ حیرت میں گم ہو گئے۔

مزاج سادہ، مرتعج، مرنج، منفسار، چہرے پر بشاشت، طبع میں جودت، ہمہ وقت استحضار اور آم کی کیفیت، زبان میں ملاقت، قلم میں روانی، دریا کو کوزے میں بند اور کوزے کو دریا بنا دینے پر قدرت، طبیعت پر ہمارا ہر ایک سے پیار، غرض کیا کہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موصوف کا ہاتھ ہی نہیں تھاما، یحییٰ و یسار عطا و بخشش کے چھینٹوں کا یوں فیاضانہ ترشح کیا کہ فیاض اہل کے انعامات و احسانات آپ پر نازل ہوتے ہوئے نظر آئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

### (۲) انعامات کی بارش

رب نے آپ کو اسقام و آلام سے محفوظ رکھا۔ درہندہ فی زمانہ کوئی گھرانہ آفات سے محفوظ نہیں۔ جو اسقام سے محفوظ ہے وہ آلام میں گرفتار ہے اور جو آلام سے محفوظ ہے وہ اسقام میں گھرا ہوا ہے۔ آپ تا دم آخر صحت مند رہے۔ اور بڑھاپے



میں بھی جو ان تھے۔ آپ کو اللہ نے دین بھی دیا اور دنیا بھی۔ آپ کو اولاد دی تو اس میں بھی شان عدل کا ر فرما رہی۔ یعنی چار بیٹے اور چار بیٹیاں۔ اور دونوں ہی (بیٹے بیٹیاں) دونوں علوم سے آراستہ۔ اور تقریباً سبھی حافظ قرآن۔ آگے ان کی اولاد بھی حافظ قرآن، آپ کی اہلیہ محترمہ بھی حافظ قرآن تھیں۔ ایک اندازے کے مطابق آپ کے خاندان یعنی فروغ میں کوئی ۵۰ حافظ قرآن ہوں گے۔ اور آپ کے سب بیٹے اچھی پوسٹ پر ہیں کوئی ڈاکٹر ہے تو کوئی تو انجینئر کوئی پروفیسر ہے تو کوئی اسکالر۔ اتنی لائق 'بلند اخلاق' دین کی خادم اولاد کم ہی کسی کی ہوگی۔ اَللّٰهُمَّ اللّٰهُ تَعَالٰی

(۳) آپ کی ایک اور کرامت

آپ کو اولاد و اخفاء سے محبت تھی۔ طلال کمالی سے پیار تھا۔ عالی شان رہائش گاہ محبوب تھی۔ مگر ان سب سے بڑھ کر آپ کو اللہ اور اس کے رسول سے پیار تھا۔ (علیہ السلام) آپ ارشاد قرآنی اَللّٰهُمَّ احْبِبْ لِّیْ ذٰلِکَ الذَّیْ لَیْسَ بِکَیْفِیْہِمْ اَحَدٌ کُمْ حَتّٰی اَکُوْنُ اَحَبَّ اِلَیْہِہِہِ کی زندہ تصویر تھے۔

آپ کو اللہ سے محبت تھی، اللہ کی کتاب سے محبت، اللہ کے رسول سے محبت اور اللہ کے گھر سے لگاؤ تھا۔ اتنا لگاؤ اتنا پیار اور اتنی شیفگی کہ بالآخر فرش مسجد کی زمین بوسی کرتے ہوئے، اللہ کے گھر میں اللہ سے جا ملے۔ حالت نماز کی کیفیت سجدے کی 'ذہان تسبیحات خداوندی کی زمزمہ بگنی کرتے ہوئے' اہل اسلام سے فَاشْفِہْذُوْا لَہٗ بِالْاِیْمَانِ کا تمہ شہادت لیتے ہوئے فَاذْخِلِہِ فِیْ عِبَادِیْ ۝ وَاذْخِلِہِ جَنَّۃِیْ کی نوید سناتے واسے طائفہ کے جہنم میں آپ کی روح طہر فرودس بریں میں پہنچ گئی۔ اَعْلٰی اللّٰہُ تَعَالٰی۔ آمین بِاِذْنِ الْعَالَمِیْنَ

اس دور میں اپنی خاندانی مسند علم کی وارث اور اہل 'کم ہی کسی ذی علم کی اولاد ہوگی۔ اور جس کی اولاد ایسی نکل آئے اسے اللہ کا شکر یہ بجالانا چاہیے۔ اس کائنات

دہست و بود میں بڑی نعمتیں یہی ہیں 'دین و دنیا کی عظمت' لائق اولاد، معاشرہ میں عزت اور اچھی شہرت۔ حضرت مولانا عبدالرحمن کیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جنہیں یہ تمام نعمتیں حاصل تھیں۔

(۴) آپ کی تابندہ و درخشندہ کرامات

آپ نے بہترین کتب تصنیف فرمائیں۔ جن کی تعداد بیس کے لگ بھگ ہو گئی۔ آپ کی سب کتب عمدہ اور لائق تعریف ہیں لیکن "مترادفات القرآن" آپ کی شاہکار تصنیف ہے۔ جو اپنے عہد کی منفرد کتاب ہے۔ میرے خیال میں ماضی قریب میں ہر صغیر میں مترادفات قرآن ایسے حیرت زا اور معلومات افزاء موضوع پر کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔

آپ نے لائق ترین اولاد چھوڑی۔ آپ کی اولاد (ذکور و اثبات) کا ہر فرد اپنی اپنی جگہ ایک مستقل ادارہ ہے۔ اور ان سب میں اپنے گرامی والدین کی پوری جھلک پائی جاتی ہے۔ اَللّٰهُمَّ زِدْہُمْ زُجْرًا

آپ کا جامعہ اور قائم کردہ مسجد، آپ کا صدقہ جاریہ ہے۔ جامعہ البنات تدریس القرآن دس پورہ لاہور میں بہترین تعلیم و تربیت کا انتظام ہے اور بڑی کامیابی سے رواں دواں ہے۔ مسجد اگرچہ چھوٹی ہے مگر اہمیت کے لحاظ سے بڑی ہے۔ وہ شہرک و بدعت کے سیاہ و نوکیلے پتھروں میں چشمہ توحید و سنت کا کام دے رہی ہے۔ یہ سب آپ کی کرامات ہیں۔ آہ آپ ملازمت میں رہتے تو یہ تحیر العقول کارنامے کیسے ممکن تھے؟ اُوْذِیْکَ فَضَّلَ اللّٰہُ یُوْنُسَ مِنْ یُّسَافَہِ



۲۷

## کرامات مولوی کمال دین صاحب

آپ ایک غیر معزوف، خاموش، مخلص، سادہ اور اپنے علاقہ میں ہر داعی و بزرگ تھے۔ زہد کا غلبہ تھا۔ اکل حلال اور صدق مقال کے عادی تھے۔ دعا میں بلا کی تاخیر تھی۔ شاید وہ اکل حلال اور صدق مقال کی وجہ سے تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے رب کو منار ہے ہوں آپ کے بارے میں مشہور ہے آپ جو دعا کرتے تھے پوری ہو جاتی تھی۔

## (۱) اللہ نے خاتون کو بیٹا دیا

مولوی اسماعیل فیروز پوری چک 139/91 بیان کرتے ہیں۔ ایک مرتبہ ایک خاتون آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی۔ بہت علاج کروایا۔ دعا اور روحانی علاج کے لئے بڑے بڑے ماہرین کے پاس گئی مگر مطلق فائدہ نہ ہوا۔ اسے آپ کے بارے میں بتایا گیا۔ چنانچہ وہ آپ سے دعا کروانے کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اپنے خاص انداز سے اس کے لیے دعا کی۔ اور انداز یوں تھا کہ جیسے کوئی اپنے دوست کی منت زاری کر کے اسے اپنی عرض داشت منوارا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دعا کو شرف قبولیت بخشے ہوئے اس خاتون کو بیٹا عطا فرمایا۔

## (۲) قحط سالی دور ہو گئی

گوہر (چوکی) میں بارش نہ ہونے سے قحط سالی کا سماں ہو گیا۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش کے لئے دعا کی درخواست کی۔ آپ نے نہایت زاری سے دعا کی۔ تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ بادل کا ٹکڑا آیا اور وہ پھیل گیا۔ تا آنکہ دیکھتے

دیکھتے پورے علاقے پر پھیل گیا۔ اور بارش برسے لگی۔ اور اتنی برسی کہ سب کی سب ضروریات پوری ہو گئیں۔

## (۳) بھینس نے آپ کی بات مان لی

مولوی حبیب اللہ جیتی والا (Jatiwala) نزد کلنگن پور نے یہ واقعہ سنایا۔ کہ ایک روز حضرت مولوی کمال دین صاحب ہمارے گاؤں جیتی والا میں تشریف لائے۔ دیکھا کہ ایک آدمی اپنی بھینس کو مار رہا تھا۔ آپ نے کہا۔ بھارا بے زبان جانور ہے اسے کیوں مار رہے ہو؟ اس نے کہا۔ میں اسے کیوں نہ ماروں۔ چار پاؤں رکھتی ہے۔ مگر جب دودھ دینے کی بازی آتی ہے تو ٹانگیں مارتی ہے اور قریب نہیں آنے دیتی۔ آدمی کا جواب معقول تھا۔ آپ نے بھینس کے قریب ہو کر اس کے کان میں کیا۔ ”کیوں مار رکھتی ہو دودھ دے دیا کرو۔“ آدمی سے کہا۔ ذرا صبر کرو جلد بازی نہ کرو۔ جاؤ برتن لے آؤ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ برتن لے آیا نیچے بیٹھا۔ اور بھینس کے تھنوں کو ہاتھ میں لے کر دبایا تو اس نے دودھ دینا شروع کر دیا۔

## (۴) دریا کا رخ بدل گیا

مولوی حبیب اللہ آف جیتی والا کا بیان ہے ایک مرتبہ کی بات ہے کہ دریائے ستلج نے جیتی والا اور کلنگن پور کی طرف رخ کر لیا۔ جس سے لوگوں کو بہت تشویش ہوئی کہ کیا کیا جائے۔ بعض لوگوں نے کہا۔ کہ یہ اللہ کے حکم سے آیا ہے وہی اس کو لے جائے گا۔ کسی اہل اللہ سے دعا کر دانی چاہئے۔ چنانچہ لوگ حضرت مولوی کمال دین صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے لجاجت و الحاح کے ساتھ دعا کی۔ ”اے اللہ! یہ کام لوگوں کے لئے بہت مشکل ہے مگر آپ کے لئے کوئی مشکل نہیں۔ اپنی مہربانی سے دریائے ستلج کا رخ اس علاقے سے موڑ دیجئے۔“ آپ کی دعا قبول ہوئی اور اگلے روز سے دریا نے اپنا



رخ نکلن پور سے موڑ کر دوسری طرف کر دیا جس سے لوگوں کو انتہائی خوشی ہوئی۔

(۵) آپ کا روحانی کمال

تقسیم ملک کے وقت سکھوں نے اور ہم بچا رکھا تھا۔ پھرے ہوئے سکھ جس مسلمان کو دیکھتے تے تیج کر دیتے۔ اس طرح انہوں نے حد درجہ مظالم ڈھائے۔ اور آپ کے علاقہ میں ان گنت مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ ایک عالم کو چرے دے دے کر شہید کر دیا۔ مگر مولوی کمال دین رحمہ اللہ کا کمال یہ تھا کہ آپ جس شخص کے گرد دائرہ لگا دیتے سکھ ادھر نہ آتا۔ اور اس طرح وہ شخص ان کے حملے سے بچ جاتا۔ اس طرح بہت سے لوگ سکھوں کے حملے سے بچ گئے۔

(۶) دعا کا حیرت انگیز اثر

مولانا اسماعیل فیروز پوری کا بیان ہے۔ ایک مرتبہ آپ کو جرے تشریف لے گئے۔ ایک لڑکی آپ کے سامنے لائی گئی۔ مرض کی وجہ سے اس کے سر کے بال اڑ چکے تھے۔ آپ نے اس لڑکی سے پابندی سے نماز ادا کرنے کا وعدہ لیا۔ اس نے پابندی سے نماز ادا کرنے کا وعدہ کر لیا۔ آپ نے دعا بھی کی اسے دم بھی کیا۔ اور پانی بھی دم کر کے دیا اور پرہیز بھی بتلایا۔ چنانچہ اللہ کی مہربانی سے وہ لڑکی ٹھیک ہو گئی۔ پھر اس نے سستی سے نماز ترک کر دی چنانچہ دوبارہ اس کے بال گرنا شروع ہو گئے اور وہ پھر اسی طرح ہو گئی جس طرح پہلے تھی۔ بعد ازاں ٹھیک نہ ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ یا اللہ والوں سے جو وعدہ کیا جائے اسے ضرور پورا کیا جائے۔ اور جس قدر ممکن ہو جلد پورا کیا جائے۔ بصورت دیگر نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے۔

۱۸

کرامات مولانا عبدالحق آف ماڑی مصطفیٰ (بھارت)

(۱) زہے مقدر

آپ نہایت مختص بہت بلند اخلاق بے حد پیار سا اور اونچے پائے کے عالم دین تھے۔ جامعہ رحمانیہ دہلی کے فارغ التحصیل تھے۔ بہت متوکل علی اللہ اور عابد و زاہد تھے۔ دورانِ ذکر بات چیت نہیں کرتے تھے۔ اور آپ نے گھر والوں کو بھی اس وقت گفتگو کرنے سے روکا ہوا تھا۔ قاری محمد عزیز صاحب خطیب جامع مسجد اقصیٰ گلشن راوی لاہور اور محمد صدیق شاہد ایم۔ اے ہیڈ ماسٹر اور فاروق احمد انیس کے فرزند ہیں۔ مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کی اہلیہ محترمہ جنت بی بی بھی اللہ والی خاتون تھیں۔ بڑی عابدہ زاہدہ ذاکرہ و شاکرہ تھیں۔ حال ہی میں نوے برس کی عمر پر عالم جادو دانی کو سدھار گئیں۔ شریعت کی بے حد پابند تھیں۔ قرآن اور نوافل عام پڑھتی رہتی تھیں۔ آپ کی وفات پر پورا کمرہ خوشبو سے مہک اٹھا۔ اماں جی جنت بی بی مرحومہ عالم باعمل صاحب تقویٰ و ورع حضرت مولانا محمد یحییٰ میر محمدی کی رضائی ماں تھیں۔ تقسیم ملک کے وقت سکھوں نے آپ کے شوہر حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ اور آپ کے دو جوان سال بیٹوں محمد یونس اور محمد کو بے دردی سے شہید کر دیا مگر مرحومہ نے بڑے حوصلے اور صبر و سکون سے ان جانکاه صدمات کو برداشت کیا۔ یہ ہیں وہ خاندان جنہوں نے ملک کی خاطر لازوال قربانیاں دیں۔ اور یہ ہیں وہ لوگ جو وطن عزیز کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تقسیم کے وقت نہ کوئی صدمہ برداشت کیا۔ نہ کوئی جانی و مالی قربانی دی انہیں پاکستان کی صحیح قیمت کا یہ نکتہ اندازہ ہو سکتا ہے؟



## (۲) دعا سے دن پھر گئے

مولانا عبدالحق رحمہ اللہ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے تلامذہ میں مولوی حبیب اللہ جتتی والا نزد کنگن پور معروف عالم تھے۔ مولوی صاحب موصوف آپ کے نہایت عقیدت گزار تھے۔ یہ ایک بار آپ کے صاحبزادگان مولانا قاری محمد عزیز اور جناب محمد صدیق شاہد ایم۔ اے سے ملنے آئے۔ اور ملاقات کر کے بہت خوش ہوئے۔ اور باتوں باتوں میں بتانے لگے۔ میں بڑا غریب اور مفلس تھا۔ تنگدستی نے پریشان کر رکھا تھا۔ ایک بار میں نے استاد محترم حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے درخواست کی۔ حضرت! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میری کشائش کی دعا کریں کہ میرے دن پھر جائیں۔ چنانچہ حضرت مولانا نے میری فراخی رزق کی دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو ایسا شرف قبول بخشا کہ بہت جلد یعنی اگلے ہی روز میری مالی حالت میں خوشگوار تبدیلی آگئی۔

ہوایوں کہ گاؤں کے نمبردار کا بیٹا شدید بیمار ہو گیا۔ میں جسمانی و روحانی تھوڑا بہت علاج کر لیتا تھا۔ نمبردار میرے پاس آیا اور کہا۔ مولوی صاحب! آپ لوگوں کا علاج کرتے ہیں براہ کرم میرے بیٹے کا علاج کریں آپ کو منہ مانگا انعام دوں گا۔ چونکہ وہ بہت مالدار تھا۔ اس لئے میں نے ۱۰۰ روپے گندم اور ایک بھیٹس کا مطالبہ کیا۔ اس نے وعدہ کر لیا۔ میں نے اللہ کے سہارے پر اس مریض لڑکے کو پانی سے سلا دیا۔ اللہ کی قدرت وہ شفایاب ہو گیا۔ اس نے خوش ہو کر مجھے ۱۰۰ روپیہ دیا۔ اور باقی چیزیں جلدی ادا کرنے کا وعدہ کیا۔ میں نے خوشی خوشی اس بات کا حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا اس نے اپنے آپ جو ۱۰۰ روپیہ دیا ہے وہی کافی ہے باقی چیزیں چھوڑ دو اللہ آپ کو برکت دے گا۔ ان دنوں سو روپیہ بھی بڑی فطیر رقم ہوتی تھی۔ میں نے استاد محترم کی بات مان لی اور اس ۱۰۰ روپے سے

ضروریات بھی پوری کیں۔ اور کاروبار بھی شروع کر دیا۔ اللہ نے مجھے وہ برکت عطا فرمائی کہ گھر میں ہر چیز کی ریل پیل ہو گئی۔ اور کسی چیز کی کوئی کمی نہ رہی۔

(۳) نورانی خواب، بابرکت تعبیر

حضرت مولانا عبدالحق کی بیٹی فاطمہ (پورے والا) کا بیان ہے کہ ایک روز والد صاحب نے خواب دیکھا کہ وہ حضور اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین (حضرت ابو بکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم) کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ تقسیم ملک کے موقع پر سکھوں نے آپ کے گاؤں کے مردوں کو دھوکے سے اکٹھا کر لیا۔ انہوں نے عورتوں کو کچھ نہ کہا۔ مردوں کو مشروب پیش کیا۔ انہوں نے اسے مشکوک جانا اور پینے سے انکار کر دیا۔ سکھوں نے ستے مسلمانوں پر زوردار حملہ کر دیا۔ اور پورے گاؤں کے سینکڑوں مردوں کو بیدردی سے شہید کر دیا۔ آپ کے ساتھ آپ کے دو جوان بیٹے بھی شہید ہو گئے۔ گاؤں بھارت کے ضلع فیروز پور میں تھا۔ اس کا نام مازی مصطفیٰ (تحصیل موگا) تھا۔ اَعْلٰی اللّٰہُ مَقَامُہُمْ فِی الْجَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ۔

(۲۹)

## کرامات حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی

آپ پر اللہ تعالیٰ کا خاص لطف و کرم تھا۔ آپ کو علمی لحاظ سے ایک سند ملنا جاتا تھا۔ آپ کے فتاویٰ بڑے معتبر سمجھے جاتے تھے۔ آپ کا بیان عین قرآن و حدیث کے بیان پر مشتمل ہوتا تھا۔ آپ میں تکلف و تصنع نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ آپ کے ملک اور بیرون ملک ہزاروں شاگرد ہیں۔ الحمد للہ! بندہ کو بھی آپ کے سامنے زانوئے تلمذہ کرنے کا شرف حاصل ہے۔ بندہ نے صحیح بخاری اور تفسیر القرآن



آپ سے پڑھی۔ اور اس کی خلاوت آج تک محسوس ہو رہی ہے۔

(۱) آپ کا پایہ

آپ کا علمی پایہ بہت اونچا تھا۔ یگانہ روزگار عالم تھے۔ اپنے معاصرین پر برتری رکھتے تھے، حافظہ بہت قوی تھا۔ روحانیت میں ایک مقام رکھتے تھے۔ قرآن و حدیث کے حافظ تھے۔ عربی، فارسی پر یکساں قدرت رکھتے تھے۔ گویا انوالہ کے قریب موضع گوندلانوالہ کو آپ کی وجہ سے شہرت حاصل ہوئی۔ اور اس گاؤں سے تعلق رکھنے والے علماء نے اپنے ساتھ گوندلوی کا لاحقہ استعمال کر کے گوندلانوالہ سے عقیدت محبت کا اظہار بھی کیا ہے۔ اور گوندلوی کہلا کر اپنا مرتبہ بھی بلند کیا ہے۔ جیسے محمد عباس گوندلوی، محمد یحییٰ گوندلوی، عبدالاحد گوندلوی وغیرہم۔ اور اتفاق ایسا کہ گوندلانوالہ کے علماء کو علم میں عموماً رسوخ رہا ہے۔ اور تحقیق میں ان کا پایہ اچھا سمجھا جاتا رہا ہے۔ یہ حضرت گوندلوی کا فیضان نظر تھا کہ جس نے اپنے شاگردوں کو تابع روزگار بنا دیا۔

(۲) آپ کا روحانی جلال

آپ بہت بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ تہجد گزار، شب زندہ دار، بڑے ذاکر و شاکر اور متوکل علی اللہ تھے۔ آپ کی عبادت کا نور آپ کے پیکر سے صاف نظر آتا تھا۔ آپ کا چہرہ انوار الہی کی تابانیوں سے روشن رہتا تھا۔ باوجود شیریں مقل اور فرخندہ رو ہونے کے کوئی آپ کے جلال کی تاب نہ لا سکتا تھا۔ میں نے بڑے بڑے لوگوں کو آپ کے سامنے دم بخود دیکھا۔

ایک مرتبہ آپ طلبہ کو درس حدیث دے رہے تھے کہ ایک وزیر جو آپ کی ملاقات کی خواہش رکھتا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے دورانِ درس اوجھڑ دیکھا تاک نہیں۔ اور نہ ہی وہ گفتگو کر سکا حالانکہ اسے جلدی تھی۔ پس جب

درس حدیث سے فارغ ہوئے پھر اس سے ہم کلام ہوئے۔

(۳) کلمہ طیبہ کے ورد کی خوشبو

مولوی عطاء اللہ صاحب و نچوالی کا بیان ہے کہ میرے گھر کوئی بیرونی اثر ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ دوسری آزمائش یہ آئی کہ مقدمہ بازی شروع ہو گئی، جس سے میری پریشانی دو چند ہو گئی۔ اس سلسلے میں میں جگہ جگہ پھرا۔ بہت سے روحانی بزرگوں سے ملا۔ مگر میں نے اکثر لوگوں کو جادو گریا دوکاندار پایا۔ آپ کا بیان ہے۔ اس سلسلے میں میں نے دو بزرگ ہستیوں کو کامل پایا۔ ایک حضرت حافظ محمد گوندلوی اور دوسرے حضرت حافظ محمد یوسف سوہدروی۔ مولوی صاحب کہتے ہیں۔ میں نے ان دونوں کو جانچ پرکھ کر دیکھا۔ انہیں روحانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز پایا۔ ان پر اللہ کا خاص فضل و کرم تھا۔

مولوی عطاء اللہ صاحب کہتے ہیں میں جب مقدمات میں الجھ گیا تو حضرت حافظ محمد یوسف صاحب سوہدروی کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے مجھے اللہ تعالیٰ پر یقین کامل کرنے کی تلقین کی اور ساتھ یہ وظیفہ بتایا۔

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ نِعْمَ الْمَوْلَى وَنِعْمَ النَّصِيرُ

اور فرمایا اسے کامل یقین و اعتماد کے ساتھ بکثرت پڑھو۔ مولوی عطاء اللہ صاحب کہتے ہیں۔ میں نے اس وظیفے کو ورد زبان رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے بہت جلد مقدمہ بازی سے میری جان چھوٹ گئی اور ہر طرح سے بری ہو گیا۔ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ

گھر کی تکلیف کے لئے حضرت گوندلوی صاحب کی خدمت میں حاضری دی۔ آپ نے فرمایا رات کو کہیں گوشہ میں بیٹھ کر کلمہ شریف لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا کثرت سے ورد کرو۔ میں نے یہ ذکر شروع کر دیا مگر عجیب بات کہ میرے آس پاس بدبو پھیلنا شروع ہو گئی۔ جس سے میں بہت حیران و پریشان ہوا۔ اور مجھے خطرہ لاحق ہو گیا کہیں



لوگوں کو مجھ سے بدبو نہ آنے لگے۔ کیونکہ مجھے خود اپنے آپ سے تھوڑی سیل آنے لگی۔ میں نے حضرت گوندلوی صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ ماجرا کہہ سنایا۔ فرمانے لگے تم لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا اتنا ورد کرو کہ بدبو کی جگہ خوشبو پھیل جائے۔ ایک وقت آئے گا کہ شیطانی اثرات دور ہو کر خوشبو پھیل جائے گی۔ مولوی صاحب موصوف کہتے ہیں۔ میں نے آپ کی ہدایت کے مطابق پھر کلمہ شریف کا اس کثرت اور جمعیت خاطر سے ورد کیا کہ دائمی بدبو کی جگہ خوشبو پھیلنا شروع ہو گئی۔ تا آنکہ کلمہ طیبہ کے ورد سے در و دیوار ملک اٹھے اور ساتھ ہی اللہ کی رحمت سے گھریلو پریشانی میں بھی تخفیف ہو گئی۔



### کرامات مولانا ابوالبرکات احمد مدد راسی

آپ کا تعلق مدراس (بھارت) سے تھا۔ آپ اوڈانوالہ سے فارغ ہوئے۔ بڑے راسخ فی العلم اور راسخ فی العقیدہ تھے۔ صاف ظاہر اور صاف باطن تھے۔ مشکل ترین اسباق کو آسان ترین پیرائے میں پڑھانے کا ملکہ رکھتے تھے۔ جامعہ اسلامیہ کو جرنیوالہ کے ناظم اور شیخ الحدیث تھے۔ آپ کا فتاویٰ چلتا تھا۔ آپ کا فتاویٰ کتابی صورت میں مل جاتا ہے۔ آپ حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی علیہ الرحمۃ کے بلند پایہ شاگرد تھے۔ آپ کو باوجود اسے عالی مراتب ملنے کے حضرت گوندلوی مدنیہ کی شانزدہویں پر فخر تھا۔ اور شیخ الحدیث ہونے کے باوجود شاگردوں کی طرح آپ کا احترام کرتے تھے۔

(۱) جامعہ اسلامیہ کو چار چاند لگا دئے

آپ کی بیٹی تراست یہ تھی کہ آپ نے جامعہ اسلامیہ کی باگ ڈور سنبھالنے

کے بعد نظم و ضبط اور تعلیمی اعتبار سے اس کو چار چاند لگا دئے۔ جامعہ اسلامیہ کی جگہ کوئی الگ اور خاص نہ تھی پرانی سی مسجد اور اس کے ملحق دو تین اسی طرح کے کمرے۔ اور لوگوں کے گھروں سے کھانا آتا تھا۔ مگر سپلن اور تعلیمی معیار نہایت امید افزا تھا اور وہ سب اللہ کی رحمت سے آپ کی وجہ سے تھا۔ آپ جامعہ کو اپنے گھر کی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ کر محبوب جانتے تھے۔ آپ تعطیل کے بعد بھی دن رات میں کئی کئی بار جامعہ کا چکر لگاتے تھے۔ حالانکہ آپ کا گھر جامعہ سے کافی دور تھا۔ آپ کے جامعہ میں آنے کا کوئی خاص وقت نہیں رکھا تھا۔ آپ جب چاہتے تھے آجاتے تھے۔

(۲) ہر دل عزیز

آپ ہر دلعزیز عالم تھے۔ اساتذہ طلبہ دیگر علماء سب آپ کو بنگاہ قدر دیکھتے تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضری دینا آپ کے پاس بیٹھنا اپنے لیے باعث فخر سمجھتے تھے۔ اسی طرح انتظامیہ اہل محلہ نمازیان مسجد سب آپ کو احترام و عقیدت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ورنہ انتظامیہ اور نمازی دونوں بیک وقت کسی عالم پر خوش ہوں؟ اتنی آسان بات نہیں۔ لیکن آپ پر سب خوش تھے۔

آپ نے گھڑی سازی کا کام بھی سیکھا ہوا تھا۔ تاکہ قوم پر بوجھ نہ بنیں۔ اور خودداری پر بھی آج نہ آئے۔ یعنی آپ ایک طرف شیخ الحدیث تھے دوسری طرف گھڑی ساز، میں نے خود آپ کو بازار میں گھڑی سازی کی دکان پر کام کرتے دیکھا۔ سیرت و کردار کی پختگی، خودداری، اخلاص، علم میں رسوخ، احساس ذمہ داری اور وقت کی پابندی کی بدولت اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاصرین پر برتری عطا فرما رکھی تھی۔ ہمارے علماء کو بھی اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کرنی چاہئیں۔ تاکہ ان کا احترام

دلوں میں پیدا ہو۔



(۳) پارش رک جاتی

آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ جامعہ آتے وقت یا جامعہ سے گھر جاتے وقت اگر کبھی بارش ہو رہی ہوتی تو آپ وقت کا احساس کرتے ہوئے بارش ہی میں نکل جاتے۔ لوگ اور طلبہ رکنے کا کہتے مگر آپ اسی طرح یہ کہتے ہوئے نکل پڑتے کہ ”اللہ مریانی کرے گا۔“ عموماً تھوڑی دیر کے لیے بارش رک جاتی اور اگر وہ برستی رہتی تو آپ کے کپڑے نہ بھگتے۔ دراصل بات وہی ہے جو حدیث میں آئی ہے مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كُنَانٌ اللّٰهُ لَهُ کہ جو اللہ کے ہو جاتے ہیں اللہ ان کا ہو جاتا ہے۔ اللہ ہمیں بھی ایسا کر دے۔ آمین۔



کرامات حضرت مولانا محمد عثمان دلاوری

آپ کا تعلق دلاور ضلع گو جرانوالہ سے ہے۔ اہل اللہ میں سے تھے۔ بڑے صابر و قانع، ذاکر و شاکر اور شب زندہ دار تھے۔ آج کل دلاور میں آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم خلیل دلاوری علمی و روحانی فیض بانٹ رہے ہیں اور باوجود ضعف اور مرض کے بساط بھر اپنے اسلاف کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔ مولانا محمد ابراہیم خلیل بندہ کے حقیقی پھوپھا ہیں۔

(1) قبولیت دعا

قبولیت دعا کے لئے ایمان و تقویٰ بنیادی شرائط ہیں۔ ایمان میں پہلا درجہ توحید و توکل اور اصلاح عقائد کا ہے۔ تقویٰ میں بنیادی باتیں شرک و بدعت سے اجتناب اور چار چیزوں میں کمال حاصل کرنا ہے یعنی اکمل ملال، صدق مقال، زہد اور حیا۔ اولیائے کرام ان اوصاف میں کامل ہوتے ہیں۔ اسی کمال کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ

کاعرفان اور قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ رب کے مقبول اور مستجاب الدعوات بن جاتے ہیں۔ یہی حال مولانا محمد عثمان دہلوی کا تھا۔ آپ بہت مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں بے شمار دعائیں کیں۔ جو تقریباً سب کی سب قبول ہوئیں۔ جس کی اولاد نہیں تھی اس کے لئے اولاد کی دعا کی رب نے اولاد عطا فرمادی۔ اسی طرح مقروض کے لیے دعا کی تو قرض اتر گیا۔ دائمی مریض کے لئے دعا کی تو وہ شفا پا سہ ہو گیا۔ ایسے بہت سے واقعات زبان زد خاص و عام ہیں۔

(۳) آپ کی ایک خصوصی دعا

استاد پنجاب حضرت حافظ عبدالمنان محدث و زیر آبادی نے اپنی جو بیٹی سوہدہ کے بیانیہ ان کی اولاد نہیں ہو رہی تھی۔ ایک روز حضرت حافظ صاحب کی مولانا موصوف سے ملاقات ہوئی، دوران ملاقات حضرت حافظ صاحب نے حضرت مولانا محمد عثمان سے بیٹی کے ہاں اولاد نہ بننے کی درخواست کی۔ انہوں نے جو اب اعراض کیا۔ یہ دعا آپ خود کریں۔ آپ کا روحانی پایہ بہت بلند ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دعا آپ سے کروانی چاہتا ہوں۔ حضرت دلاوری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو اسی سال شرف قبولیت بخشا۔ اور آپ کا نواسہ پیدا ہوا۔ جس کا نام ”عبدالحمید“ رکھا گیا۔ یہی وہ بچہ ہے جو مولانا حکیم عبدالحمید سوہدہ روی بنا۔ جنہوں نے کافی شہرہ حاصل کیا۔

۱۱) تذکرہ پزیرگان ملوثی سوہدروں میں سب سے زیادہ آپ کے تفصیلی حالات ہیں۔ یہ کتاب طبع اور پکلی ہے۔  
اس میں حضرت مولانا عبدالحکیم سوہدروی اور آپ کے پورے خاندان کے حالات ہیں۔ قابل مطالعہ کتاب  
ہے۔ دقارویٰ ۱



## (۳) بارش کا خطرہ ٹل گیا

۱۹۰۳ء کی بات ہے۔ محمد دین مستری جامع مسجد دلاور پیمہ کا مینار بنارہا تھا۔ اس نے مینار بڑی محنت سے مکمل کیا۔ ابھی وہ نیچے اتر ہی تھا کہ سیاہ کالے بادل آنا شروع ہو گئے۔ بارش برسنے کی صورت میں مینار کو کافی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ محمد دین نے حضرت دلاوری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ آپ نے مالک الملک کی بارگاہ بڑی زاری سے دعا کی۔ لوگ کہتے ہیں کہ بادل دیکھتے ہی دیکھتے پلٹ گئے۔ یوں بارش کا خطرہ ٹل گیا۔ اور ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ مینار بچ گیا۔

## (۴) ایک عجیب و غریبہ

آپ کے صاحبزادہ مولانا محمد ابراہیم خلیل دلاوری کا بیان ہے کہ میرا غضوان شباب تھا میں اسکول میں معلم تھا اور مسجد میں خطیب بھی۔ میں بہت کچھ کرنا چاہتا تھا کہ مگر وہ آدمیوں مولوی ابوالقاسم رفتی اور ماسٹر محمد شریف فاروقی نے میرا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ جس سے میں بہت پریشان تھا۔ میں نے ایک روز حضرت والد گرامی سے اس پریشان کا ذکر کیا۔ آپ نے مجھے یہ وظیفہ بتایا کہ ان کا ارادہ کر کے یہ بکھرت پڑھا کرو۔ سَنِيْهَۃٌ مِّنَ الْجَنَّةِ وَ يُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ فرماتے ہیں میں نے کچھ روز ہی پڑھا تھا کہ ایک گاؤں چھوڑ گیا۔ اور دوسرے کا کسی دوسرے گاؤں میں جاوہ ہو گیا اس طرح مجھے جین کا سانس لینا نصیب ہوا۔

## (۵) توکل کی برکت

ایک مرتبہ گھر سے اخراجات کا مطالبہ ہوا۔ فرمایا ابھی خالی ہاتھ ہوں جب اللہ نے مدد کی میں دے دوں گا۔ اگلے روز کوئی شخص روپوں کی تھیلی دے گیا کہ اسے اپنے مصروف میں لے آئیں۔ گھر تشریف لے گئے۔ فرمایا یہ ہے تھیلی۔ جس قدر ضرورت ہے اس میں سے لے لو۔ باقی اوپر پڑ پھرتی پر رکھ دو۔

## (۶) آپ کا مرتبہ

آپ کا روحانی مقام کافی بلند تھا۔ انسانوں کے علاوہ جنات بھی آپ کی خدمت بجا لاتے تھے۔ کئی مرتبہ آپ کے جنات آکر آپ کو دہاتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ زندگی کی آخری نماز پڑھ رہے تھے۔ کہ کمرہ روشن ہو گیا۔ فارغ ہو کر فرمایا۔ آگئے ہو؟ وہ ملائکہ تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آرام سے روح نقس حضری سے پرواز کر گئی۔ انشاء اللہ۔

## (۷) آپ کے تایا جان کا تذکرہ

آپ کے تایا جان مولانا محمد صالح دلاوری رات کو مسجد میں یاد الہی کر رہے تھے کہ اچانک ایک آدمی آیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ آپ کا جسم اسے مسجد میں جک جک نظر آیا۔ اور وہ ذکر الہی میں مصروف تھا۔ مولانا محمد صالح (م ۱۳۰۲) نے فرمایا۔ دیکھو جو تم نے مشاہدہ کیا ہے اس کا کسی سے ذکر نہ کرنا۔ چنانچہ اس نے زندگی میں تو اس کا ذکر نہ کیا۔ البتہ آپ کی وفات کے بعد دو ایک سے ذکر کر دیا۔



## کرامات مولانا محمد حسین شیخوپوری

آپ کا تعلق شیخوپورہ سے ہے۔ وعظ و تبلیغ میں آپ کی مثال معاصرین میں کم ہی نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منفرد خطیبات شان و اداء عطا فرما رکھی ہے۔ آپ کی ریکارڈ تقریر چھ کھنڈ ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اخلاص و روحانیت کا حصہ بھی ودیعت فرمایا ہے۔ آپ بھی اکل حلال اور صدق مقال (یعنی حلال کھانا اور سچ بولنے) کا بہت خیال فرماتے ہیں۔



## (۱) بادل پھٹ گئے

ایک مرتبہ آپ لاہور کے قریب تقریر کر رہے تھے اور بادل آنا شروع ہو گئے۔ لوگ جسے ہوئے بیٹھے تھے اور روح پرور خطاب جاری تھا۔ مگر اندر سے پریشان تھے کہ بادل آرہے ہیں۔ اگر یہ برسنے شروع ہو گئے تو جلسہ تلپٹ ہو کر رہ جائے گا۔ بیان بھی ماشاء اللہ توحید کا جاری تھا۔ آپ نے لوگوں کی یہ کیفیت دیکھی تو فرمایا: ”گھبراؤ نہیں، انشاء اللہ جلسہ مکمل ہو گا اور یہ بادل چلے جائیں گے۔“ تھوڑی دیر بعد بادل پھٹ گئے۔ اور جلسہ آب و تاب کے ساتھ دیر تک جاری رہا۔ یعنی اس بارش کی بجائے توحید الہی اور تجلیات ربانی کی بارش ہوئی۔ جس سے ہر شخص کی کشت قلب سیراب ہو گئی۔ اس روح پرور بیان کا علاقہ بحر میں بہت شاندار اثر رہا۔

## (۲) بارش رک گئی

مولانا محمد اشرف سلیم قلند دیدار سنگھ کا بیان ہے۔ ایک جگہ عظیم الشان جلسہ تھا۔ جہاں اطراف سے خلق خدا جمع تھی۔ جوں ہی خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد حسین شیخوپوری کا بیان شروع ہوا۔ بادل گر بنے لگا۔ بجلی چمکنے لگی۔ لوگ سراسیمہ اور پریشان ہو کر کتنا شاندار جلسہ ہے جو بارش کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے۔

حضرت شیخوپوری نے جب صورتحال دیکھی۔ تو حاضرین سے فرمایا۔ آرام و سکون سے بیٹھے۔ اللہ نے چاہا تو بارش نہیں ہوگی۔ آج اس بارش کی بجائے اللہ کی مہربانی سے قرآن و حدیث کی بارش ہوگی۔

اللہ کی شان بادل گرجتے گرجتے بجلی چمکتے چمکتے دوسری طرف نکل گئی۔ اور غروں کی گونج میں آپ کا ایمان افروز بیان شروع ہوا۔ جو رات گئے تک ہوتا رہا۔ قرآن و حدیث کی بارش سے سامعین کے اندر کی زمین سیراب ہو گئی جس سے ہر شخص کا انگ انگ رہا تھا۔ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا أَعْظَمَ مَظَانًا

## مجاہدین کی کرامات

نماز روزہ وغیرہ ارکان اگر اسلام کا ستون ہیں تو جہاد اسلام کی روح ہے۔ راہ حق میں کی جانے والی ہر کوشش کو جہاد کہتے ہیں۔ روح جہاد اسلام کے ہر رکن میں کار فرما ہے۔ خود ارکان اسلام میں روح جہاد موجود ہے۔ جہاد کا اسلام کے ساتھ تعلق یوں ہے جس طرح اعصاب کا بدن کے ساتھ۔ جیسے اعصاب بدن کی قوت کا باعث ہیں اسی طرح جہاد اسلام کی تقویت کا سبب ہے۔ جہاد اپنے نفس سے شروع ہوتا ہے اور دشمنان اسلام کی سرکوبی پر ختم ہوتا ہے۔

اسلام امن و سلامتی کا دین ہے۔ جو لوگ امن و سلامتی کو تاراج کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مسلح جہاد کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کا مقصود دنیا سے فتنہ انگیزی اور شر کو ختم کرنا ہے۔ جو بھی ظلم و حاکم ہے۔ شر پھیلاتا ہے۔ اور انسانی اقدار کو پامال کرتا ہے اللہ تعالیٰ طاقتور ہاتھوں کے ساتھ اس سے نمٹنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ فرمایا: وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ (۵۸/۲۲) ”اللہ کی راہ میں یوں جہاد کرو کہ جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے۔“

ایک جگہ فرمایا: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ ”اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔“ پھر فرمایا: فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ (۷۶/۳) ”پس شیطان کے ساتھیوں سے لڑائی کرو۔“

مزید فرمایا: وَجَاهِدُوا بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ (التوبہ: ۳۱/۹) ”اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔“

اور فرمایا: وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا (البقرہ: ۱۹۰/۲)



”اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑائی کرو جو تم سے لڑائی کرتے ہیں۔ اور زیادتی نہ کرو۔“

اسلام نے ان لوگوں سے لڑائی کا حکم دیا جو ظلم اور شراعتوں کے مرتکب اور مسلمانوں کے خواہ مخواہ مخالف ہیں ہمارے ہمسایہ ملک بھارت کا یہی حال ہے۔ اسلامی تنظیموں کے مجاہدین نے ہندوستان اور کشمیر میں جب ان کے خدا سے بڑھتے ہوئے مظالم دیکھے تو وہ ان کی چیرہ دستیوں اور فتنہ سالانوں کو ختم کرنے کے لیے ان سے نبرد آزما ہونے کے لیے آگے بڑھے اور ان کے مجاہد بڑی بے جگری سے لڑے۔ اس سلسلے میں نصرت الہی اور نبی مدد کے بہت سے عجیب و غریب واقعات سامنے آئے۔ ہم چند ایسے واقعات کو ”مجاہدین کی کرامات“ کے ذیل میں ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔ یہ کرامات دلچسپ بھی ہیں اور ایمان افروز بھی۔ ہو سکتا ہے ان کرامات کے مطالعہ سے ہمارا جذبہ خوابیدہ بیدار ہو۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللَّهِ بَعِيزٌ

### (۱) اللہ کی نصرت

دو مجاہد منڈھیر کے علاقہ میں پہنچے۔ انہوں نے پہاڑی چوٹی کی بھاڑیوں میں چھپ کر باری باری دشمن کی دھڑکوں کو ریموٹ کنٹرول کے ذریعے اڑا دیا۔ یہ صورتحال دیکھ کر فوج نے علاقے میں کریک ڈاؤن کر دیا مجاہدین نے اللہ تعالیٰ سے نصرت کی دعا کی۔ چنانچہ بارش شروع ہو گئی۔ پھر ڈالہ باری ہوئی۔ آخر میں دھند چھا گئی۔ یہ دونوں مجاہد دھڑکوں کو راکٹ کا ڈھیر بنانے اور ۳۵ ہندوؤں کو ٹھکانے لگانے کے بعد دشمن کا محاصرہ توڑ کر بالکل صحیح سلامت باہر نکل گئے۔ انہیں ایک خراش تک نہ آئی۔

### (۲) اللہ کی حفاظت

مجاہدین کا ایک گروپ مقبوضہ تھوں کے علاقہ چنالی میں پہنچا۔ اچانک دشمن کے

چھ فوجی ادھر آ گئے۔ عبداللہ مجاہد نے فائر کھول دیا۔ چھ فوجی موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ اب چاروں طرف سے گولہ باری شروع ہو گئی۔ دوست محفوظ مقام پر پہنچ گئے۔ ایک مجاہد اپنے دستہ سے ہٹ کر گولہ ایک جگہ خطرہ بھانپ کر پانی کے ٹالے میں اتر گیا۔ پانی بخ بستہ تھا۔ سارا جسم پانی میں تھا صرف منہ باہر تھا۔ وہ مجاہد مسلسل تین گھنٹے بخ بستہ پانی میں بیٹھا رہا۔ تا آنکہ دشمن مایوس ہو کر پلٹ گیا۔ وہ باہر نکلا تو آگے شیر بیٹھا تھا۔ وہ دعا پڑھتا تھا لَا يَضُرُّهُمُ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ پڑھتا ہوا شیر کے پاس سے آرام و سکون گزر گیا۔ اس طرح اسے اللہ تعالیٰ نے ہر خطرے سے بچالیا۔

### (۳) مجاہدین کی فراست

مجاہدین کا ایک گروپ قاری ابوذر کی قیادت میں مقبوضہ داوی میں داخل ہوا۔ سردی بہت تھی۔ یہ انڈین آرمی کی پوسٹ کے قریب پہنچ گئے۔ آرمی نے انہیں ”ہینڈ زاپ“ کہا۔ انہوں نے ہینڈ زاپ نہیں کیا۔ ساتھ ہی جنگل تھا یہ اس میں گھس گئے۔ اور آرمی پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ اور فائرنگ کرتے کرتے سائیڈ پر نکل گئے۔ آرمی یہ سمجھتی رہی کہ مجاہدین اسی جگہ پر ہیں لہذا وہ گولیاں برساتی رہی۔ نیچے انڈین آرمی کی دوسری فوجی پوسٹ تھی جہاں گولیاں پہنچ رہی تھیں۔ انہوں نے دشمن سمجھ کر ادھر فائرنگ شروع کر دی۔ آپس کی فائرنگ سے انڈین آرمی کے بیسیوں فوجی مارے گئے۔ ادھر تمام مجاہدین بغیر ہتھیاروں پر پہنچ گئے۔ اور کسی کا ذرا نقصان نہ ہوا۔

### (۴) فقید المثل جذبہ

دو مجاہد مقبوضہ کشمیر کے علاقے میں ایک مشن پر جا رہے تھے۔ ایک جنگل سے گزرتے ہوئے ان کا انڈین آرمی سے ٹکرا ہوا گیا۔ دشمن تعداد میں بہت زیادہ تھا۔



فائرنگ کا تبادلہ ہوا۔ اسی اثنا میں ایک ساتھی شہید ہو گیا۔ ایک فائر دوسرے مجاہد کے چہرے پر لگا اور منہ کے آر پار ہو گیا۔ منہ کے دس دانت ٹوٹ گئے۔ مزید دو فائر اس کے کندھے پر لگے۔ یہ ابھی سنبھل ہی رہا تھا کہ کان اور سر کی ایک جانب دو اور فائر لگے۔ اس مجاہد نے اسی حالت میں فائر کھول دیے جس سے دشمن کے دو فوجی ہلاک ہو گئے۔ یہ مجاہد دشمن کے زخموں میں تھا۔ اس نے اللہ سے مدد طلب کی اور دعا کی۔ اللہ نے دشمن کو اندھا کر دیا۔ اور یہ مجاہد ان کا محاصرہ توڑ کر نکلے میں کامیاب ہو گیا۔

(۵) گولیوں کی بوچھاڑ میں کارنامہ سرانجام دیا

غازی ابو دجانہ شاد باغ لاہور اپنے مجاہد ساتھیوں کے ساتھ ”دو آب گاہ“ کے گاؤں میں ٹھہرا ہوا تھا۔ کہ رات کو اسرائیلی کمانڈوز نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ اور رات ساڑھے تین بجے اچانک فائر کھول دیا۔ ایک ساتھی برست لگنے سے شہید ہو گیا۔ دوسرے کی پسی کے نیچے گولی لگی اور دوسری طرف نکل گئی۔ ان دونوں نے برستے برستوں میں کھڑکی سے چھلانگ لگائی۔ اور نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ آگے آرمی باغ میں گھات لگا کر بیٹھی ہوئی تھی۔ انہوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ ان پر دس پندرہ گولوں سے برست برس رہے تھے۔ گولیاں ان کے ارد گرد سے گزر رہی تھیں اور یہ اللہ کی مہربانی سے بالکل محفوظ رہے اور ان کے چنگل سے بحفاظت نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔

(۶) دعا کی برکت

ابو عکاشہ (عبد اللہ سیاف) پہلنگام کے علاقہ میں ہندو آرمی کی گھات میں بیٹھے تھے۔ لیکن آرمی کو خبر ہو گئی۔ اس نے ان کا محاصرہ کر لیا۔ یہ بڑی مستعدی سے بارغ سے ہوتے ہوئے ایک ٹیکری پر آ گئے۔ وہاں سے نکلے تو آگے میدان تھا اور تین اطراف میں ملٹری تھی۔ ساتھی ایک ایک کر کے نکل گئے۔ ابو عکاشہ اکیلا رہ گیا۔

آرمی نے اس پر فائر کھول دیا۔ عکاشہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا فیر بن گولیاں اس مجاہد کے دائیں بائیں آگے پیچھے اور ٹانگوں کے درمیان سے گزر رہی تھیں۔ سات گولیوں نے اس کے کپڑوں میں جگہ جگہ سوراخ کر دیے۔ مگر وہ بالکل محفوظ رہا اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کی ایسی مدد کی کہ دشمن کے زخموں سے نکل کر بحفاظت اپنے بھائیوں کے پاس پہنچے میں کامیاب ہو گئے۔

(۷) غیبی مدد کا ایمان افروز واقعہ

ایک بار مقبوضہ وادی میں تین مجاہد جا رہے تھے۔ آگے آرمی کے تین فوجی مل گئے۔ انہوں نے انہیں بینڈز اپ کہا۔ مجاہدین نے تو کبھی بینڈز اپ کیا نہیں۔ انہوں نے جلدی سے گمن اٹھائی اور فائر کھول دیا۔ ایک وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اور دو بھاگتے بنے۔ اس کے بعد مجاہدین ٹیکری پر چڑھے۔ جو خفیہ اوپر چڑھے ہندو آرمی کی سامنے والی پوسٹ نے فائر کھول دیا۔ فائر ابو قتال عرف شیرا کی جیکٹ کو لگا اور آگے گزر گیا۔ کچھ فائر اس کے بالوں کو چھوتے ہوئے گزر گئے۔ لیکن موصوف محفوظ رہا۔ ابو ثوبان جو اوپر چڑھ رہا تھا۔ ایک پتھر کا سہارا لیتے ہوئے پھسلا اور نیچے ابو سفیان کی جھولی میں آکر۔ اب پیچھے والی پوسٹ نے بھی مجاہدین کا گھیراؤ کرنا شروع کر دیا۔ آرمی نے ایک گولہ پھینکا جو ابو دجانہ کو لگا وہ اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکا۔ اس محاذ آرائی میں مجاہدین نے سفید کپڑوں میں آدمیوں کو دیکھا جو ان کی نصرت کرتے تھے۔ انہیں اخیر تک پتہ نہ چل سکا کہ وہ سفید کپڑوں میں مددگار کون تھے۔

(۸) خصوصی حفاظت اور مدد

غازی ابو طارق بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم پر برست چلنا شروع ہو گئے۔ ایک گولی میری بغل کے نیچے سے قیض پھاڑ کر نکل گئی مگر میں اللہ کی رحمت سے محفوظ رہا۔ پھر میں ایک محفوظ راستے سے ہوتا ہوا دھان کے دو کھیتوں کے درمیان ”دوت“ پر سو گیا۔ کوئی تین گھنٹے سویا رہا۔ گرمی اور تیز دھوپ تھی۔ مگر اس دوران



ایک بادل کا ٹکڑا میرے اوپر سایہ افکن رہا۔ جبکہ باقی آسمان صاف تھا اور دھوپ چمک رہی تھی۔ جب میں اٹھا تو شدید بھوک لگ رہی تھی اور جی لسی کو بہت چاہتا تھا۔ اسی اثنا میں ایک کشمیری میرے پاس کھانا لے آیا۔ ساتھ لسی بھی تھی۔ یعنی اللہ نے دشمن سے حفاظت بھی کی اور من پسند کی خوراک بھی فراہم فرمائی **فَاللّٰهُ حَفِظَہُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ**

(۹) اللہ نے مجاہدین کو مستور کر دیا

غازی ابو حذیفہ بیان کرتے ہیں 'میرا ساتھی ابو بصیر زخمی ہو گیا۔ میں اس کی حفاظت کے لیے ایک گاؤں کے مکان کے اوپر کے کمرے میں تھا کہ ایک درجن سے زائد گاڑیوں میں آرمی پہنچ گئی اور اس نے گاؤں کا محاصرہ کر لیا۔ اور کریک ڈاؤن کر دیا۔ ہمارے پاس ہندو آرمی کے تین فوجی آئے اور تین مرتبہ آئے مگر وہ ہمیں دیکھنے کے باوجود کہتے جا رہے تھے کہ یہاں تو کوئی نہیں اور واپس چلے گئے یعنی اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کی نگاہ سے مستور کر دیا اور وہ ہمیں دیکھ ہی نہیں سکے۔

(۱۰) بہترین اور ایمان افروز کامیابی

غازی ابو سعد بیان کرتے ہیں کہ دشمن کی دو گاڑیاں ہمارے قریب آ گئیں۔ اور سامان اتارنا شروع کر دیا۔ ہم ان کیلئے اپنے نشانے درست کر چکے تھے۔ ہمارے پاس راکٹ گرنیڈ لاسٹر 'ایچ ایم جی اور کلاشنکوفیں تھیں۔ ہم نے راکٹ فائر کیا۔ کوئی پچاس کے قریب ٹھیل پھٹکے۔ جب راکٹ برسا شروع ہوئے۔ تو گاڑیاں اور فوجی عمارتیں سب راکھ بننا شروع ہو گئیں۔ اس کامیاب حملے کے بعد جب ہم وہاں سے جانے لگے تو ہندو آرمی کی طرف سے ہمارے اوپر شینگ شروع ہو گئی۔ مارنے کے گولے ہمارے قریب آ کر گرتے رہے۔ مگر اللہ کے فضل سے ہم بالکل محفوظ رہے۔ اور بخیر و عافیت صحیح سلامت اپنی منزل پر پہنچ گئے۔ اس معرکے میں ۲۵ ہندو فوجی ہلاک ہوئے۔ اللہ نے ہمیں حیرت انگیز کامیابی بھی دی اور ہماری حفاظت بھی فرمائی۔